باره ماهیۂ نجم
حاجی محمد نجم الدین سلیمانی
مرتّب:
عبدالعزیز ساحر
الفتح
پبلی کیشنز

بارہ ماہیۂ نجم

حاجی محمد نجم الدین سلیمانی

مرتّب:

عبدالعزیز ساحر

الفتح پبلی کیشنز

راولپنڈی

اشاعت اوّل ۲۰۱۲ء

س ل ی سلیمانی، حاجی محمد نجم الدین

بارہ ماہیۂ نجم/ حاجی محمد نجم الدین سلیمانی، (مرتب) عبدالعزیز ساحر۔

راولپنڈی: الفتح پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء

۱۲۰ ص

SUL Sulemani, Haji Muhammad Najam-uddin

Baarah Maahiya e Najam/ by Haji Muhammad Najam-uddin Sulemani, (ed.) Abdul Aziz Sahir.- Rawalpindi: Al-Fath Publications, 2012

120 p.

ISBN 978-969-9400-33-9

الفتح پبلی کیشنز

- + 92 322 517 7413
- alfathpublications@gmail.com

distributor

VPrint Book Productions

- + 92 51 581 4796
- + 92 300 519 2543
- vprint.vp@gmail.com
- www.vprint.com.pk

A-392، گلی نمبر A-5، لین نمبر 5، گلریز ہاؤسنگ سکیم- 2، راولپنڈی

تونسہ مقدسہ

کی

اُس

بارگاہِ عرش مقام

کے

نام

جہاں

غوثِ زمین وزماں خواجہ محمد سلیمان خاں

آسودۂ خاک

ہیں

نجما حاجی لوگ تو مکہ جات تمام

میرا مکہ سنگھڑ بسے تونسہ واں کو نام

(حاجی محمد نجم الدین سلیمانی)

تونسہ مقدسہ کے لیے ایک نظم

یہ تونسہ ہے

یہاں اجمیر، دلّی اور اجودھن کے سبھی موسم خیال وخواب کے رنگوں کی تجسیمی

فضا میں ڈھل گئے ہیں

اور یہ خوش آثار بستی ہے کہ جس کے سب گلی کوچے مہاراں شہر کی مہکار کی ایسی

علامت بن گئے ہیں جو کہ اپنی اک کہانی لکھ رہی ہے

اور کہانی جس کا پس منظر ابد کے طاق پر رکھے دیے کے نور سے روشن ہے اور

اس کی ضیا ساری کہانی کے مناظر کو مہاراں کی زمیں

سے جوڑ کر لکھتی ہوئی محسوس ہوتی ہے

کہانی جو تحیّر کا سراپا اوڑھ کر حسنِ عقیدت کے طلسماتی جہاں میں

طاق کے اوپر دھری ہے اور ابد کے طاق پر رکھے

دیے کی لو مسلسل بڑھ رہی ہے

اور زمانہ دیکھتا جاتا ہے حیرانی کے موسم میں!

یہ تونسہ ہے

یہاں طاقِ ابد پر خواجگانِ چشت نے اپنا چراغِ جاوداں روشن کیا ہے

یہ چراغِ جاوداں صدیوں سے اک ایسی کہانی لکھ رہا ہے
اب جسے وہ جاودانی لکھ رہا ہے نور کی خوشبو سے اور احساس کے رنگوں
کے موسم میں

یہ تونسہ ہے
یہاں اجمیر، دلّی اور اجودھن کے سبھی خوش رنگ موسم ایک تجسیمی فضا کا
استعارہ بن گئے ہیں
اور یہاں شہرِ مہاراں کا تمدن خواب رنگوں میں مجسم ہو گیا ہے
اور زمانہ دیکھتا جاتا ہے اور حیرت زدہ بھی ہے

یہ تونسہ ہے
ابد کے طاق پر رکھے دیے کی لو مسلسل بڑھ رہی ہے
اور زمانہ دیکھتا جاتا ہے حیرانی کے موسم میں!

زمانے کا سفر شہرِ ابد کی سمت جاری ہے
اور اب کہ یہ سفر تونسے سے دلّی اور اجودھن اور مہاراں سے دیارِ خواجۂ اجمیر کی
جانب رواں ہے
اور زمانہ دیکھتا جاتا ہے اور حیرت زدہ بھی ہے

عبدالعزیز ساحر

کشکول

مقدمہ

[ا]

بارہ ماہیہ: لوک ادب کی ایک اہم صنفِ سخن ہے۔ اس صنفِ اظہار کا فنی اور فکری کینوس اپنے مخصوص موضوع اور معنویت کے اعتبار سے انفرادیت کا حامل بھی ہے اور اہمیت کا باعث بھی۔ شمیم احمد کے بقول:

> ''یہ ایک ایسی نظم ہوتی ہے، جس میں بیوی یا محبوبہ کی زبانی اُن شدید جذبات کا اظہار کرایا جاتا ہے، جن سے وہ اپنے شوہر یا عاشق کے فراق میں دوچار ہے اور اُس عالمِ فراق کو کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ چنانچہ وہ نہایت پُر اثر انداز میں اپنے شوہر یا عاشق کو یاد کرتی ہے اور سال کے بارہ مہینوں میں اُس کے جذبات و احساسات پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ اُنھیں دکھاتی ہے۔ موسموں کی شدت و کیفیت: اظہارِ جذبات کے لیے پس منظر کے طور پر برتی جاتی ہے۔ سال بھر کے مختلف النوع جذبات کے اظہار کی مناسبت سے اِس قسم کی نظم کو بارہ ماسہ کہا جاتا ہے''۔(۱)

بارہ ماہیہ وہ صنفِ اظہار ہے، جس میں مقامی تہذیب وثقافت کے رنگ اپنی تمام تر جمالیات کے ساتھ منعکس ہوتے ہیں۔ کہانی کے پس منظر میں ہنداسلامی تہذیب کے خط وخال بھی دکھائی دیتے ہیں اور گنگا جمنی تمدن اور معاشرت کی جلوہ آرائی کے رنگ بھی؛ اِس میں مقامی پرندوں کی چہکاریں بھی حسنِ سماعت میں رس گھولتی ہیں اور برِصغیر پاک وہند کے موسم بھی اپنی تمام تر کیفیات کے ساتھ طلوع ہوتے ہیں؛ اِس میں دیہاتی اور قصباتی رنگوں کی تاب ناکی کے عکس بھی ملتے ہیں اور اُن کی خوشبو بھی اپنے ہونے کا احساس دلاتی ہے، کیونکہ بارہ ماہیوں میں بقول ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی:

''فراق زدہ عورت (برہنی) عموماً دیہات کی ہوتی ہے، اِس لیے اُس کی زبان میں دیہاتی الفاظ عام طور سے پائے جاتے ہیں یا اُن کی آمیزش زیادہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ عموماً یہ بارہ ماسے اساڑھ یا ساون کے مہینے سے شروع ہوتے ہیں۔ یہ عورت کبھی اپنی سکھیوں اور سہیلیوں سے مخاطب ہوکر باتیں کرتی ہے، کبھی اُن کی کامیاب اور بھرپور زندگی پر رشک کرتی ہے۔ موسم کے اعتبار سے جو تیوہار آتے ہیں، مثلاً: دسہرہ، دیوالی، ہولی وغیرہ، اِس وقت اُس کا دردوالم اور بڑھ جاتا ہے، کیونکہ اُن میں وہ خوشی سے شریک نہیں ہوسکتی۔ مُلا، سیانے، پنڈت، رمال، جوتشیوں وغیرہ کی خوشامد کرتی ہے کہ وہ کوئی ایسا جتن کریں یا تعویذ اور گنڈا لکھیں، جس سے اُس کا بچھڑا ہوا ساجن واپس آجائے۔ کبھی وہ کوے یا نیل کنٹھ کو قاصد بنا کر بھیجنا چاہتی ہے کہ وہ اُس کا حالِ زار اُس کے پیتم کو جاکر سُنادے اور اُس سے جلد واپسی کے لیے کہے، کیونکہ برسات کی مستی بھری راتیں یا جاڑے کی لمبی راتیں اُس سے تنہا کاٹے نہیں کٹتیں اور سیج پر اُسے نیند نہیں آتی۔ آخرِ کار سال کے آخری مہینے اُس کا شوہر دفعتاً پردیس سے واپس آجاتا ہے اور اُس فراق زدہ عورت کا دردوغم مبدل بہ خوشی وخرمی ہوجاتا ہے''۔(٢)

[٢]

اردو میں اگرچہ اِس صنفِ سخن کی روایت زیادہ قدیم نہیں، تاہم پچھلی تین چار صدیوں میں کئی شاعر اِس فن کدے کے طواف میں سرگرمِ عمل رہے۔ بکٹ کہانی کے مصنف محمد افضل گوپال (م ١٠٣٥ھ) اِس صنف کے وہ پہلے باقاعدہ شاعر ہیں، جنھوں نے اپنی وارداتِ قلبی اور کیفیاتِ غم کو اِس صنفِ اظہار کے فنی اور تکنیکی پیرائے میں بیان کیا اور اُن کے بعد تو کتنے ہی شاعر اِس طلسم کدے کی طلسماتی فضا کو عکس بند کرنے اور اِس کے آنگنوں میں پھیلتی خوشبو کو کشید کرنے میں مگن رہے۔ اُنھوں نے اپنے داخلی جذبوں کو خارجی عناصر سے باہم آمیخت کرکے اپنے تخلیقی اظہار کا جادو جگانے کی کوشش کی، جس کے نتیجے میں اُن کے بارہ ماہیوں میں مختلف اور متنوع رنگوں

کی بہار دیدنی ہے۔ ڈاکٹر تنویر احمد علوی نے اردو میں بارہ ماسے کی روایت: مطالعہ و متن کے عنوان سے جو کتاب مرتب کی، اُس میں اُنھوں نے بارہ (۱۲)، بارہ ماہیوں کا تعارفی اور تنقیدی مطالعہ کیا اور اُن کے متن محفوظ کیے۔ اُن کے علاوہ: ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی، ڈاکٹر مسعود حسین خاں، محمد ذکی الحق، ڈاکٹر محمد صدرالدین فضا، ڈاکٹر انصاراللہ نظر، ڈاکٹر عبدالغفار شکیل اور ڈاکٹر جاوید وشسٹ نے بھی مختلف بارہ ماہیوں پر تعارفی اور تنقیدی مقالات لکھے، لیکن پیشِ نظر بارہ ماہیہ اِن تمام محققین اور ناقدین کی توجہ سے محروم رہا، حالانکہ ڈاکٹر تنویر احمد علوی نے دعویٰ کیا تھا کہ: ''راقم الحروف کے پاس اردو کے تقریباً تمام مطبوعہ بارہ ماسے موجود ہیں''۔ (۳)

[۳]

بارہ ماہیۂ نجم ...... حاجی محمد نجم الدین سلیمانی (م ۱۲۸۷ھ) کے روحانی اور داخلی تجربوں کا اظہاریہ بھی ہے اور اُن کے عارفانہ اور عاشقانہ جذبوں کا اشاریہ بھی؛ اِس میں استعارے کے رنگ بھی ہیں اور تمثیل کی خوشبو بھی۔ وہ عملاً صوفی صافی اور صاحبِ عرفان و یقین بزرگ تھے۔ سلسلۂ چشتیہ میں خواجہ محمد سلیمان خان تونسوی غریب نواز (م ۱۲۶۷ھ) کے مرید تھے اور خلیفہ بھی۔ اُنھوں نے بارہ ماہیے کی صنف کے پیرائے میں اپنے روحانی کرب کو تخلیقی وجدان کی آمیزش سے اِس طرح باہم آمیخت کیا کہ حقیقت کی بے رنگی: مجاز کے رنگوں سے مزین ہو گئی۔ یہ بارہ ماہیہ شاعر کی وارداتِ قلبی اور مکاشفاتِ وجدانی کی وہ داستانِ عشق ہے، جو رنگ کے آنگن میں بے رنگی کی تجلیاتی صداقتِ احساس کا منظر نامہ تشکیل دیتی ہے۔ یہ بارہ ماہیہ وہ سرِ دلبراں ہے، جو حدیثِ دیگراں میں نہیں، خود شاعر کی زبانی منکشف ہوا؛ اِس میں ہجر و فراق کا کرب بھی ہے اور وصالِ یار کی لطف آفرینی بھی؛ اِس میں خارجی عناصر کے مناظر بھی ہیں اور داخلی جمالیات کی باز آفرینی بھی؛ اِس میں حمد اور نعت کی معنوی ترنگ بھی ہے اور پیرو مرشد کے وصال کی اُمنگ بھی؛ اِس میں حُسنِ خیال کی نمود بھی ہے اور خیالِ حُسن کا وجود بھی؛ اِس میں حقیقت بھی ہے اور کہانی بھی۔ یہ مختلف اور متنوع رنگ مل ملا کر ایک ایسی بے رنگی کے ترجمان ہیں، جو زندگی اور اِس کی تمام تر معنویت کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے ہے۔ شاعر نے اپنے پیرو مرشد کے فراق میں، اپنی وارداتِ غم کا جو سماں باندھا ہے، وہ بارہ ماہیے کے ہر اک لفظ سے آشکار ہے۔ تشبیہ اور تمثیل کی

ہم آہنگی سے کہانی کے بیانیے کا منظر نامہ: فکر و آہنگ کی جس صورت میں متشکل ہوا، وہ پیش منظر کی طلسماتی فضا کا معنوی اشاریہ مرتب کرتا ہے۔ اِس سے تخلیق کا فکری پس منظر: عشق اور سرمستی کے جذباتی رویوں سے ہم آہنگ ہو کر، فراق اور ہجر کے تلازماتی آفاق کو اِس طرح وسعت آشنا کرتا ہے کہ موسموں کے بدلتے منظر نامے شاعر کی باطنی کیفیات سے طلوع ہوتے ہیں۔ مجاز کے تناظر میں حقیقت کی بصیرت افروز معنوی فضا، اُن کے اِسی وجدانی تجربے کی بازگشت سے پیالہ گیر ہے۔ وہ جہانِ معنی کی وجدانی اپیل کو تشبیہ اور تمثیل کے فنی پیرائے میں اظہارِ ذات کے خارجی اور معنوی رویوں کا ایسا امتزاجی اسلوب عطا کرتے ہیں، جو اُن کے ہاں کشفِ ذات سے انکسارِ ذات تک کے مراحل کا اثباتی اظہاریہ منکشف کرنے میں معاون ہے۔ اِس میں تجربے کے رنگ بھی بکھرتے ہیں اور مشاہدے کی وجدانی خوشبو بھی رقص کناں رہتی ہے۔ یوں مجاز سے حقیقت اور حقیقت سے مجاز کے مابین سفر: گنجینۂ معانی کی طلسماتی خوش آہنگی کا اظہاریہ بن جاتا ہے، جس میں کرب اور دکھ کی دھوپ بھی پڑتی ہے اور حسنِ وصال کی خوش رنگی کے پھول بھی کھلتے ہیں۔

[۴]

محمد نجم الدین سلیمانی حاجی صاحب کے لقب سے ملقب تھے۔ وہ خواجۂ بزرگ غریب نواز (م ۶۳۳ھ) کے خلیفہ سلطان التارکین خواجہ حمید الدین ناگوری (م ۶۷۳ھ) کی اولادِ پاک نہاد سے تھے۔ جے پور کے مضافاتی قصبے جھنجھنوں میں رمضان کی تیسری تاریخ جمعے کے دن ۱۲۳۴ھ کو متولد ہوئے۔ والدۂ محترمہ کا نام سردار بی بی اور والدِ گرامی کا نام شیخ احمد بخش تھا، جو سلسلۂ نقشبندیہ میں شاہ ارادت اللہ سے بیعت تھے۔ حاجی صاحب کی رسمِ بسم اللہ معروف قادری بزرگ مولوی محمد رمضان مہمی کی نگرانی میں ہوئی۔ اُنھیں سے قرآنِ کریم پڑھا۔ فقہ اور ادبیات کی تعلیم کے بعد، ۱۰۔ شعبان ۱۲۵۳ھ کو خواجہ محمد سلیمان تونسوی غریب نواز کے مرید ہوئے۔ تونسہ مقدسہ میں خواجہ تونسوی کے مرید و خلیفہ محمد باران خان (م ۱۲۵۴ھ) سے رشحات، لمعات، فصوص الحکم اور فتوحاتِ مکیہ اور اپنے پیر و مرشد سے کشکول، لوائح، عشرۂ کاملہ، آداب الطالبین اور دیوانِ حافظ کا درس لیا۔ ۶۔ محرم ۱۲۵۴ھ کو بابا فرید الدین گنج شکر کے عرس کے موقع پر پاک پتن میں خلافت سے فیض یاب ہوئے اور مرشد کے حکم پر فتح پور شیخاواٹی میں خانقاہ قائم کی اور ہزاروں افراد کی روحانی تربیت کی۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی نے تاریخِ مشائخِ چشت میں اُن کے ۲۶ خلفا کی فہرست دی ہے۔ (۴)

وہ ۱۲۸۷ھ کو فوت ہوئے اور فتح پور شیخاواٹی میں آسودۂ خاک ہوئے۔

حاجی صاحب نے اردو اور فارسی میں جو کتابیں لکھیں، اُن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

- مناقب المحبوبین
- مناقب الحبیب
- بیان الاولیاء
- قبالاتِ نجمی
- افضل الطاعت
- احسن العقائد
- نجم الآخرة
- نجم الواعظین
- احسن القصص
- تذکرۃ السلاطین
- مناقب التارکین
- فضیلة النکاح
- تذکرۃ الواصلین (دفتر اوّل و دوم)
- نجم الھدایہ
- راحت العاشقین
- حیات العاشقین فی لقاءِ رب العالمین
- شجرۃ المسلمین
- سماع السامعین فی ردالمنکرین
- مقصود العارفین
- مقصود المرادین فی شرح اورادِ نصیر الدین
- ھدایت نامہ
- شجرۃ الابرار
- شجرۃ العارفین
- دیوانِ خواجہ نجم
- پیو ملانی غیر بھلانی
- گلزارِ وحدت
- ماحی الغیریت
- پریم گنج
- بارہ ماھیۂ نجم

حاجی صاحب کے صاحبزادے اور جانشین مولانا محمد نصیر الدین (م ۱۲۹۷ھ) نے اُن کے حالات اور ملفوظات میں نجم الارشاد کے عنوان سے ایک کتاب بھی مرتب کی، جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ اِس کا منحصر بہ فرد خطی نسخہ درگاہ نجم الدین سلیمانی، فتح پور شیخاواٹی میں محفوظ ہے۔

[۵]

بارہ ماھیۂ نجم شوال ۱۲۵۸ھ کو مکمل ہوا۔ شاعر نے خود لکھا ہے کہ:

و سنہ ہجری تھی بارہ سی اٹھاون

ہوا پورا یہ قصہ من لبھاون

شاعر کی زندگی میں اِس دلچسپ اور دلکش قصے کو اشاعت کی روشنی میسر نہ آئی اور یہ لباسِ طباعت سے محروم رہا۔ یہ قصہ اپنی تخلیق کے چونتیس سال بعد حسنِ طباعت سے روشناس ہوا۔ اُس وقت شاعر کو دنیا سے رخصت ہوئے پانچ سال ہو چکے تھے۔

بارہ ماهیۂ نجم نسخۂ بمبئی:

صاحبِ کلام کے صاحبزادے اور جانشینِ اول مولانا محمد نصیرالدین کی اجازت اور محمد نصیب خاں اور فقیر محمد چشتی کے حسنِ اہتمام سے یہ مجموعہ ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء میں اشاعت پذیر ہوا۔ طباعت کی سعادت مطبع الحسینی در بھنڈی بازار، بمبئی کے حصے میں آئی۔ یہ مجموعہ ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ کاتب نے شاعر کی بیاض سے یہ نسخہ کتابت کیا۔ کتابت کے دوران میں، اُس سے بعض اغلاط بھی سرزد ہوئیں، جو مابعد نسخوں میں بھی در آئیں۔ کاتب نے جو کچھ لکھ دیا، اُس کا اصل متن کے ساتھ تقابل نہیں کیا گیا، جس کی وجہ سے اغلاط کی تصحیح نہ ہو سکی۔ بارہ ماہیے کا متن ۴۶ صفحات کو محیط ہے۔ ص ۴۶ پر کسی عربی شاعر کے دو شعر نقل ہوئے ہیں۔ بعد ازاں حضرت علی کرم اللہ وجھہ کے ایک نعتیہ قصیدے کے آٹھ اشعار دیے گئے ہیں۔ قصیدے کے بعد محمد نصیب خاں کی طرف سے 'خاتمۂ کتاب' کے عنوان سے ایک عبارت دی گئی ہے: کہ کوئی بھی شخص اِس بارہ ماہیے کو بلا اجازت چھاپنے کا قصد نہ کرے، بصورتِ دیگر ایکٹ نمبر ۲۵ (۱۸۶۲ء) کے مطابق اُس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔ 'خوب نو تاریخ' (۱۸۷۵ء) اور 'لکھی عمدہ بھئی غم کی کہانی' (۱۲۹۲ھ) سے بالترتیب عیسوی اور ہجری تاریخ ہائے طباعت بھی استخراج کی گئی ہیں۔

بارہ ماهیۂ نجم نسخۂ اجمیر:

یہ ایڈیشن حاجی نجم الدین سلیمانی کے تیسرے سجادہ نشین مولانا غلام سرور (م ۱۳۷۲ھ) کی اجازت اور منشی علاء الدین خاں سرسودیہ کی فرمائش پر معین پریس، اجمیر میں طبع ہوا۔ صفحات کی تعداد ۴۸ ہے۔ بارہ ماہیے کا متن پینتالیس (۴۵) صفحات میں آیا ہے۔ ص ۴۶ پر کسی نامعلوم عربی شاعر کے دو نعتیہ اشعار ہیں، پھر حضرت علی کرم اللہ وجھہ کے نعتیہ قصیدے کے آٹھ اشعار دیے گئے ہیں۔ اِن کے بعد 'خاتمۂ کتاب' کے عنوان سے وہ عبارت بھی نقل کی گئی ہے، جو پہلی بار محمد نصیب خاں نے چھاپی تھی۔ ص ۴۸ پر نبیرۂ مصنف مولانا غلام سرور نے کتاب اور صاحبِ کتاب کے حوالے سے دس اشعار کہے ہیں اور آخری شعر کے مصرعِ ثانی (چھپ گیا کیا نسخۂ اسرارِ حق) سے سنۂ طباعت (۱۳۵۶ھ) استخراج فرمایا ہے۔

بارہ ماہیے کی دونوں اشاعتوں کے مابین چونسٹھ سال کا عرصہ حائل ہے۔

بارہ ماھیۂ نجم نسخۂ فتح پور:

بارہ ماھیۂ نجم کا تیسرا ایڈیشن دیوناگری رسم الخط میں ۱۴۲۹ھ میں فتح پور شیخاواٹی سے اشاعت پذیر ہوا۔ پیر غلام جیلانی نجمی نے 'وضاحت سہ بارہ طباعت' کے عنوان سے اپنے پیش لفظ میں لکھا ہے:

''اب چونکہ نسخۂ بارہ ماہیہ مذکورہ کی چند جلدیں ہی چند حضرات کے پاس رہ گئی ہیں۔ وہ بھی دن بہ دن [؟] معدوم ہوتی جارہی ہیں، اِس لیے اِس فقیر کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ اِس نایاب تحفہ بارہ ماہیۂ مذکورہ مزید سہ بارہ ترتیب دے کر بارہ ماھیہ نجم الاولیا کے نام سے بخطِ ہندی طالبانِ حق کی رہنمائی کے لیے شائع کروا کر شاہ ولایت خواجہ نجم الدین صاحب کی خوشنودی حاصل کی جاوے۔ الحمدللہ المنتہ راسخ الیقین جناب سکندر خاں چوہان ولد حاجی اصغر شیخاواٹی نے نسخۂ بارہ ماھیہ نجم الاولیا کو چھپوا کر سعادت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ اُنھیں اجرِ عظیم عطا فرمائے''۔(۵)

یہ مجموعہ ۱۲۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اِس میں کتابت کی وہی غلطیاں موجود ہیں، جو اِس سے قبل پہلے اور دوسرے ایڈیشن میں موجود تھیں۔

[۶]

اب اِس بارہ ماہیے کا کوئی خطی نسخہ دست یاب نہیں کہ جس کی مدد سے متن کو منشائے شاعر کے مطابق مرتب اور مدون کیا جاسکے۔ لے دے کر، اِس کے یہی تین مطبوعہ ایڈیشن ہی پیشِ نظر ہیں۔ پہلے ایڈیشن میں بھی اغلاط اور تسامحات کی کثرت ہے۔ دوسرا ایڈیشن پہلے ایڈیشن سے زیادہ اغلاط کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔ تیسرا ایڈیشن دیوناگری رسم الخط میں ہے اور دوسرے ایڈیشن کے متن پر مبنی ہے۔ لہٰذا جو اغلاط دوسرے ایڈیشن میں موجود تھیں، وہ تیسرے ایڈیشن میں بھی در آئی ہیں۔

راقم نے ترتیب متن کے دوران میں تین مطبوعہ نسخوں کے ساتھ ساتھ شاعر کی دیگر دو کتابوں کو بھی پیش نظر رکھا ہے، جن میں بارہ ماھیۂ نجم کے کچھ دوہرے نقل ہوئے ہیں۔ اِن سے بھی متن کی ترتیب، تہذیب اور تصحیح کے ضمن میں مدد ملی ہے۔

(۱) گلزارِ وحدت: یہ نثری کتاب ہے۔ اِس کا موضوع وحدۃ الوجود ہے۔ اِس میں صاحب کتاب نے

جا بجا اپنے دوہے نقل کیے ہیں۔

(۲) دیوانِ خواجہ نجم: اب تک یہ دیوان دو بار شائع ہو چکا ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۵۱ھ میں طبع ہوا۔ اِس پر مقامِ اشاعت کا اندراج تو موجود نہیں، لیکن صفحۂ اول پر بیٹھک کا تباں لارنس روڈ، کراچی کی ترقیم اس امر کی غماز ہے کہ یہ مجموعہ کراچی سے چھپا اور اِس کی اشاعت بیکانیر سے عمل میں لائی گئی، کیونکہ اِس پر ملنے کا یہ پتا درج ہے: پیرجی عبدالشکور درگاہِ حضرت خواجہ نور نبی چورو ریاست بیکانیر

دوسری بار یہ دیوان پیر غلام جیلانی نجمی نے ۲۰۰۸ء میں مرتب کیا۔ اِس مجموعے کی ضخامت ۲۶۴ صفحات کو محیط ہے۔

[۷]

بارہ ماھیۂ نجم سات سو ستاون (۷۵۷) اشعار پر مشتمل ہے۔ آغاز میں سات شعر حمد یہ ہیں۔ پھر دو دوہے ہیں، جن سے شاعر نے گریز کا کام لے کر حمد سے نعت کا سفر کیا ہے۔ اگلے چھے شعر نعتیہ ہیں۔ وحدۃ الوجودی آہنگ میں نعتیہ منظر نامہ: تخلیقی جمالیات کا ایسا اظہاریہ ہے، جو حسنِ ازل کی تنزیل اور تعینات میں جلوہ آرائی پر گواہ بھی ہے اور اُس کی ماورائی اور تجریدی معنویت کی دلیل بھی۔ نعتیہ آہنگ: وحدۃ الوجودی صداقتِ احساس اور تصورِ حقیقت کے معنوی احساس کی بدولت شاعر کے پیر و مرشد کی صورت میں ڈھل کر، جمالیاتی طرزِ فکر کی ایک نئی صورت کا انکشاف کرتا ہے، جو شاعر کی تخلیقی بصیرت اور وجدانی معنویت کا ترجمان ہے۔

اِس بارہ ماہیے میں مختلف مہینوں کے موسمی احوال اور اُن کے خارجی مناظر کی تصویریں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ کسی بھی مہینے کا آغاز ہوتے ہی شاعر موسمی ماحول کی تصویر کشی کے بجائے اپنے باطنی احوال اور داخلی کیفیات کا تجرباتی آہنگ: تخلیقی احساس کی رعنائی سے معطر کرتا ہے، تو بارہ ماہیے کے بین السطور ہند اسلامی تہذیب کا فکری اور فنی آہنگ اپنی تمام تر جمالیات کے ساتھ منعکس ہو جاتا ہے۔

سات سو ستاون (۷۵۷) اشعار کو شاعر نے بارہ مہینوں میں جس طرح منقسم کیا ہے، اُس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

تمہید (دوہرے ۱۴+ اشعار ۷۱= ۸۵)، ماہ ساون (دوہرے ۸+ اشعار ۴۷= ۵۵)، ماہ بھادوں (دوہرے ۴+ اشعار ۵۵= ۵۹)، ماہ اسوج (دوہرے ۴+ اشعار ۲۰= ۴۲)، ماہ کاتک (دوہرے ۴+ اشعار ۳۱= ۳۵)،

ماہ مگر(دوہرے۴+اشعار۳۵=۳۹)،ماہ پوہ(دوہرے۶+اشعار۵۵=۶۱)، ماہ ماس(دوہرے۱۰+
اشعار۵۹=۶۹)،ماہ پھاگن(دوہرے۵+اشعار۴۶=۵۱)، ماہ چیت(دوہرے۲+اشعار۳۵=۳۷)،
ماہ بیساکھ(دوہرے۸+اشعار۶۹=۷۷)،ماہ جیٹھ(دوہرے۲+اشعار۶۶=۶۸)،ماہ اساڑ(دوہرے۸+
اشعار۸۹=۹۷)

فارسی اشعار:۴۳+۱۰مصرعے

عربی اشعار:۴+۷مصرعے

دوہرے:۷۹

اقتباس اشعار: اسیری کا ایک مصرع عربی، کبیر داس کا ایک دوہا اور مولانا عبدالرحمٰن جامی کے چار فارسی شعر

[۸]

بارہ ماہیۂ نجم نسخۂ بمبئی اور نسخۂ اجمیر میں املا کی کچھ ایسی صورتیں دکھائی دیتی ہیں، جو ہمارے ہاں انیسویں صدی میں مروج رہی ہیں، مثلاً:

(۱) بعض الفاظ میں واوٗ کا ایزاد: اوس، اوڈیکا، اون، دوکھ وغیرہ

(۲) بعض الفاظ میں یائے مجہول اور معروف کا ایزاد، جیسے: دیکھایا (دکھایا)، دیکھاوے (دکھاوے) وغیرہ

(۳) یائے مجہول اور معروف میں تفاوت کو ملحوظ نہیں رکھا گیا، جیسے: ہے (ہی)، ہی (ہے)، اوکھے (اوکھی)، پینڈی (پینڈے)، پرانی (پرانے) وغیرہ

(۴) بعض الفاظ کے آخر میں ہائے ملفوظی کا ایزاد کیا گیا، مثلاً: یھہ (یہ) مجہہ (مجھ)، یہہ (یہ) وغیرہ

(۵) ہائے کہنی دار اور ہائے دوچشمی کے مابین فرق نہیں کیا گیا، مثلاً: دیکہی (دیکھی)، ٹہکانے (ٹھکانے)، سمجہارے (سمجھاوے)، بہادوں (بھادوں)، بہی (بھی)، تمہاری (تمھاری)، سبہی (سبھی) وغیرہ

(۶) ہائے ہوز اور ہائے دوچشمی میں فرق روا نہیں رکھا گیا، جیسے: اندہیرا (اندھیرا)، آدہی (آدھی)، اندہیار (اندھیار)، پڑہنے (پڑھنے)، دہن (دھن)، منجدہار (منجدھار) وغیرہ

(۷) بعض الفاظ کو ہائے ہوز کے بجائے ہائے حطی سے لکھا گیا، جیسے: مرحم (مرہم) وغیرہ

(۸) قدیم روشِ املا کے مطابق لفظوں کو جوڑ کر لکھنے کی روایت کو برقرار رکھا گیا، جیسے:

اوسرات (اُس رات)، اوسکیکا (اُسی کے کا)، جگمین (جگ میں) تنکی (تن کی) وغیرہ

(۹) بعض الفاظ کو توڑ کر لکھا گیا، مثلاً: جھول تی (جھولتی)، لی نا (لینا)، اوڑی کا (اوڑیکا)، کھٹ کا (کھٹکا) وغیرہ

(۱۰) بعض الفاظ ہائے دوچشمی کے بغیر لکھے گئے، مثلاً: مج (مجھ)، تج (تجھ) وغیرہ

(۱۱) بارہ ماہیے کے متن میں نون اور نونِ غنہ میں تفریق روا نہیں رکھی گئی، مثلاً: شیرین (شیریں)، کہین (کہیں)، دوجہان (دوجہاں) وغیرہ

(۱۲) بعض الفاظ میں کافِ ہندی کے بجائے کاف برتا گیا۔

(۱۳) بعض الفاظ کے املا میں 'ظ' اور 'ذ' کی تخصیص نہیں کی گئی، جیسے: 'نذر' کو 'نظر' لکھا گیا ہے۔

(۱۴) ایک آدھ لفظ کے آخر میں نونِ غنہ کا ایزاد کیا گیا، جیسے: کئیں (کئی) وغیرہ

(۱۵) بعض الفاظ میں ہائے مختفی کے بجائے یائے معروف اور یائے مجہول کا استعمال کیا گیا، جیسے: پی (پہ)، پے (پہ) وغیرہ

(۱۶) بعض الفاظ میں یائے مجہول کے بجائے ہائے مختفی کا استعمال کیا گیا، جیسے: دہہ (دے) وغیرہ

(۱۷) بعض الفاظ میں مختلف حروف کا ایزاد کیا گیا، مثلاً: بجلی (بجلی)، یکدام (یک دم) وغیرہ

(۱۸) بعض الفاظ میں مختلف حروف کی تخفیف کی گئی، جیسے: آنک (آنکھ)، بچاری (بیچاری)، بنائی (بینائی) وغیرہ

بارہ ماهیۂ نجم میں:

(۱) بعض الفاظ اپنے درست تلفظ کے بجائے علاقائی اور مقامی تلفظ کے مطابق نظم ہوئے، مثلاً: عَقَل بجائے عَقْل، ذِکَر بجائے ذِکْر، مَرَض بجائے مَرْض وغیرہ۔

(۲) بعض پنجابی الفاظ غلط تلفظ میں نظم ہوئے، مثلاً: سُرَت بجائے سُرْت، سَرَس بجائے سَرْس۔

(۳) بعض الفاظ کی تذکیر و تانیث پر علاقائی اور مقامی زبانوں کے اثرات دکھائی دیتے ہیں، جیسے: دارو، حاجت روا اور راہ وغیرہ۔ شاعر نے اوّل الذکر دو الفاظ کو مؤنث اور مؤخر الذکر کو مذکر برتا ہے۔

(۴) کئی مقام پر شاعر نے فارسی لفظ ناحق (نا+حق) پر ہندی کے سابقے الف کا ایزاد کر کے اِسے نفی کے معنوں میں برتا ہے، حالانکہ اِس لفظ میں 'نا' کا سابقہ نفی کی معنویت کا اظہار یہ مرتب کر

رہا ہے۔

(۵) کئی جگہ شاعر نے 'نہ' اور 'مت' کو یکجا استعمال کیا ہے۔

(۶) اکثر مقامات پر صوتی قوافی استعمال کیے گئے ہیں، جیسے: 'سین' اور 'شین'، 'تھے' اور 'ٹے' اور 'ڈال' اور 'رے' اور 'ڑے' وغیرہ کو باہم قافیہ کیا گیا ہے۔

- لفظی، معنوی، صرفی اور نحوی جمالیات:

برج الفاظ: ستی، سیں، سیتی، سیتیں، سوں وغیرہ

پنجابی الفاظ: پینڈے، اوکھے، کدھی، اوٹھی، توں، کنی، کن، وسے، جھک، کودایا، پیڑ، چنگا، جیبھ، جگ، سرس، سرت، دارو، بچارا، دکھیا، مت (مبادا) وغیرہ

سندھی الفاظ: کرہا، کرہلا وغیرہ

کھڑی الفاظ: سیانی، نسدن، برہ، درس، نیارا، دوؤ، سجن، فالی، سکن، ساجن وغیرہ

ہندی الفاظ: پتیم، پیت، پی، پیو، پیا، مکھ، مکھڑا، نانو، سدھنا، ناگن، رین، نین، گاڑری، سکھی، بید، کارنی، ٹاٹی، درشن، ماس، نسنگ، مڑار، ریکھ، کرتار، جتن، مینہ، نیہ، جنیئو، گیان، دھیان، بھئی، بھیا وغیرہ

راجستھانی الفاظ: ہرد، اوسیر

مذہبی اور متصوفانہ لفظیات: بسم اللہ، رحمٰن، رحیم، معبود، بے جہت ومکاں، مقصود، دوجہاں، موجود، ظاہر، جلوہ، تجلی، اوّل، آخر، واللہ، شکلِ لایزالی، نقاب، ذرہ، مکھ، میم، غفور، احمد، ظہور، رمز، دستور، رنگ، بے رنگ، محمدؐ، لباسِ احمدی، رازِ سرمدی، اظہار، شانِ یوسفی، جمالِ یوسفی، یوسف، زلیخا، عشق، عاشق، معشوق، پیر، مرشد، طبیبِ عشق، خدا، دوعالم، نظارہ، جلوہ گر، مشتاق، راہِ دل، طالب یار، مقبول، غیر، فنا، پردہ، ہستی، دل، سلیم القلب، برہان، نبی، قول، درگاہِ باری، کامل، مطیع، جن وانس، حاجت روا، فیض، مقرب، قبلۂ حاجت، نکاح، قیس، لیلیٰ، شیریں، فرہاد، قبر، منکر نکیر، ولی، حق، وظیفے، الحمدللہ، واصل، مسجد، غفلت، صورت، توجہ، تصور، حشر، محشر، قیامت وغیرہ

تراکیب: شبِ ہجراں، عذابِ ہجر، شرابِ ارغوانی، غمِ دارین، مئے وحدت، لختِ دل، ایامِ غم،

احوالِ دل، زکوٰۃِ حُسن، شاہِ جہاں، قولِ یار، بارِ ہجر، روئے جانی، روئے سجن، خدنگِ ہجر، پیشِ جانی، گفتارِ غم، دردِ دل، آتشِ سینہ، حبِ جہاں، شئہ گلشن، شکلِ لایزالی، بے جہت ومکاں، لباسِ احمدی، رازِ سرمدی، جمالِ یوسفی، قلوبِ عاشقاں، سلیم القلب، ذاتِ باری، نصف الملاقات وغیرہ

- مصادر کی مختلف صورتیں:

(۱) واؤ کے ایزاد کے ساتھ: آونا، جاونا، رولانا، لوبھانا، بلاونا، دکھاونا، سہاونا، باونا وغیرہ

(۲) الف کی تخفیف اور علامتِ نون کے ساتھ: کہن، سنن، ملن، آون، ڈھونڈن، مرن، پوچھن، جلاون، دلاون وغیرہ

(۳) وہ مصادر جو مختلف زبانوں اور بولیوں کے ارتباط سے اردو میں مروج رہے، مگر اب یہ متروک ہو گئے ہیں، جیسے: تیاگنا، لاگنا، قبولنا، سوکھنا، کوکنا، وسنا، سارنا، چھالنا، پھٹنا، کیلنا، بھجانا، پٹھانا، کھوسنا، اڈیکنا، چسنا (روشن کرنا)، بڑنا (داخل ہونا)، چکارنا، کودانا، کاڈنا، تجنا، باونا (ڈالنا)، چھاڈنا، (چھوڑنا) وغیرہ

(۴) بعض مصادر کے آخر میں نونِ غنہ کا ایزاد: بھانواں، جاناں، سہاوناں وغیرہ

- اسمِ اشارہ: جا (جو، جس)، وا (وہ، اُس) وغیرہ

- اسمائے ضمیر: تُمری (تمھاری)، ہمری (ہماری)، توں (تو)، توہ (تو)، تیں (تو)، تہاری (تمھاری)، جنھوں (جن)، انھوں (اُن)، جن (جس)، اُن (اُس)، مو (میں، مجھ، میرا، مجھے) وغیرہ

- اِس بارہ ماہیے میں جمع بنانے کی چار صورتیں دکھائی دیتی ہیں:

(الف) 'اں' سے جمع بنانے کی مثالیں: سکھیاں، نیناں، رمزاں، کاناں، پتیاں، بتیاں، مبارکاں، مراداں، نفلاں، غریباں، نصیباں، عندلیباں، قندیلاں، تعویذاں، معشوقاں، پھولاں، انکھیاں، خوشیاں، گھراں، باتاں، جھڑیاں، چوڑیاں، ماریاں، ساریاں، پیاریاں، ناریاں، تیرتھاں، پہاڑاں، بہاراں، دلاں، گاریاں، تقصیراں، قدرتاں وغیرہ

(ب) 'وں' سے جمع بنانے کی مثالیں: نینوں، چشموں، وصفوں، دلوں، مستحقوں، نصیبوں، انکھیوں، وقتوں، راتوں، کرموں، گلابوں، سکھیوں، اگنوں، سیانوں، ملکوں، تارکوں، طبیبوں وغیرہ

(ج) 'یں' سے جمع بنانے کی مثالیں: ہاریں، سہیلیں وغیرہ

(د) 'ے' کے ساتھ جمع بنانے کی مثالیں: بھروسے، دل فگارے، چارے، چھالے، وظیفے وغیرہ

- اردو بارہ ماہیوں کی قدیم اور مروّجہ روایت کے مطابق اِس بارہ ماہیے میں بھی کئی الفاظ میں مختلف حروف کو ایک دوسرے پر ترجیح دی گئی ہے، مثلاً:

(۱) حرف 'لام' پر 'رے' کو ترجیح دی گئی ہے، جیسے: بوری (باولی)، بادری (بادل)، پیری (پیلی)، جارے (جلائے)، ٹارے (ٹالے)، کاری (کالی)، بورا (باولا)، جارنا (جلانا)، جروں (جلوں)، باورے (باولے)، بار (بال) وغیرہ

(۲) ایک آدھ لفظ میں 'ڑے' پر 'رے' کو ترجیح دی گئی ہے، مثلاً: موری (موڑی) وغیرہ

(۳) 'فے' پر 'پھے' اور 'ضاد' پر 'زے' کو ترجیح دی گئی ہے، مثلاً: پھیز (فیض) وغیرہ

- بارہ ماہیۂ نجم میں شاعر نے اردو زبان کی قدیم روایت کے زیرِ اثر مختلف حروف کو محذوف رکھا ہے۔ چند مثالیں:

کر:

کوئی گل ٹانک دستارِ سجن پر

کے:

کہ ہارا جس لیے سارا جو مارا

❁

کری ہرگز نہ یاری اُس کرم نے

نے:

کہ جس مجھ ناتواں کا دل ہرا ہے

❁

جعلنانو مکم جوحق کہا ہے

❁

میں چلتے وقت اُن کو کہہ دیا تھا

کو:

کہ اس کرنے سے پیتم گھر میں آوے

❁

کہ جس دیکھے سے سب دکھ دور جاوے

کی:

جدائی یار نے دل جار گھیرا

● افعال:

(۱) فعل حال کے اظہار کے لیے افعال کی چند صورتیں:

(الف) i۔ جروں ہوں (جل رہی ہوں)، مروں ہوں (مر رہی ہوں)، ڈروں ہوں (ڈر رہی ہوں)، پھروں ہوں (پھر رہی ہوں) وغیرہ

ii۔ جرے ہے (جل رہا ہے)، مرے ہے (مر رہا ہے)، کرے ہے (کر رہا ہے) وغیرہ

iii۔ کری ہوں (ہوئی ہوں، کی ہے، کر رہی ہوں) وغیرہ

iv۔ بسے ہے (بستا ہے، رہتا ہے) وغیرہ

v۔ کوکے ہے (کوکتا ہے) وغیرہ

(ب) i۔ سووتا ہے (سو رہا ہے، سوتا ہے)، ہووتا ہے (ہو رہا ہے، ہوتا ہے) وغیرہ

ii۔ جاوتی ہے (جاتی ہے، جا رہی ہے) وغیرہ

iii۔ آوتا ہے (آتا ہے، آرہا ہے)، بھاوتا ہے (بھاتا ہے) وغیرہ

(ج): کریں ہیں (کرتی ہیں) وغیرہ

(د): بھگو ہو (بھاگتی ہو، بھاگ رہی ہو)، لگو ہو (لگتی ہو) وغیرہ

(ہ): پھاٹت ہے (پھٹ رہا ہے) وغیرہ

(و): نکست ہے (نکل رہا ہے) وغیرہ

(ز): کوکت ہیں (کوک رہے ہیں) وغیرہ

(ح): بسیں ہیں (بستے ہیں، رہ رہے ہیں) وغیرہ

(ط): آوے ہے (آئے ہے، آتا ہے) وغیرہ

(ی) لگوں ہوں (لگتی ہوں) وغیرہ

(۲) فعل مضارع اور فعل مستقبل کے استعمال کی مختلف صورتیں:

(الف): ہووے (ہو، ہوگا) وغیرہ

(ب): جاویں (جائیں)، آویں (آئیں)، کہاویں (کہلائیں)، سناویں (سنائیں) وغیرہ

(ج): جاوے (جائے)، پاوے (پائے) وغیرہ

(د): ہوود (ہو) وغیرہ

(ہ): ہیگا (ہے، ہوگا) وغیرہ

(و): ہینگی (ہے، ہوگی) وغیرہ

(ز): ہینگے (ہیں، ہوں گے) وغیرہ

(ح): ہووے گی (ہوگی) وغیرہ

(ط): رہ گئی (رہے گی) وغیرہ

(ی): ہوویں گے (ہوں گے) وغیرہ

(ک): پہنچ سی (پہنچے جائے گا) وغیرہ

(ل): ہوئے سی (ہوگا) وغیرہ

(م): آوَسی (آئے گا)، پاوَسی (پائے گا) وغیرہ

(۳) فعل ماضی کے استعمال کی مختلف صورتیں:

(الف): جروں تھی (جل رہی تھی)، رہوں تھی (رہتی تھی، رہ رہی تھی) وغیرہ

(ب): ہویا (ہوا) وغیرہ

(ج): ہووی (ہوئی) وغیرہ

(د): کیتا (کیا) وغیرہ

(ہ): دینو (دیا) وغیرہ

(و): کینا (کیا) وغیرہ

(۴) فعل امر کے اظہار کی صورت آرائی:

کہیو (کہو)، رہیو (رہو)، مانیو (مانو)، لائیو (لاؤ)، جانیو (جانو) وغیرہ

- ضمیر جمع غائب کے لیے واحد فعل کا استعمال:

که تھی جوبن اندر بھرپور ساری

❁

جوان و خوبرو یک رنگ سب تھی

❁

حقیقت میں تھی ہم یک نور ساری

❁

کہ یک ڈیرے کے اندر سنگ سب تھی

❁

گئی لے کے سبھی تحفے پیا کن

❁

جو تھی ساتھن زلیخا کی وے ساری

❁

تمامی خواہشیں دل سے مٹائی

- جمع متکلم کے لیے واحد فعل کا استعمال:

ہر اک طرح کے ہم سب کھیل کھیلی

❁

- واحد متکلم کے لیے جمع فعل کا استعمال:

صبا جو باغ میں دیکھے سجن کو
کریں یہ عرض میرے ذوالمنن کو

[۹]

متن کی ترتیب وتہذیب کے دوران میں:

(ا) بارہ ماھیۂ نجم نسخۂ بمبئی (پہلا ایڈیشن) کو اساسی نسخہ قرار دیا گیا ہے۔ نسخۂ اجمیر، نسخۂ فتح پور (دیوناگری رسم الخط میں) گلزارِ وحدت اور دیوان خواجۂ نجم کے ساتھ نسخۂ بمبئی کا تقابل کر کے حواشی میں اختلافاتِ نسخ کی نشان دہی کی گئی ہے۔

(۲) حواشی میں نامانوس الفاظ کی فرہنگ بنائی گئی ہے۔

(۳) اختلافِ نسخ، مصرعوں کے عروضی اضطراب، فنی معاملات کے اظہار اور قوافی کی اغلاط کی نشان دہی '☆' کی علامت لگا کر کی گئی ہے۔

(۴) حواشی میں بعض مصرعوں اور شعروں کی معنویت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ جہاں بھی فکری حوالے سے کسی نوعیت کی توضیح کی گئی ہے، اُسے '●' کے نشان سے ظاہر کیا گیا ہے۔

(۵) فارسی اور عربی اشعار کا مفہوم دیا گیا ہے، تاکہ متن کی تفہیم کو اُس کے مجموعی فکری تناظر میں واضح کیا جا سکے۔

(۶) آیاتِ قرآنی اور حدیثِ مبارکہ کا استخراج بھی کیا گیا ہے۔

(۷) وہ الفاظ جہاں واؤ کی ضرورت نہیں تھی، انھیں واؤ کے بغیر لکھا گیا ہے، جیسے: اُن بجائے اون، اُس بجائے اوس، لبھاون بجائے لوبھاون وغیرہ

(۸) جہاں الفاظ میں یائے معروف یا مجہول کی ضرورت نہیں تھی، وہاں وزن اور آہنگ کے مطابق انھیں 'یا' کے بغیر لکھا گیا ہے، مثلاً: ترے، مرے، اِک، دوانہ وغیرہ

(۹) جہاں ضرورت تھی، وہاں نون اور نونِ غنہ، یائے معروف اور مجہول اور ہائے ہوز اور ہائے حطی میں فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے الفاظ کو درست املا میں لکھا گیا ہے۔

(۱۰) متن میں یہاں کہیں کوئی حرف یا لفظ ایزاد کیا گیا ہے، اسے قوسین میں لکھا گیا ہے۔

(۱۱) بعض الفاظ میں شاعر نے نونِ غنہ کا ایزاد کیا ہے، مثلاً: پانت، بھانت اور کونچے وغیرہ۔ اسے ترتیبِ متن میں برقرار رکھا گیا ہے، تاکہ صوتی آہنگ میں منشائے شاعر کا خیال رکھا جا سکے۔

(۱۲) خارج از آہنگ مصرعوں کی نشاندہی کرتے وقت قوسین میں سوالیہ نشان لگا دیا گیا ہے، تاکہ معلوم ہو کہ یہ مصرعے عروضی حوالے سے اضطراب آشنا ہیں۔

[۱۰]

لسانی اعتبار سے نجم الدین سلیمانی کی زبان کا دائرۂ اثر کئی زبانوں اور بولیوں کے اثرات کو محیط ہے۔ اِس میں ہریانی کا رنگ بھی ہے اور راجستھانی کا رس بھی؛ پنجابی کی خوشبو بھی ہے اور برج کا آہنگ بھی؛ سندھی کے چند الفاظ بھی اِس بارہ ماہیے کی منظر آرائی میں معاون ہیں اور ہندی لفظیات کی جلوہ

آرائی بھی کم نہیں؛ عربی اور فارسی کے متعدد الفاظ پنجابی اور راجستھانی تلفظ اور آہنگ میں نظم ہوئے۔ اسلوبِ اظہار اور لفظیات کا دروبست دیہاتی پس منظر میں پیش منظر کا وہ منظر نامہ مرتب کرتا ہے، جس سے بارہ ماسے کی عوامی اور لوک تہذیب کا معنوی پیرایۂ اظہار اپنی تمام تر جمالیات کے ساتھ دکھائی دیتا ہے، اِس سے اِس عوامی صنفِ سخن کا تہذیبی اور ثقافتی کینوس اپنی معنوی اور فکری وسعت آشنائی سے مملو ہو کر، صدیوں کے تناظر میں پھیلتی، اردو زبان کی اُس صدائے بازگشت سے باہم آمیخت ہو جاتا ہے، جو سلسلۂ چشتیہ کی خانقاہوں اور اُن کے حجروں کی پُر انوار مکالماتی صداقتِ احساس اور طرزِ اظہار کی جمالیاتی حقیقت سے منکشف ہو رہا ہے۔

عبدالعزیز ساحر

sahir66_aiou@yahoo.com

شعبۂ اردو

علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد

حوالے:

(۱) اصنافِ سخن اور شعری ہئیتں: تخلیق مرکز، لاہور: س۔ن: ص ۱۸۰

(۲) بکٹ کہانی مرتبہ ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی و ڈاکٹر مسعود حسین خان: اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ: بارِ دوم ۱۹۸۶ء: ص ۵۔۶

(۳) اردو میں بارہ ماسے کی روایت......مطالعہ و متن: اردو اکادمی، دہلی: بارِ دوم ۲۰۰۰ء: ص ۵۳

(۴) تاریخِ مشائخِ چشت: ادارۂ ادبیات، دہلی: بارِ دوم ۱۹۸۵ء: ص ۴۱۲۔۴۱۳

(۵) بارہ ماھیۂ نجم (دیوناگری رسم الخط میں): فتح پور شیخاواٹی، درگاہِ عالیہ حاجی نجم الدین سلیمانی: ۱۴۲۹ھ: ص ۵۔۶

انتقادی متن بارہ ماھیۂ نجم:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں بسم اللہ رحمٰن	۱	رحیم و بے چگوں، بے چون و یزدان
وہی معبود بے جہت و مکاں ہے	۲	وہی مقصود در ہر دو جہاں ہے
وہی موجود ہے ہر شے میں ظاہر	۳	وہی جلوہ ہے ہر یک جا میں باہر
وہی اوّل، وہی آخر ہے واللہ	۴	وہی باطن، وہی ظاہر ہے واللہ
نہ میں ہوں اَور نہ تو ہے اَور نہ کوئی	۵	وہی ہے وہ کہ جن سُدھ بُدھ کو موہی

۱۔ بے چگوں: بے مثال، بے نظیر...... بے چوں: لاثانی، بے ہمتا

☆ پہلے مصرع میں لفظ 'شروع' کا 'ع' پابندِ آہنگ نہیں ہے۔

۲۔ بے جہت ومکاں: جس کی کوئی جہت اور مکاں نہ ہو، وراالوریٰ...... در: میں

۳۔ظاہر: آشکار، عیاں، واضح، کھلا ہوا، ہویدا...... جلوہ: **اس کے لغوی معنی ہیں کسی خاص طرح** سے اپنے تئیں ظاہر کرنا، نمودار ہونا، **لیکن یہاں یہ لفظ جلوہ آرا کے معنوں میں** آیا ہے۔...... ہر یک **جا**: ہر ایک جگہ...... باہر: ظاہر

۴۔واللہ: اللہ کی قسم

● یہ شعر اس **قرآنی آیت** سے مستفاد ہے: ھو الاول والآخر والظاھر والباطن ○ الحدید ۳: ۵۷

۵۔جن: جس نے...... **سُدھ بُدھ**: عقل ودانش، ہوش وحواس...... موہی: موہ لیا، گرفت میں لے لیا۔

● وہی ہے وہ کہ **جن** سُدھ بُدھ کو موہی: وہی وہ ہے کہ جس نے عقل ودانش اور ہوش وحواس کو اپنی گرفت میں لے لیا۔

☆ بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر میں 'موئی' بجائے 'موہی'، ص ۲

'تجلی العشق فی کل المجالی' ۶ ہر اک میں دیکھ شکلِ لایزالی

سریجن نے نقاب اپنا اُٹھایا ۷ ہر اکّ ذرے میں خود آ کر سمایا

دوہرہ

مُکھ پر چادر میم کی رکھ کر آپ غفور ۸ احمدؐ اپنا نام رکھ جگ میں کیا ظہور

تجّما دیکھ اُس یار کی رمزاں کے دستور ۹ ہر رنگ مل بیرنگ ہوا، رہا دور کا دور

....

محمدؐ بن کے وہ خود آپ آیا ۱۰ پھر اپنے آپ کو اُن رہ دکھایا

۶۔شکلِ لایزالی: وہ شکل جسے زوال نہ ہو۔

● تجلی العشق فی کل المجالی: عشق کی جلوہ آرائی نے اُسے ہر جہت سے اپنے حصار میں لے لیا۔

☆ پہلا مصرع اسیری کی غزل کے مطلع کا ہے، جس کا دوسرا مصرع یوں ہے:

لوجھہٖ جل عن وصف الکمالی

دیکھیے: مناقب شریف (قلمی) مرتبہ حافظ احمد یار پاک پتنی: ص ۵۵۶

● اِس مصرع کا مطلب ہے: اُسی ذات کے لیے کہ جس کے اوصافِ کمال روشن ہیں۔

☆ اسیری کا یہ شعر شعرِ ناب مرتبہ پروفیسر غلام نظام الدین میں یوں نقل ہوا ہے:

قد تجلی العشق فی کل المجالی فانظروا

از پسِ ہر ذرہ تاباں گشت مہرِ روی او (شعرِ ناب: ص ۱۶۹)

☆ یہ شعر گلزارِ وحدت میں بھی شامل ہے: ص ۲۴۵

☆ گلزارِ وحدت (ص ۲۴۵) میں دوسرا مصرع یوں ہے:

بہ ہر یک میں جمالِ لایزالی

۷۔سریجن: محبوب ...... نقاب: پردہ، حجاب

۸۔مُکھ: مُکھڑا، چہرہ ...... غفور: معاف کرنے والا، آمرزگار، خُدا کا صفاتی نام ...... جگ: دنیا، زمانہ ...... کیا ظہور: منکشف ہوا، اظہار کیا، ظاہر ہوا۔

☆ دوسرے مصرع میں 'رکھ' کے بجائے 'دھر' ہے۔ گلزارِ وحدت (ص ۳) اور دیوانِ خواجہ نجم (ص ۲۰۷)

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم (ص ۲۰۷) اور گلزارِ وحدت (ص ۳) میں بھی شامل ہے۔

۹۔رمزاں: رمز کی جمع، بھید ...... دستور: طور، طریقہ، انداز، آئین ...... ہر رنگ مل بیرنگ ہوا: وہ ہر رنگ میں نمود کر کے بھی بے رنگ رہا۔

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم (ص ۲۰۷) اور گلزارِ وحدت (ص ۳) میں بھی شامل ہے۔

☆ 'رمزوں' بجائے 'رمزاں' ...... دیکھیے: گلزارِ وحدت: ص ۳

۱۰۔اُن رہ دکھایا: اُس راستے پر دکھایا۔ اُن کے راستے پر دکھایا۔

پہن کر خود لباسِ احمدی کو ۱۱ کیا اظہار رازِ سرمدی کو

وہ شانِ یوسفی سے جب کہ آیا ۱۲ زلیخا کو کئی برسوں رُلایا

کبھی ہو قیس، لیلیٰ پر دوانہ ۱۳ کیا ہے نامِ مجنوں کا بہانہ

کہیں شیریں، کہیں فرہاد ہویا ۱۴ کہیں بلعم، کہیں دل شاد ہویا

ہوا گُل دیکھ کر بلبل دوانہ ۱۵ وہی تھا کر دیا گُل کا بہانہ

سلیماں بن کے وہ خود آپ آیا ۱۶ پھر نجم الدین ہو اُس پر لبھایا [؟]

کہیں عاشق، کہیں معشوق ہویا ۱۷ کہیں خندہ، کہیں مغموم ہویا

۱۱۔● کیا اظہار رازِ سرمدی کو: رازِ ابدی کو ظاہر کیا۔

۱۲۔☆بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر (ص ۳) میں پہلا مصرع یوں ہے:

جمالِ یوسفی سے جب کہ آیا

۱۳۔لیلیٰ: شب رنگ، سیاہ فام عورت، عامر کی بیٹی اور مجنوں کی محبوبہ، مجازاً خوب صورت اور محبوب عورت...... دوانہ (دیوانہ): پگلا، باولا...... مجنوں: دیوانہ، باولا، پاگل، جنونی، مجنوں کا اصل نام قیس تھا۔ وہ بنی عامر سے متعلق تھا۔ لیلیٰ سے اُس کی محبت عالمی ادبیات کا ایک اہم استعارہ ہے۔ بقولِ مولانا الطاف حسین حالی:

قیس سا پھر نہ اُٹھا کوئی بنی عامر میں

فخر ہوتا ہے گھرانے کا سدا ایک ہی شخص

۱۴۔شیریں: فرہاد کی محبوبہ اور خسرو پرویز کی بیوی کا نام...... فرہاد: فارس کا مشہور سنگ تراش، شیریں کا عاشق، اُس نے کوہِ بیستوں کو کاٹ کر جوئے شیر بہادی۔...... ہویا: ہوا...... بلعم: باعور کا بیٹا اور بنی اسرائیل کا ایک بڑا عالم، عابد اور زاہد...... یوشعؑ نبی کی بددعا سے اُس کی ولایت ختم ہوئی اور وہ ہمیشہ کے لیے مردود ہو گیا۔ اصطلاحاً ازلی اور ابدی راندۂ درگاہ...... دل شاد: خوش دل، خوش باش

۱۵۔بلبل: عندلیب، ہزارداستان، گُلدم، ایک خوش الحان پرندے کا نام، جس کی دُم کے نیچے ایک سرخ گُل ہوتا ہے۔ شاعر اِسے عاشقِ گُل باندھتے ہیں۔

۱۶۔● سلیمان سے شاعر کے پیرومرشد خواجہ محمد سلیمان خان تونسوی المعروف بہ خواجہ پیر پٹھان غریب نواز (م ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۰ء) کی ذاتِ گرامی مراد ہے۔

☆عروضی حوالے سے اِس شعر کا دوسرا مصرع اضطراب آشنا ہے۔

۱۷۔خندہ: اِس کے معنی ہنسی کے ہیں، لیکن یہاں یہ لفظ خندہ زن، دل شاد اور خوش باش کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔...... مغموم: غم زدہ، اُداس، غمگین

☆اس شعر میں قافیہ نہیں ہے۔

دوہرہ

اوکھے پینڈے پیت میں جب ہم دینو پانو ۱۸ تن کی سُدھنا نہ رہی بھولے ننگ اور نانو

تجما پھانسی پیم کی آن پڑی گل بیچ ۱۹ اب کیا سوچ باورے اپنی اونچ اور نیچ

بکھا اپنی کا بیان شروع ہوتا ہے۔

اری سکھیو! سُنو اب حال میرا ۲۰ جو ہے پُردرد سب احوال میرا

کہ پھانسی عشق آ مجھ گل پڑی ہے ۲۱ برہ ناگن مرے دل کو لڑی ہے

یہ ناگن عشق جس کے ڈنک مارے ۲۲ تمامی رین دن دُکھ سے پکارے

برہ ناگن ڈسے دن رین مجھ کو ۲۳ نہ لینے دے ہے یک پل چین مجھ کو

نہ ایسا گاڑری قسمت سے پاوے ۲۴ کہ اِس دُکھ سے مجھے آ کر بچاوے

تمامی رین دن روت بہاوے ۲۵ نمانی نیند نینوں میں نہ آوے

۱۸۔اوکھے: مشکل، تکلیف دہ...... پینڈے: پینڈا، راہ، راستہ، پگڈنڈی...... پیت: محبت، پیار، پریت، الفت...... دینو (دینا): دیا...... پانو: پاؤں، پیر...... سُدھنا: ہوش، خیال، دھیان...... ننگ: عزت، آبرو...... نانو: نام

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۰۷

۱۹۔ پھانسی: پھندہ...... پیم: محبت، دوستی، یارانہ، اخلاص...... گل: گلا...... بیچ: میں، درمیان...... باورے (باولے) دیوانے:

☆ بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر میں لفظ 'اور' ندارد: ص ۳

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۰۷

۲۰۔سکھیو: سہیلیو...... پُردرد: دود سے بھرا ہوا۔

۲۱۔مجھ: میرا، میرے...... گل: گلا، گردن...... برہ: ہجر، فراق، جدائی، وہ گانا جس میں عاشق و معشوق کے مابین مفارقت کا بیان ہو، اِسے بھی برہ کہتے ہیں۔...... لڑی ہے: ڈسا ہے، ڈس لیا ہے۔

۲۲۔تمامی: تمام، سارا...... رین: رات...... دُکھ سے پکارے: دُکھ کی وجہ سے روئے، چیخے چلائے۔

۲۳۔یک پل: ایک پل، ایک لمحہ...... چین: آرام، سکون

۲۴۔گاڑری (گاڈرو، گاروڑی، گارڈی، گاڑوڑی): سانپ کا زہر اُتارنے والا، سانپ کا منتر جاننے والا، مداری...... پاوے: پائے...... بچاوے: بچائے

۲۵۔روت بہاوے: آنسو بہائے، روئے...... نمانی: عاجز، مسکین، بیچاری...... نینوں: نین کی جمع، آنکھوں...... آوے: آئے

بھئی رُخ زرد ہوں اِس درد سیتی ۲۶ بھئی پیری فزوں تر ہرد سیتی

دوہرہ

پی کارن پیری بھئی نیناں نیند نہ آئے ۲۷ تجم دین دُکھ آپنا کا سے کہوں سنائے؟

....

سبھی سکھیاں مجھے بولیں: دوانی ۲۸ مری اِس پیڑ کو کس نے نجانی؟

نہ دو طعنے مجھے سکھیو سیانی ۲۹ بھئی ہوں غم سے پیارے کے، ایانی

عقل تمری نہ آوے کام میرے ۳۰ اناحق کیوں کرو ہو مجھ سے جھیڑے؟

اری اِس عشق نے گھائل کری ہوں ۳۱ پیارے کی طرف مائل کری ہوں

سبھی ما[ں] باپ اور بھائی قبیلہ ۳۲ مرے اِس مرض کا کرتے ہیں حیلہ

کوئی کہتا ہے: سیانوں کو بلاؤ ۳۳ جتن اِس تجم کا جلدی کراؤ

۲۶۔بھئی ہوں: ہوئی ہوں۔.....سیتی: سے.....بھئی: ہوئی.....پیری: پیلی، زرد.....فزوں تر: زیادہ.....ہرد: ہلدی

۲۷۔پی: پیا، پیارا، محبوب.....کارن: وجہ، سبب، باعث.....نیناں: نین کی جمع، آنکھیں.....آپنا: اپنا.....کا سے: کسے، کس کو.....کہوں: کہہ

۲۸۔سکھیاں: سکھی کی جمع، سہیلیاں.....بولیں: کہیں.....دوانی (دیوانی): پگلی، باولی.....پیڑ: درد، تکلیف، دُکھ.....کس نے نجانی: کسی نے نہیں جانا، کسی نے نہیں سمجھا۔

۲۹۔سیانی: دانا، عقل مند.....ایانی: نادان، جاہل، سیانی کی ضد

● شعر کا مفہوم یہ ہے کہ: اے سیانی سکھیو! مجھے طعنے نہ دو، کیونکہ میں پیارے کے غم میں دیوانی ہوئی ہوں۔

۳۰۔تمری: تمھاری.....اناحق: ناحق.....جھیڑے: جھگڑے، لڑائی

☆ 'عقل' کو 'عَقَل' باندھا گیا ہے۔

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۳۱۔گھائل: زخمی، مجروح، مجازاً عشق کا مارا ہوا، دلفگار.....کری ہوں: ہوئی ہوں، کیا ہے۔.....پیارے: محبوب.....مائل: متوجہ، راغب، شائق

۳۲۔قبیلہ: خاندان، گھرانا.....حیلہ: علاج، بہانہ، تدبیر

☆ 'مرض' کو 'مَرَض' باندھا گیا ہے۔

۳۳۔جتن: علاج، تدبیر، کوشش، تجویز

کوئی جاوے، طبیبوں کو بلاوے	۳۴	ہماری نبض کو لا کر دکھاوے
وہ دیکھے نبض جب حیران ہو کر	۳۵	کہے آخر وہ سرگردان ہو کر:
کہ اِس کو عشق کا آزار ہیگا	۳۶	بچارا بید کیا دارو کرے گا؟
طبیبا! دردِ من ہرگز نہ دانی	۳۷	بھئی ہوں عشق کے غم سے دوانی
دوایم دیدنِ روی حبیب است	۳۸	مگر ایں مدعی نادان طبیب است

دوہرہ

دارو مت دے باورے ارے اناڑی بید	۳۹	تو ناواقف مرض کا یہ تو اونڈا بھید
تجُما چنگا ہو نہیں دِن دیکھے دیدار	۴۰	دارو اُس کے مرض کی مُکھڑا ہے دلدار

....

نہ مجھ کو مرض ہے، نہ تپ، نہ سرواہ	۴۱	یہ مرضِ عشق ہے اے آہ صد آہ

۳۴۔ جاوے۔ جائے ...... بلاوے: بلائے ...... دکھاوے: دکھائے

۳۵۔ سرگردان: پریشان، آشفتہ حال

۳۶۔ آزار: دُکھ، بیماری، روگ، تکلیف، رنج ...... ہیگا: ہے، ہوگا ...... بچارا: بیچارا ...... بید: حکیم، معالج، طبیب ...... دارو: دوا

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۳۷۔ ● اے طبیب! تم میرے درد کو نہیں جان سکتے، (کیونکہ) میں تو غمِ عشق سے دیوانی ہوئی ہوں۔

۳۸۔ ● روئے حبیب کا درشن ہی میری دوا ہے، شاید یہ طبیب نادان ہے، (کیونکہ اُسے میرے عشق کی خبر ہی نہیں۔)

۳۹۔ باورے: باولے ...... اناڑی: انجان، ناتجربہ کار، بے سلیقہ ...... اونڈا: گہرا ...... بھید: راز

☆ 'مَرَض' کو 'مَرْض' باندھا گیا ہے۔

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۰۷

۴۰۔ چنگا: اچھا، تندرست، صحت مند ...... ہو نہیں: نہیں ہوگا ...... دِن دیکھے: بغیر دیکھے ...... مُکھڑا: مُکھ، چہرہ

☆ 'مَرَض' کو 'مَرْض' باندھا گیا ہے۔

☆ 'دارو' کو مؤنث باندھا گیا ہے۔

☆ یہ دوہرہ دیوانِ خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۰۷

۴۱۔ تپ: تاب، بخار ...... سرواہ: دردِ سر

☆ شاعر نے پہلے اور دوسرے مصرع میں 'مَرَض' کو 'مَرْض' باندھا ہے۔

ہر اک ساعت مجھے مت نہ ستاؤ ۴۲ طبیبِ عشق کو جا کر بلاؤ

مری دارو دوا وہ ہی کرے گا ۴۳ وہی دارو شفا کی مجھ کو دے گا

کہ جس کے عشق سے بیمار ہوں میں ۴۴ ہر اک کونچے گلی میں خوار ہوں میں

سرم سودایِ آں بدکیش دارد ۴۵ کہ از جورش دلم صد ریش دارد

دلم در بندِ زلف آں نازنین است ۴۶ کہ از نقشش خجل نقاشِ چین است

سبھی حکما حقیقت عشق سُن کر ۴۷ گئے مجھ پا سے کاناں ہاتھ دھر کر

ارے قاصد پیا کے دیس جا رے ۴۸ ہمارا دردِ دل اُس کو سُنا رے:

کہ تیرے عشق سے بیمار ہوں میں ۴۹ جُدائی سے تری بس خوار ہوں میں

کریں ہیں سب سکھی مجھ کو نصیحت ۵۰ کریں ہیں ہر گھڑی مجھ کو فضیحت

کہ توں نے کس لیے گھر بار چھوڑا؟ ۵۱ صبر کر بیٹھ جا گھر میں نگوڑا

۴۲۔ ہراک ساعت: ہرایک لمحے، ہروقت، ہرپل ...... طبیبِ عشق: روحانی معالج، مرشد، رہنما

☆ بارہ ماهیه نجم نسخۂ اجمیر (ص۴) میں پہلا مصرع یوں ہے:

ہراک ساعت مجھے مت ستاؤ[؟]

☆ پہلے مصرع میں 'مت' اور 'نہ' کو یکجا استعمال کیا گیا ہے۔

۴۳۔ دارودوا: علاج

☆اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

☆'دارو' کو مؤنث باندھا گیا ہے۔

۴۴۔خوار: عاجز، بےبس

۴۵۔● میرا سر اُس بدکیش کے عشق کا سودا رکھتا ہے کہ جس کے جور و جفا سے میرے دل پر سو زخم ہیں۔

۴۶۔● میرا دل اُس نازنین کی زلف کا اسیر ہے کہ جس کے حسنِ صورت سے نقاشِ چین بھی نادم اور خجل ہے۔

۴۷۔ پا: پاس ...... کاناں: کان کی جمع ...... دھر کر: رکھ کر

☆اس شعر میں قافیہ نہیں ہے۔

☆ 'حُکَمَا' بروزنِ فِعِلُن کو 'حُکْمَا' بروزنِ فِعْلُن باندھا گیا ہے۔

۴۸۔قاصد: پیامبر، ایلچی ...... پیا: پی، محبوب، پیارا

۴۹۔● جُدائی سے تری بس خوار ہوں میں: میں تیرے فراق میں بےبس ہو کر رہ گئی ہوں۔

۵۰۔سکھی: سہیلی ...... کریں ہیں: کرتی ہیں، کررہی ہیں۔ ...... فضیحت: اِس کے معنی رسوائی اور بےشرمی کے ہیں، لیکن یہاں یہ لفظ بُرا بھلا کہنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۵۱۔توں: تو ...... نگوڑا: نکما، بےکار

☆'صَبْر' کو 'صَبَر' باندھا گیا ہے۔

دوانی! کیا تجھے اب دیو لاگا؟ ۵۲ کہ تو نے اِس طرح گھر بار تاگا

اری شرم و حیا تو نے اُٹھائی ۵۳ و ذات اور پانت سب اپنی مٹائی

نہیں تم کو خبر کچھ بھی سکھی ری ۵۴ کہ کس کے غم سے میں دُکھیا بھئی ری؟

خُدا کے واسطے مجھ پا سے جاؤ ۵۵ نصیحت کر مجھے مت نہ جلاؤ

نہ ہم تمری ، نہ تم ہمری لگو ہو ۵۶ تم اپنے سُکھ طرف ساری بھگو ہو

اری پوچھو ہو کیا تم ذات میری؟ ۵۷ میں جوگی کارنی جوگن بھئی ری

میں ننگ و نام سب اپنا مٹائی ۵۸ شرم دنیا اوپر میں آگ لائی

پیارے کے مِلن خاطر چلی میں ۵۹ میں ڈھونڈوں گی ہر اک کوچے گلی میں

پیا کو ڈھونڈتی بَن بَن پھروں ہوں ۶۰ سجن کے کارنی جُھر جُھر مروں ہوں

۵۲۔ لاگا (لاگنا): لگا، چمٹا...... تاگا (تیاگنا): تج دیا، چھوڑ دیا، ترک کر دیا۔

۵۳۔ و: اور، کہ...... پانت (پات): عزت، آبرو...... مٹائی: مٹادی، ختم کردی، بھلادی۔

۵۴۔ دُکھیا: غم زدہ، پریشان حال، دُکھیاری...... بھئی: ہوئی

● نہیں تم کو خبر کچھ ہے سکھی ری: اے سہیلی! تجھے کچھ خبر نہیں ہے۔

۵۵۔ مجھ پا سے جاؤ: میرے پاس سے دور ہو جاؤ۔

دوسرے مصرع میں 'مت' اور 'نہ' کو یکجا استعمال کیا گیا ہے۔

۵۶۔ ہمری: ہماری...... لگو ہو: لگتی ہو...... بھگو ہو: بھاگتی ہو، بھاگ رہی ہو۔

۵۷۔ جوگی: سادھو، دل کی یکسوئی کے ساتھ تصور کرنے والا، تارک الدنیا...... کارنی: کی وجہ سے، کے سبب سے ...... جوگن: جوگی کی مؤنث

۵۸۔ ننگ و نام: عزت و آبرو...... آگ لائی (آگ لانا): آگ لگائی۔

☆ 'شَرْم' کو 'شَرَم' باندھا گیا ہے۔

۵۹۔ مِلن: ملنا، وصال، ملاپ، ملاقات...... خاطر: کے لیے، واسطے

☆ اس شعر میں ردیف درست نہیں۔

۶۰۔ بَن بَن: جنگل بیلے، ہر جگہ...... پھروں ہوں: پھر رہی ہوں، پھرتی ہوں۔...... سجن: دوست، محبوب...... جُھر جُھر: گُھل گُھل کر...... مروں ہوں: مر رہی ہوں، مرتی ہوں۔

☆ قافیہ درست نہیں ہے۔

دوہرہ

تجما کہنے جگت پر دھیان نہ دھریے بیر ۶۱ لاج دُنی کی چھوڑ دے جیسے کہا کبیر:

'کبیرا! ٹاٹی لاج کی روک رہی سب تھانو ۶۲ سکھی! تو یا کو پھونک دے سوجھ ٹرے وہ گانو'

....

اری یہ زندگی برباد جا ہے ۶۳ پیارے دِن بہت ناشاد جا ہے

گئے پردیس پیتم پیت لا کر ۶۴ میں پستاؤں ہوں ناحق دل لگا کر

نہ آئے اب تلک ، بھیجی نہ پتیاں ۶۵ نہیں کوئی سُناوے اُن کی بتیاں

ہووے کیسے میسر وصلِ دلدار؟ ۶۶ بسے ہے وہ سمندر سات کے پار

سمندر چیر کر کیسے میں جاؤں؟ ۶۷ نہیں قدرت کہ اپنے پر لگاؤں

۶۱۔جگت: دنیا، زمانہ...... دھیان: خیال، توجہ...... نہ دھریے: نہ دیجیے، نہ کیجیے...... بیر: بھائی...... لاج: شرم، عزت ، آبرو...... دُنی: دُنیا...... چھوڑ دے: ترک کردے...... جیسا کہا کبیر: جیسے کبیر نے کہا۔

● کبیر سے ہندی کے معروف شاعر کبیر داس (م ۱۵۱۸ھ) مراد ہیں۔

☆ پہلے مصرع میں 'میں' بجائے 'پر': دیوانِ خواجہ نجم: ص ۲۱۷

☆ 'دھریئے' کے بجائے 'دھرلے': دیوانِ خواجہ نجم: ص ۲۱۷

☆ بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر میں 'وُنی' بجائے 'دُنی': ص ۵

☆ یہ دوہرہ دیوانِ خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۷

۶۲۔ٹاٹی: پردہ، حجاب...... تھانو: جگہ، مقام...... یا کو: اس کو...... پھونک دے: جلادے، آگ لگا دے، بھسم کر دے، جلا کر راکھ کردے۔...... سوجھ: بن سنور کر...... ٹرے: چلے...... گانو: گاؤں

● یہ دوہا کبیر داس کا ہے۔

☆ 'سوج بڑی' بجائے 'سوجھ ٹرے' دیوانِ خواجہ نجم: ص ۲۱۷

☆ یہ دوہا دیوانِ خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۷

۶۳۔ دِن: بغیر...... جا ہے: جارہی ہے (اگر پہلے مصرع میں 'زندگی' کو 'دنیا' کے معنوں میں لیا جائے، تو 'جا ہے' کا مطلب جگہ یا مقام ہوگا۔)

۶۴۔پیتم: پی، پیا، محبوب، پیارا...... پیت لاکر: محبت کر کے، دل لگا کر...... پستاؤں: پچھتاؤں...... ناحق: غلطی سے

۶۵۔اب تلک: ابھی تک، اب تک...... پتیاں: پاتی کی جمع، خط، پتر...... سناوے: سنائے...... بتیاں: باتی کی جمع، باتیں

۶۶۔ہووے: ہو، ہوئے، ہوگا...... بسے ہے: رہتا ہے، مقیم ہے، بستا ہے۔

۶۷۔قدرت: طاقت...... اپنے پر لگاؤں: اپنے آپ کو پر لگاؤں۔

دوہرہ

پیتم میرے جا بسے سات سمندر پار ۶۸ ملن انھوں کا جب ہووے جب کرم کرے کرتار

ساجن! آ گھر آپنے برہن کو گل لاؤ ۶۹ درشن دے اِس نجم کو تن کی اگن بجھاؤ

....

صبا گر بگذری در کوی یارم ۷۰ بہ پیش آن یار گو این حالِ زارم

کہ تیری برہنی دن رین رووے ۷۱ تمامی رین میں یک پل نہ سووے

بیا ، ای راحتِ جانم! خدارا ۷۲ ز بندِ ہجر کن آزاد مارا

چرا از نجم ناپرواہ گشتی؟ ۷۳ سفینہ عیشِ او بالکل شکستی

بیا ، اے دوست! گاھی لطف فرما ۷۴ بعشاقان جمالِ خویش بنما

بہ بیداری اگر صد عذر دارید ۷۵ دریغ از من بخواب اندر مدارید

حبیباً ان مقصودی لقائک ۷۶ ولافی الکون مطلوبی سوائک

۶۸۔انھوں کا: اُن کا...... کرتار: پیدا کرنے والا، یعنی خُداوندِ کریم

☆ یہ دوہرہ دیوانِ خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۰۸

۶۹۔ساجن: سجن، محبوب، دوست...... آپنے: اپنے...... برہن: فراق زدہ عورت، برہنی...... گل لاؤ: گلے لگاؤ۔

...... درشن: دیدار...... اگن: آگ

☆ دوسرے مصرع میں لفظ 'کو' ندارد: بارہ ماھیہ نجم نسخۂ بمبئی: ص ۶

☆ یہ دوہرہ دیوانِ خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۰۸

۷۰۔● اے صبا! اگر تو میرے دوست کے کوچے سے گزرے، تو اُس کے سامنے میرا حالِ زار کہہ۔

۷۱۔ برہنی (ورہنی): فراق زدہ عورت، وہ عورت جو اپنے محبوب کی جُدائی میں زندگی گزار رہی ہو...... رووے: روئے...... سووے: سوئے

۷۲۔● اے راحتِ جاں! خُدا کے لیے آ اور ہمیں اِس بندِ ہجر سے آزاد کر۔

۷۳۔● (اے محبوب!) تو کیوں نجم سے بے پرواہ ہو گیا اور اُس کے عیش کا سفینہ بالکل ہی توڑ ڈالا؟

۷۴۔● اے دوست! کبھی آ کر لطف فرما اور اپنے چاہنے والوں کو اپنا جمال دکھا۔

۷۵۔● اگر تو عالمِ بیداری میں (ملنے میں) عذر رکھتا ہے، تو عالمِ خواب میں مجھ سے (ملنے میں) دریغ نہ کر۔

۷۶۔● اے محبوب! میرا مقصد صرف اور صرف تیری ملاقات ہے، کیونکہ اِس کائنات میں تیرے سوا میرا کوئی مطلوب نہیں۔

مـرضـت بـد آء عشقك يـا طبيبى ۷۷ حـرقـت بـنـار هـجـرك يـا حبيبى

دريـغـا مـى رود از مـن جـوانـى ۷۸ نہ آئے اب تلک وہ یار جانی

اری یہ زندگی بے کار جاہے ۷۹ تأسف یہ کہ یہ بے یار جاہے

دوہرہ

پتیم آون کہہ گئے ، نہ پورا کیا قرار؟ ۸۰ برہ اگن سے برہنی جل جل بھئی مڑار

دیودئ سب مان کر جتن کیے ہزار ۸۱ کرم ریکھ دن نہ ٹلے جو لکھ دے کرتار

....

کہا: کریے، کہو: کیا کام کیجے؟ ۸۲ بس اُس کا رات دن اب نام لیجے

کہ شاید رحم کر کچھ کرم کر دے ۸۳ رکھے کچھ موٹھ اِس برہن کا ہردے

کیا اقرار آؤں گا شتابی ۸۴ نہ آئے اب تلک کیا کی خرابی؟

۷۷۔●اے طبیب! میں مریضِ عشق ہوں۔اے حبیب! میں تیرے فراق کی آگ میں جل گیا ہوں۔

☆'بدآو' بجائے 'بدآء': بارہ ماهيه نجم نسخۂ اجمیر: ص ۷

۷۸۔●افسوس کہ جوانی جارہی ہے اور میرا دوست اب تک نہیں آیا۔

۷۹۔تأسف: افسوس...... جاہے: جارہی ہے: گزر رہی ہے...... بے یار: دوست کے بغیر، محبوب کے بنا

۸۰۔آون: آنا، آنے کے لیے...... قرار: وعدہ...... برہ اگن: فراق کی آگ، آتشِ ہجر...... جل جل بھئی: جل کر ہوگئی...... مڑار: مرگھٹ کی طرح، سادھی کی مانند

☆یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۰۸

۸۱۔دیودئ: نذر، منت (یہ لفظ اصل میں کیا ہے؟ کوشش کے باوجود اس کی صحیح تفہیم نہیں ہوسکی۔ سیاق وسباق کی مناسبت سے اس کے معانی کی تعیین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ لفظ دیوتا اور دیوی کی تخفیف ہو۔)...... ریکھ: نصیب، مقدر...... نہ ٹلے: نہ بدلے، تبدیل نہ ہو۔

☆بارہ ماهيه نجم نسخۂ بمبئی میں 'دیودئ' ہے (ص ۷) اور نسخۂ اجمیر میں 'دیودی' (ص ۷)

☆یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۰۸

۸۲۔کریے: کیجیے

۸۳۔موٹھ: تسلی...... ہردے: دل

☆'کرم' کو 'کرْم' باندھا گیا ہے۔

۸۴۔اقرار: وعدہ، عہد، پیمان...... شتابی: جلدی، فوراً...... اب تلک: ابھی تک...... کیا کی خرابی: یعنی بہت خرابی کی، غلطی کی، اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کیا غلطی سرزد ہوئی؟

لگی برسات اب تو گھر میں آ رے ۸۵ سورنگے مانس میں مت ڈھیل لا رے

ماہِ ساون دوہرہ

ساون مانس سو رنگ میں گھر گھر بسی اُمنگ ۸۶ میں پاپن اِس مانس میں روتی رہی نسنگ
ملن ہوا اِس ماس میں دھرتی اور اکاش ۸۷ نجم دین پیو کارنی نسدن رہے اُداس

....

یہ ساون ماس آیا جی جلاون ۸۸ مجھے سکھیوں ستی طعنے دلاون
گھٹا چاروں طرف سے آ کے چھائی ۸۹ مجھے اِس آگ برہی نے جلائی
چہاروں طرف سے اندر دھڑوکا ۹۰ مرے تن میں لگے غم کا بھبھوکا
قندیلاں چس رہی گھر، گھر و بازار ۹۱ اندھیرے میں پڑی ہوں غیرِ دلدار

۸۵۔ لگی برسات: برسات آئی ...... سورنگے: رنگارنگ، سورنگوں والا ...... مانس: ماہ، مہینہ ...... مت ڈھیل لا (ڈھیل لانا): دیر نہ کر، تاخیر مت کر۔

۸۶۔ بسی: آئی، بس گئی۔ ...... اُمنگ: ولولہ، جوش، لہر، ترنگ ...... پاپن: گناہگار ...... نسنگ: اکیلی، تنہا، دوست کے بغیر

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۰۹

۸۷۔ ماس: مہینہ، ماہ ...... دھرتی: زمین ...... اکاش (آکاش): آسمان ...... کارنی: کے سبب، کی وجہ سے ...... نسدن: رات دن

☆ 'ملن ہو' بجائے 'ملن ہوا': بارہ ماہیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۷

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۰۹

۸۸۔ جلاون: جلانے کے لیے ...... سکھیوں: سکھی کی جمع، سہیلیوں ...... ستی: سے ...... دلاون: دلانے کے لیے

☆ بارہ ماہیہ نجم نسخۂ اجمیر میں 'جلاون' کے بجائے 'جلاؤں' ہے: ص ۷

۸۹۔ برہی: فراق، جدائی ...... آگ جلائی: آگ لگائی۔

● مجھے اِس آگ برہی نے جلائی: مجھے اِس برہ (جُدائی) کی آگ نے جلا دیا۔

۹۰۔ دھڑوکا: کھٹکا، دھڑکا ...... بھبھوکا: شعلہ، شرارا، چنگاری

☆ 'طرَف' کو 'طرْف' باندھا گیا ہے۔

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۹۱۔ قندیلاں: قندیل کی جمع، فانوس ...... چس رہی: جل رہی، روشن ہوئی۔ ...... غیرِ دلدار: محبوب کے بغیر، اکیلے

☆ حاجی نجم الدین نے اپنے ایک مخمس (دیوان خواجہ نجم: ص ۲۶۱) میں بھی لفظ 'چس' برتا ہے:

اور چستا ہے دل میں مرے ایک شوق کا دیا

ارى چمکے ہے جب یہ بجلی آئے ۹۲ بڑوں ہوں گھر اندر یک مار کے ہائے

پپیا جب کہ لے ہے نام پی کا ۹۳ اندیشہ آپنے ہی مجھ کو جی کا

تمامی رین دن کوکے ہے مورا ۹۴ پیا کے نام کا کرتا ہے شورا

سکھی! یہ کوئلی نسدن پکارے ۹۵ یہ مجھ جلتی کے اُوپر پھوس ڈارے

اری یہ کونج جب بولے ہے بَن میں ۹۶ لگے ہے آگ مجھ پاپن کے تن میں

دوہرہ

تجما پوچھے کونج سے کہہ کونجاں: موہے مات ۹۷ کون بکھا تم میں پڑا، جو تم راتوں کُرلات؟

کونج کہے: سُن باورے وا تن کیسو چین؟ ۹۸ جن کے بالم گھر نہیں وسے، کوکت ہیں دن رین

....

سکھی! یہ مگھلا دن رین برسے ۹۹ پیا بن برہنی دن رین ترسے

لگی چاروں طرف سے مینہ کی جھڑیاں ۱۰۰ پڑیں مجھ آنک سے آنسو کی لڑیاں

۹۲۔ بجلی: بجلی...... بڑوں ہوں: داخل ہوں۔...... یک مار کے ہائے: ایک چیخ مار کر

۹۳۔ پپیا: ایک خوش آواز پرندے کا نام، جو برسات کے موسم میں پہاڑوں سے اُتر آتا ہے اور رات کے وقت باریک آواز میں بولتا ہے۔ عورتیں اِسے پیا کی یاد دلانے والا اور غمِ جُدائی کو تازہ کرنے والا خیال کرتی ہیں۔...... اندیشہ: فکر، خیال...... آپنے ہی: اپنے ہی...... جی: دل مراد محبوب

۹۴۔ کوکے ہے: کوکتا ہے، بولتا ہے، پکارتا ہے۔...... مورا: مور...... شورا: شور

۹۵۔ کوئلی: کوئل، ایک خوش آواز پرندہ...... پھوس ڈارے: خشک اور پرانی گھاس ڈالے۔

۹۶۔ کونج: ایک خوش آواز پرندہ، قاز، کلنگ، راج ہنس...... لگے ہے: لگتی ہے، لگی ہوئی ہے۔...... پاپن: گناہگار، پاپی کی مؤنث

۹۷۔ مات (مَت): عقل، سوچ، سمجھ...... بکھا: تکلیف، دُکھ، ہجر، جُدائی...... راتوں: رات کی جمع...... کُرلات (کُرلانا): چیخ، رونے کی آواز، پکار

☆ پہلے مصرع میں 'موئے' بجائے 'موہے': بارہ ماھیه نجم نسخۂ اجمیر: ص ۸

۹۸۔ وا: وہ، اُس، جس...... کیسو: کیسے، کیسا...... بالم: محبوب...... وسے (وسنا): رہے، آباد ہوئے۔...... کوکت ہیں (کوکنا): روتے ہیں، پکارتے ہیں، چیختے چلاتے ہیں۔

☆ دوسرے مصرع میں 'دے' بجائے 'وسے': بارہ ماھیه نجم نسخۂ اجمیر: ص ۸

۹۹۔ مگھلا: بادل

۱۰۰۔ جھڑیاں: جھڑی کی جمع، مسلسل بارش...... آنک: آنکھ...... لڑیاں: لڑی کی جمع، سلک، مالا، جھڑی

☆ بارہ ماھیه نجم نسخۂ بمبئی میں 'آنگ' ہے بجائے 'آنک': ص ۸ اور نسخۂ اجمیر میں 'آنکھ' ہے: ص ۸

بھئی ہے سب زمیں سرسبز مینہ سے ۱۰۱ میں دن دن سوکھتی ہوں پی کے نیہہ سے

پیا سنگ عیش میں ہیں سب سہاگن ۱۰۲ اکیلی پی بنا میں ہوں ابھاگن

مجھے تو کیوں جنی تھی ، مائے میری؟ ۱۰۳ اناحق ہجر کی آتش میں گھیری

جگہ گھونٹی کے ، گر سنکھیا پلاتی ۱۰۴ تو کیوں اِس ہجر کے غم سے رُلاتی؟

کہ جس کا یار جس برہن سے پھر جائے ۱۰۵ بھلا اِس زندگی سے ہے کہ مر جائے

اری وہ زندگی کس کام آوے؟ ۱۰۶ کہ جس برہن کو نہ وہ شیام چاوے

خصوصاً اِس مہینے ساونی میں ۱۰۷ جُدائی کٹھن ہے من بھاونی سیں

یہ آئی تیج اب کیسے کروں ری؟ ۱۰۸ پیا بن کیا کروں بس کھا مروں ری

تماشے کو چلی بَن بَن سہیلی ۱۰۹ گلے میں ڈال گُل ہاریں چنبیلی

رنگیلی چوڑیاں ہتھ پھول پہنے ۱۱۰ مرصع اور جڑاؤ گل میں گہنے

۱۰۱۔ بھئی ہے: ہوئی ہے۔ ...... سوکھتی ہوں (سوکھنا): سوکھ رہی ہوں، کمزور ہو رہی ہوں۔ ...... نیہہ: محبت

☆ قافیہ درست نہیں ہے۔

۱۰۲۔ سنگ: ساتھ ...... سہاگن: وہ عورت جس کا خاوند زندہ ہو، خوش نصیب، خوش حال ...... ابھاگن: بدنصیب

۱۰۳۔ جنی تھی: پیدا کیا تھا۔ ...... مائے: اے ماں، ماں ...... گھیری: گھر گئی۔

● اناحق ہجر کی آتش میں گھیری: ناحق میں آتشِ ہجر میں گھر گئی۔

۱۰۴۔ گھونٹی: گڑہتی، نومولود کو پیدا ہوتے ہی جو چیز دی جائے، مثلاً: شہد وغیرہ ...... سنکھیا: زہر، سم الفار

● اگر پیدا ہوتے ہی تو مجھے گڑہتی کے بجائے سنکھیا پلا دیتی، تو میں آج غمِ ہجر سے کیوں روتی؟

۱۰۵۔ پھر جائے: چھوڑ دے، منہ موڑ لے۔ ...... بھلا: اچھا، بہتر

☆ قافیہ درست نہیں ہے۔

۱۰۶۔ شیام: محبوب، دوست ...... چاوے: چاہے، پسند کرے۔

۱۰۷۔ خصوصاً: خاص طور پر ...... ساونی: ساون، برسات ...... من بھاونی: من کو موہ لینے والی، محبوب ...... سیں: سے

☆ 'کٹھن' کو 'کٹھن' باندھا گیا ہے۔

۱۰۸۔ تیج آئی: تیسری تاریخ، ہندوؤں کا وہ تہوار جو ساون سُدی تیج کو ہوتا ہے۔ والدین بیٹیوں کو اپنے گھر بُلاتے ہیں۔ اُن کی سسرال سے سندھارا آتا ہے۔ ماں باپ کے گھر سلونے، میٹھے پوڑے اور چلوے، یعنی چلتے تل کر انھیں کھلائے جاتے ہیں۔ ...... بس: زہر

۱۰۹۔ بَن بَن: سج دھج کر ...... گل ہاریں: پھولوں کے ہار (ہاریں: ہار کی جمع)

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۱۱۰۔ رنگیلی: رنگ دار ...... چوڑیاں: چوڑی کی جمع ...... ہتھ: ہاتھ ...... مرصع: نگینے جڑا ہوا، آراستہ ...... جڑاؤ: مرصع، جواہرات جڑے ہوئے ...... گہنے: زیور

مرے پیتم بسے پردیس میں جاے ۱۱۱ نجانوں کِن لیے سوکن نے برماے؟

میں کس کو ساتھ لے جاؤں ، اکیلی؟ ۱۱۲ اِسی غم میں بھئی دن رین پیلی

مرے کرموں میں یہ رونا لکھا ہے ۱۱۳ خُدا جانے کہ کیا ہونا لکھا ہے؟

نہ آئے اب تلک پیارے بدیسی ۱۱۴ کہو: اب جیونے کی آس کیسی؟

دوہرہ

تجما پی پردیس میں جا اٹک رہے کس کام؟ ۱۱۵ نہ جانو کس سوک نے موہ لیے وے شام؟

بَن بَن ڈھونڈھت ہم پھرے ملے نہ لبلگ پیو ۱۱۶ کجا لجاوت باورے نکس جاؤ رے جیو

....

نکس جا رے تو پاپی جیو میرا ۱۱۷ پیارے بن کروں گی کیا میں تیرا؟

۱۱۱۔ جاے: جاکر...... نجانوں: نہ جانوں...... کِن لیے: کس لیے...... سوکن: سوتن، ایک خاوند کی دوسری بیوی...... برمائے: مائل کیے، تسخیر کیے، رُجھائے۔

۱۱۲۔ پیلی: زرد

● میں کس کو ساتھ لے جاؤں، اکیلی: میں اکیلی ہوں، کس کو ساتھ لے جاؤں؟

☆ دوسرے مصرع میں 'بھئی' کے بجائے 'مجھے' ہے۔ بارہ ماھیہ نجم نسخۂ بمبئی: ص۹

☆ قافیہ درست نہیں ہے۔

۱۱۳۔ کرموں: کرم کی جمع، نصیبوں...... خُدا جانے: خُدا ہی بہتر جانتا ہے۔...... کہ کیا ہونا لکھا ہے: نصیب میں کیا لکھا ہوا ہے؟

۱۱۴۔ بدیسی: پردیسی، غیر ملکی، مراد محبوب، جو دیارِ غیر میں جا کر بس گیا ہے۔...... جیونے: جینے...... آس: اُمید

۱۱۵۔ اٹک رہے: رُک گئے، رہ گئے۔...... سوک: سوکن، سوتن...... وے: وہ...... شام: شیام، محبوب

☆ پہلے مصرع میں 'کاج' کا لفظ ہے، بجائے 'کام': دیوانِ خواجہ نجم: ص۲۰۹

☆ دوسرے مصرع میں 'وے' کی جگہ بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر میں 'دی' ہے (ص۹) اور دیوانِ خواجہ نجم میں 'ری': ص۲۰۹

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص۲۰۹

۱۱۶۔ ڈھونڈھت: ڈھونڈتے ہیں، ڈھونڈ رہے ہیں۔...... لبلگ: اب تک...... پیو: پیا، محبوب، دوست...... کجا: کہاں...... لجاوت: لے جاوے، لے جائے۔...... نکس: نکل جانا، باہر آ جانا...... جیو: جی، دل

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص۲۰۹

۱۱۷۔ پاپی: گناہگار...... پیارے: محبوب

● نکس جا رے تو پاپی جیو میرا: اے میرے پاپی دل! تو بدن سے باہر نکل جا۔

تو رہ کر کیوں مجھے ناحق جلاوے؟ ۱۱۸ پیارے بن مجھے جینا نہ بھاوے

نہ کرتی پیت گر یہ جانتی میں ۱۱۹ نہ کھاتی ہر طرف سے لعنتی میں

طعن کرتی ہیں سب ساتھی سہلین ۱۲۰ تو آتی کیوں نہیں ہم ساتھ کھیلین؟

نہ کاجل آنکھ میں تو سارتی ہے ۱۲۱ یہ آپا کیوں اناحق مارتی ہے؟

سکھی! یہ تیر تم کیوں مارتی ہو؟ ۱۲۲ اناحق دل مرا کیوں جارتی ہو؟

میں کس اُوپر کروں سنگار، بولو؟ ۱۲۳ خُدا کے واسطے مت جیبھ کھولو

عجب وے ناریاں، حق پیاریاں ہیں ۱۲۴ جو اپنے پیو سنگ وے ساریاں ہیں

پیا کو دیکھ کر وہ پھولتی ہیں ۱۲۵ سدا ہت کے ہنڈولے جھولتی ہیں

یہ میں پاپن پڑی گھر میں اکیلی ۱۲۶ بھئی ہے زندگی مجھ پر دوہیلی

۱۱۸۔ جلاوے: جلائے ...... بھاوے: بھائے، پسند آئے۔

۱۱۹۔ ● نہ کھاتی ہر طرف سے لعنتی میں: میں ہر طرف سے لعنتیں نہ کھاتی۔

۱۲۰۔ سہلین: سہیلیاں ...... کھیلین: کھیلنے کے لیے

☆ ”طعن“ کو ”طَعَن“ بروزنِ فَعَل باندھا گیا ہے۔

۱۲۱۔ کاجل: چراغ کا دھواں، جو ٹھیکرے یا کسی چیز پر رکھ کر آنکھوں میں لگاتے ہیں یا اِسے چکنا کر کے اِسی کام کے لیے ڈبیا میں رکھ چھوڑتے ہیں۔ ...... سارتی ہے (سارنا مصدر سے): ڈالتی ہے۔ ...... آپا: اپنا آپ ...... اناحق: ناحق

۱۲۲۔ جارتی ہو: جلاتی ہو۔

۱۲۳۔ جیبھ کھولو (جیبھ کھولنا): کلام کرو، زبان کھولو۔

۱۲۴۔ ناریاں: ناری کی جمع، عورتیں ...... پیاریاں: پیاری کی جمع، خوب صورت ...... ساریاں: ساری کی جمع، تمام

۱۲۵۔ پھولتی ہیں (پھولنا مصدر سے): خوش ہوتی ہیں۔ ...... سدا: ہمیشہ ...... ہت (ہتھ): ہاتھ ...... ہنڈولے: جھولے

۱۲۶۔ دوہیلی: مشکل

دوہرہ

ہاتھ کنگن بانہہ چوڑیاں نو نو کریں سنگار ۔ ۱۲۷ ۔ جو ہیں پی کی پیاریاں وے بھرنگی نار
مو تن پھاٹی کانچلی میلی بھئی ازار ۔ ۱۲۸ ۔ تجھا تر سے کیوں نہیں تم پائے بھرتار

....

سکھی! سب کے سجن پردیس جاویں ۔ ۱۲۹ ۔ نہایت مڑ کے اپنے گھر کو آویں
لگیں ایسے ستی انکھیاں ہماری ۔ ۱۳۰ ۔ کہ بالکل دل ستی مجھ کو بساری
چلے پردیس جب پیتم ہمارے ۔ ۱۳۱ ۔ یہی اقرار کر ہم سے سدھارے
شتابی آ کے میں تجھ سے ملوں گا ۔ ۱۳۲ ۔ بہت خاطر جمع تیری کروں گا
خبر اب تک نہ لی میری نگوڑی ۔ ۱۳۳ ۔ وہ ٹھٹکاری ہمارے سے نچھوڑی
ہٹیلا! چھوڑ دے ہٹکاریاں کو ۔ ۱۳۴ ۔ رُلا مت ہم برہ کی ماریاں کو

۱۲۷۔ کنگن: ہاتھ کا زیور، اِسے چوہے دتیاں بھی کہتے ہیں، دست برنجن...... بانہہ: بازو...... بھرنگی نار: بھوری، بھونری، پاروتی

☆ 'ہتھ کنگن' بجائے 'ہاتھ کنگن': دیوانِ خواجہ نجم: ص ۲۰۹

☆ 'کریں' کے بجائے 'کرے': دیوانِ خواجہ نجم: ص ۲۰۹

☆ دوسرے مصرع میں 'دیے' بجائے 'وے': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۱۰

☆ یہ دوہرہ دیوانِ خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۰۹

۱۲۸۔ مو: مجھ، میں، میرا...... پھاٹی: پھٹی ہوئی...... کانچلی: انگیا...... میلی بھئی: میلی ہوئی...... اِزار: پاجامہ، شلوار...... بھرتار: پتی؛ خاوند، مالک، گھر والا، بھرتا، سوامی، مددگار، آسرا دینے والا، بھرتار کے معنی قیمتی کپڑے کے بھی ہیں۔

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۰۹

۱۲۹۔ جاویں: جائیں...... نہایت: آخرِ کار...... آویں: آئیں

☆ دوسرے مصرع میں 'کے' بجائے 'کر' ہے: بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۱۰

۱۳۰۔ انکھیاں: آنکھیں...... بساری (بسارنا): بھلا دی، فراموش کر دی۔

۱۳۱۔ اقرار: وعدہ، پیمان، عہد...... سدھارے: گئے

۱۳۲۔ خاطر جمع کروں گا: دل خوش کروں گا، خوش رکھوں گا۔

۱۳۳۔ نگوڑی: نکمی، بیکار، بدنصیب...... ٹھٹھکاری: ٹھٹھا، مذاق...... نچھوڑی: نہ چھوڑی۔

۱۳۴۔ ہٹیلا: ضدی، ہٹ دھرم...... ہٹکاریاں: ہٹکاری کی جمع، ضد، اصرار...... ماریاں: ماری کی جمع، مری ہوئی۔

نہ آوے تو بھلا پیغام تو بھیج	۱۳۵	انھوں ملکوں کا کچھ انعام تو بھیج
کہ المکتوب ھے نصف الملاقات	۱۳۶	مگر وہ بھی نہ بھیجا تم نے ہیہات
ذرا تو خوف کر دل میں خُدا کا	۱۳۷	خیال اب چھوڑ دے دل سے غنا کا
ز ناپرواھیت بیمار گشتم	۱۳۸	ز استغناھیت لاچار گشتم
بیا ، ای رونقِ بازارِ خوبان!	۱۳۹	عفو فرما گناہِ پُر عیوبان
بہت دُکھ دے چلا یہ مانس ساون	۱۴۰	پیارے نے کیا اب تک نہ آون

ماہِ بھادوں دوہرہ

بھادوں رین ڈراونی گھر ناہیں دلدار	۱۴۱	مجھ برہن آدھین پر کرم کرو کرتار
تجما جوبن بس نہیں دوجی نس اندھیار	۱۴۲	ایک بچھوا پیو کا تین طرح کے مار

....

یہ آیا جگ اندر بھادوں مہینا	۱۴۳	تو آ مل مجھ ستیں اے رنگ بھینا

۱۳۵۔ انھوں: اُن

۱۳۶۔ المکتوب نصف الملاقات: خط آدھی ملاقات ہوتا ہے۔...... ہیہات: افسوس

۱۳۷۔ غنا: فائدہ، نفع

۱۳۸۔● تیری بے پروائی اور استغنا سے میں بے بس اور بیمار ہوگیا۔

۱۳۹۔● اے حسینوں کے بازار کی رونق! آ اور گناہگاروں کے گناہ معاف کر۔

☆ 'عَفو' کو 'عَفُو' باندھا گیا ہے۔

۱۴۰۔● ساون کا مہینہ ختم ہوگیا، لیکن میرا محبوب ابھی تک نہیں آیا۔

۱۴۱۔ ڈراونی: ڈرانے والی...... ناہیں: نہیں ہے، نہیں ہیں۔...... آدھین: گرفتار، اسیر، فرمان بردار، مطیع

☆ 'آدمین' بجائے 'آدھین' بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۱۰

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۰

۱۴۲۔ جوبن: جوانی...... بَس: قابو، قدرت، طاقت، دسترس، بل، زور، چارہ، علاج...... دوجی: دوسری...... نِس: رات ...... اندھیار: اندھیری...... بچھوا: فراق، ہجر، جدائی...... مار: سانپ، ناگ

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۰

۱۴۳۔ ستیں: سے...... رنگ بھینا: بھینا رنگ کا مطلب ہے ہلکا اور لطیف رنگ، یہاں مراد ہے خوش جمال، خوب صورت

ہووں مُکھ پر ترے سو بار واری ۱۴۴ تیں کس کارن مجھے دل سے بساری؟

زمیں سرسبز ہریالی بھی ہے ۱۴۵ ترے دھن دُکھ ستی کالی بھی ہے

بھرے پانی ستی صحرا و جنگل ۱۴۶ سکھی سب گا رہی پی ساتھ منگل

یہ کاری بادری سر آئی چھاوے ۱۴۷ اکیلی جان مجھ برہن ستاوے

کرے جب کوک پی پی کی پپیا ۱۴۸ یہ سُن سُن کر مرا پھاٹت ہے ہیا

تو ہوری کوک رے پاپی پپیا ۱۴۹ پیا کا نام سُن نکست ہے جیا

تو ناحق کیوں مجھے جلتی کو جارے؟ ۱۵۰ مرے دل کے اوپر کیوں تیر مارے؟

تری اِس چانچ میں بھوبھل بھراؤں ۱۵۱ پیا میرا ہے، میں پیو کی کہاؤں

تو آدھی رین میں مت بول مورا ۱۵۲ ستا مت مجھ براگن کو رے بورا

تری بولی لگے ہے تیر جوں آئے ۱۵۳ میں اِس دُکھ سے مروں گی تیغ کو کھائے

۱۴۴۔ ہووں: ہوں، ہو جاؤں...... سو بار: سو دفعہ...... واری: قربان، نثار، قربان...... تیں: تو نے...... بساری: بھلائی

☆ 'ہوں' بجائے 'ہووں': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۱۱

۱۴۵۔ دھن: آگ

۱۴۶۔ منگل گانا: خوشی کے گیت گانا، مبارک باد کے گیت گانا

۱۴۷۔ کاری: کالی...... بادری: بدلی، بادل...... سر آئی: سر پہ آئی ہوئی...... چھاوے: چھائے...... ستاوے: ستائے

۱۴۸۔ کوک کرے: پکارے، آواز دے۔...... پی پی: پپیا جب کوکتا ہے، تو پی پی کی آواز آتی ہے۔...... پھاٹت ہے: پھٹتا ہے، پھٹ رہا ہے۔...... ہیا: دل، جان، روح

۱۴۹۔ ہوری (ہولی): ہولے سے، آہستگی کے ساتھ، آرام سے...... نکست ہے: نکل رہا ہے، نکلتا ہے۔...... جیا: دل

۱۵۰۔ جارے: جلائے۔

۱۵۱۔ چانچ: چونچ، منقار...... بھوبھل بھراؤں: جلتی ہوئی ریت بھروادوں۔...... کہاؤں: کہلاؤں

۱۵۲۔ براگن: جوگن...... بورا: باولا، دیوانہ

۱۵۳۔ بولی: آواز، کلام، سخن...... لگے ہے: لگتی ہے...... جوں: جیسے، طرح

دوہرہ

سُن کر بچن سپیرا حیا نہ راکھے دھیر ۱۵۴ بول سُنے جب مور کے لگا کلیجے تیر
کوئل بولے باغ میں، بھیا داور بیچ سمند ۱۵۵ چین کہاں ہو تجم جب پڑے نیر کے پھند؟

....

عجب کُرلا رہی یہ کونج بَن میں ۱۵۶ ندا سُن سُن لگے ہے آگ تن میں
کہ جوں جوں کانکرے چونے کے چھڑکے ۱۵۷ اِسی طرح اگن مجھ تن میں بھڑکے
کبھی چڑھ کر چوبارے پر پکاروں ۱۵۸ پیا کا نام لے لے کر میں ہاروں
کبھی دن رین پیو کے ہات جوڑوں ۱۵۹ یہ رو رو کر سبھی تن من کو کھوؤں
خُدا نے لکھ دیی ہم کو بچھوہی ۱۶۰ کسی تدبیر سے اب کچھ نہ ہوہی؟
وظیفے رات دن پڑھ پڑھ کے ہاری ۱۶۱ رہی سب تیرتھاں کر کر بچاری

۱۵۴۔ بَچن (وچن): عہد، پیمان، اقرار، زبان، قول، بات...... سپیرا: سانپ رکھنے والا، مداری...... راکھے: رکھے
...... دھیر: صبر، تحمل، استقلال

☆ 'سپہرا' بجائے 'سپیرا': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۱۱ اور دیوانِ خواجہ نجم: ص ۲۱۰

☆ یہ دوہرہ دیوانِ خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۰

۱۵۵۔ بھیا: ہوا...... داور: مینڈک...... سمند: سمندر...... نیر: آنسو...... پھند: جال، دام، پھاند

☆ یہ دوہرہ دیوانِ خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۰

۱۵۶۔ کُرلا (کُرلانا): گریہ وزاری، فریاد، واویلا، چیخ، کونج کی آواز

۱۵۷۔ جوں جوں: جیسے جیسے...... کانکرے: کنکرے، ٹکڑے

☆ اسی مضمون کو شاعر نے کم وبیش انھیں الفاظ میں ایک اور جگہ بھی برتا ہے:

جوں چونے کی کنکری پہ پڑے پانی کا چھکا
فی الفور اٹھے اُس ستی اک آگ کا بھکا

۱۵۸۔ چوبارے: بالاخانے...... ہاروں: ہار جاؤں، تھک جاؤں۔

۱۵۹۔ ہات: ہاتھ...... کھوؤں (کھونا): ضائع کروں۔

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۱۶۰۔ دیی: دی...... بچھوہی: فراق، جُدائی، ہجر...... ہوہی: ہوئی

۱۶۱۔ وظیفے: ورد...... ہاری: ہار گئی، تھک گئی۔...... تیرتھاں: ہندوؤں کا وہ مقدس مقام یا ندی جہاں ہندو لوگ حصول ثواب کے لیے نہانے رزیارت کرنے جاتے ہیں، زیارت گاہ...... بچاری: پوجا، یاترا

کیے لنگھن بہت چھپ کے ہم نے [؟] ۱۶۲ کری ہرگز نہ یاری اُس کرم نے

کلیجہ چھا لیا غم نے ہمارا ۱۶۳ مرا تن من سبھی اُس دُکھ نے جارا

ولے وہ سخت دل اب تک نہ آیا ۱۶۴ مجھے یک بار بھی مُکھ نہ دکھایا

دلآراما! دل آرامی نہ کردی ۱۶۵ ہمہ ہوش و خرد یك بار بردی

نہیں اب چین ہے دن رین مجھ کو ۱۶۶ ارے کیا بھا گیا پردیس تجھ کو؟

رہوں ہوں منتظر دن رین تیری ۱۶۷ پچا، اب تو ذرا آ، آس میری

بیا! بی تو دلم بس بی قرار است ۱۶۸ من الموت اشد الا نتظار است

کہ می دانم چہ از من کینہ داری؟ ۱۶۹ کہ از الفت در آغوشم نیاری

کہاں قسمت جو ہم آغوش ہوں میں؟ ۱۷۰ فغاں نالے سے جوں خاموش ہوں میں

میاں جیو! تم ہمارا حال دیکھو ۱۷۱ خُدا کے واسطے یک فال دیکھو

نہ بھولوں گی کبھی احساں تمھارا ۱۷۲ اگر آوے بدیسی پیو ہمارا

۱۶۲۔ لنگھن: روزہ، برت...... یاری: مدد...... اُس کرم نے: اُس کے کرم نے

☆ مصرعِ اوّل خارج از آہنگ ہے۔

۱۶۳۔ چھالیا: چھیل دیا، چھید دیا، چھلنی کیا۔..... جارا: جلایا

۱۶۴۔ ولے: لیکن...... یک بار: ایک دفعہ، ایک بار

۱۶۵۔ ● اے دلآرام! تو نے دل کو آرام نہیں دیا۔ تمام ہوش و خرد کو ایک ہی بار میں لوٹ لیا۔

۱۶۶۔ بھا گیا: پسند آ گیا، اچھا لگا۔

۱۶۷۔ رہوں ہوں: رہتی ہوں، رہ رہی ہوں۔..... پچا: پوری کر

☆ 'بجھا' بجائے 'پچا': بارہ ماهیه نجم نسخۂ اجمیر: ص ۱۲

۱۶۸۔ ● آ، تیرے بغیر میرا دل بہت ہی بے قرار ہے (اور تم جانتے ہو کہ) انتظار موت سے زیادہ شدید ہوتا ہے۔

☆ عربی زبان کی اِس کہاوت میں شاعر نے ضرورتِ شعری کے تحت تعقیدِ لفظی کا سہارا لیا ہے۔

● اصلاً یہ کہاوت یوں ہے: الانتظار اشد من الموت

۱۶۹۔ ● میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے کینہ رکھتے ہو اور محبت سے تم مجھے اپنی آغوش میں نہیں لیتے۔

۱۷۰۔ جوں: حرفِ تشبیہ، مانند، طرح

۱۷۱۔ فال: شگن، غیب کی بات، پیشین گوئی، نیک و بد کا شگون معلوم کرنا

۱۷۲۔ آوے: آئے...... بدیسی: پردیسی

اری جب فال ملّا نے نکالی	۱۷۳	لگا کہنے سخن وہ مجھ سے فالی	
کہا: چند روز ہیں یہ سخت تجھ پر	۱۷۴	ذرا تو بیٹھ جا دل میں صبر کر	
ترا پیارا تجھے آ کر ملے گا	۱۷۵	خبر تیری شتابی آ کے لے گا	
ارے ملّا! میں تیری جیبھ کاٹوں	۱۷۶	کہاں تک میں صبر کی ریت چاٹوں؟	
نہ حاصل ہے دلاسے سے تمھارے	۱۷۷	وہ ہو گا جو ہے قسمت میں ہمارے	
لکھوں پتیاں ارے ہُد ہُد تو لے جا	۱۷۸	سلیمانِ زماں سے یہ تو کہہ جا:	
کہ تیری برہنی تجھ بن مرے ہے	۱۷۹	فغاں اَور نالہ و زاری کرے ہے	
خُدا کے واسطے کر اب تو پھیرا	۱۸۰	مرے گھر میں تو کر آ کر بسیرا	
عجب ایں موسمِ خوش نو بہار است	۱۸۱	ولی بی تو بچشمم مثلِ خار است	
مکاں تیرا بتا مجھ کو کہاں ہے؟	۱۸۲	میں آؤں گی تو اے پیارے جہاں ہے	
بہ مسجد گر بود آرام گاہت	۱۸۳	درونش روز و شب شینم براہت	

۱۷۳۔ ملّا: مولوی...... فالی: فال نکالنے والا، فال بتانے والا، فال گو، فال کھولنے والا

۱۷۴۔ ☆ 'صَبر' کو 'صَبَر' باندھا گیا ہے۔

۱۷۵۔ شتابی: جلدی

● تیرا محبوب بہت جلد تجھ سے آن ملے گا اور تیرے احوال سے باخبر ہوگا۔

۱۷۶۔ ریت چاٹوں: بے معنی کام کروں، مشکل کام انجام دوں۔

☆ 'صَبر' کو 'صَبَر' باندھا گیا ہے۔

۱۷۷۔ دلاسے: تسلی

۱۷۸۔ پتیاں: پاتی کی جمع، خط، تیر...... ہُد ہُد: کھٹ بڑھئی، مرغِ سلیمان، ایک پرندہ جس کے سر پر تاج ہوتا ہے۔ یہ پرندہ درختوں کے تنے کو کھود کر اِس میں اپنا آشیاں بناتا ہے۔ اِس کی چونچ لمبی ہوتی ہے۔...... کہہ جا: جا کر کہہ دے۔

● سلیمانِ زماں کے لیے دیکھیے: نمبر شمار ۱۶

☆ اس شعر میں قافیہ نہیں ہے۔

۱۷۹۔ مرے ہے: مرتی ہے، مر رہی ہے...... کرے ہے: کرتی ہے، کر رہی ہے۔

۱۸۰۔ پھیرا کر: چکر لگا...... بسیرا: بسرام، قیام، ٹھکانہ

۱۸۱۔ ● یہ موسمِ خوش نو بہار، تیرے بغیر میری آنکھوں میں کانٹے کی مانند (چُب رہا) ہے۔

۱۸۲۔ تو اے پیارے جہاں ہے: اے محبوب تو جس جگہ ہے۔

۱۸۳۔ ● اگر تیری آرام گاہ مسجد میں ہو، تو میں اِس کے اندر رات دن تیرے راستے میں بیٹھ جاؤں۔

روم بھرِ تو در خلوت نشینم ۱۸۴ کہ شاید زیں سبب رویت بہ بینم

مکاں تیرا اگر دھرے میں ہووے ۱۸۵ و یا بت کے کسی چھرے میں ہووے

پجاری بَن کے میں اُس بت کو پوجوں ۱۸۶ برائے وصلِ تو دن رین جھوجھوں

جنیئو ڈال لوں گل بیچ اپنے ۱۸۷ لگوں تجھ نام کو دن رین جپنے

بھر راہِ ترا باشد گزر گاہ ۱۸۸ زلیخا وار نشینم بر سرِ راہ

الٰہی! غم ستیں مجھ کو چھڑا دے ۱۸۹ پیارے کی لقا مجھ کو دکھا دے

کوئی طالب ہے دنیا اور دیں کا ۱۹۰ مجھے اک شوق ہے اُس مہ جبیں کا

فراق و ہجر گر پیدا نہ ہوتے ۱۹۱ کوئی رو رو کے جی عاشق نہ کھوتے

فراق و ہجر ہوتے ہے جہاں میں ۱۹۲ فرق ڈالے نہیں اللہ دلاں میں

ارادہ جانے کا جب پی کیا تھا ۱۹۳ میں چلتے وقت اُن کو کہہ دیا تھا:

کہ اُن ملکوں میں کامن گاریاں ہیں ۱۹۴ بڑی ساحر خُدا کی ماریاں ہیں

۱۸۴۔● میں جاتا ہوں کہ تیرے لیے خلوت میں بیٹھوں کہ شاید اِس سبب سے تیری صورت دیکھ لوں۔

۱۸۵۔دھرے: زمین، دنیا...... و یا: یا پھر...... چھرے: خیال، دھیان

۱۸۶۔پجاری: پُوجا کرنے والا روالی...... پُوجوں: پُوجا کروں...... برائے وصلِ تو: تیرے وصل کے لیے...... جھوجھوں (جھوجھنا): تھک ٹوٹ کر رہ جاؤں۔

۱۸۷۔جنیئو: زُنار، وہ بٹا ہوا دھاگہ جو برہمن لوگ اپنے گلے میں ڈالے رہتے ہیں۔...... گل بیچ: گلے میں...... جپنے لگوں (جپنا): رٹنے لگوں، پڑھنے لگوں، ورد کرنے لگوں۔

۱۸۸۔● ہر وہ راہ جو تیری گزر گاہ ہو، زلیخا کی طرح اُس پر بیٹھ جاؤں۔

۱۸۹۔ستیں: سے...... لقا: صورت، چہرہ

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۱۹۰۔مہ جبیں: چاند جیسی پیشانی والا محبوب

۱۹۱۔کھوتے (کھونا): ضائع کرتے۔

۱۹۲۔دلاں: دل کی جمع

☆ 'فَرق' کو 'فَرَق' باندھا گیا ہے۔

۱۹۳۔● جب محبوب نے جانے کا ارادہ کیا تھا، تو میں نے وقتِ رخصت اس سے کہا تھا۔

۱۹۴۔کامن گاریاں: کامن گاری کی جمع، خوب صورت عورتیں...... ماریاں: ماری کی جمع، مری ہوئی۔

مکراُن کے سے تم ٹک ہوش کیجو	۱۹۵	وہ کچھ بولیں، توتم خاموش کیجو
نہ اُن کی صورتوں پر گیان کرنا	۱۹۶	یہ مجھ برہن طرف کچھ دھیان کرنا
کہ مدت سے تری غمخوار ہوں میں	۱۹۷	بجز تو از ہمہ بیزار ہوں میں
جو کہتی تھی سو میرے پیش آئی	۱۹۸	نہادہ بر دلم داغِ جدائی
تجھم چلتا رہا بھادوں مہینہ	۱۹۹	ملا اب تک نہیں پیارا نگینہ

ماہِ آسوج دوہرہ

تجھما رُت آسوج نے جگ میں کیا ظہور	۲۰۰	نہ جانوں کب ہوے سی، برہن کا دُکھ دور؟
اب تک اُلٹے نہ پھرے وے پردیسی یار	۲۰۱	جگ میں جیو آپنا پی بن ہے درکار
یہ رُت آسوج کی آئی سکھی ری	۲۰۲	میں رو رو پی بنا بوری بھئی ری

....

نہ دل کو صبر ہے، تن کو نہ آرام	۲۰۳	سبھی سُکھ لے گیا میرا دلآرام
نجانوں کب پیا مجھ پاس آوے؟	۲۰۴	کہ جس دیکھے سے یہ دُکھ دور جاوے

۱۹۵۔مکر: چھل، فریب......اُن کے سے: اُن سے......ٹک: ذرا......ہوش کیجو: ہوش کرو، خیال کرو، سوچو......
خاموش کیجو: خاموش رہو۔
☆'مکر' کو 'مکرُ' باندھا گیا ہے۔

۱۹۶۔صورتوں پر گیان کرنا: صورتوں پر توجہ دینا، صورتوں پر دھیان دینا......دھیان کرنا: خیال کرنا

۱۹۷۔● بجز تو از ہمہ بیزار ہوں میں: تیرے سوا، میں سب سے بیزار ہوں۔

۱۹۸۔پیش آئی: سامنے آئی۔
● نہادہ بردلم داغ جدائی: جُدائی کا داغ میرے دل پر رکھا۔

۱۹۹۔نگینہ: نگین، نگ، قیمتی پتھر، موتی، یہاں مراد ہے محبوب

۲۰۰۔رُت: موسم، فصل......آسوج: اسوج......جگ میں کیا ظہور: زمانے میں ظاہر ہوا۔......ہوے سی: ہوگا۔

۲۰۱۔اُلٹے پھرے: واپس آئے، مڑے......جیو: دل......آپنا: اپنا......درکار: کس کام کا......پی بن ہے درکار: محبوب کے بغیر کس کام کا۔

۲۰۲۔بنا: بغیر......بوری: دیوانی، باولی، سڑی

۲۰۳۔دلآرام: محبوب

۲۰۴۔کہ جس دیکھے سے: کہ جس کو دیکھنے سے

ابر نیساں سے برسیں بوند موتی	۲۰۵	کہ جس سے سیپ میں پیدا ہو موتی
مری یہ سیپ دل خالی پڑی ہے	۲۰۶	سجن کے ہجر کی جالی پڑی ہے
خبر اب تک نہ لی پیتم نے میری	۲۰۷	اکیلی دشمنوں میں مجھ کو گھیری
نندیا ساس نے نسدن لڑائی	۲۰۸	اکیلی جان کر مجھ سے مچائی
یہ دو بیرن مرے پیچھے پڑی ہیں	۲۰۹	ہر اک ساعت مرے سر پر کھڑی ہیں
مگر اُن کے سے اب کیسے بچوں گی؟	۲۱۰	ہر اک ساعت یہ دُکھ کیسے سہوں گی؟

دوہرہ

پیتم تم پردیس جاہت بہت لگائی دیر	۲۱۱	گھر میں کیسے رہن ہو، ساس نند سے بیر؟
مگر تیری مدد مجھ طرف آوے	۲۱۲	کسے طاقت کوئی مجھ کو ستاوے؟
پیا! بہرِ خُدا اب آؤ جلدی	۲۱۳	ترے دُکھ سے ہوئی ہوں رنگ ہلدی
ہماری کم لیاقت پہ نہ جاؤ	۲۱۴	تمھارے کرم کی ساعت دکھاؤ

۲۰۵۔ ابرِ نیساں: بہار کا بادل ...... سیپ: صدف، سیپی، گوشِ ماہی

☆ شاعر نے 'ابرِ نیساں' کی ترکیب بلا اضافت برتی ہے۔

☆ 'اَبر' کو 'اَبَرْ' باندھا گیا ہے۔

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ کیا گیا ہے۔

۲۰۶۔ جالی: جلی ہوئی، جلائی ہوئی۔

● سجن کے ہجر کی جالی پڑی ہے: محبوب کی جدائی میں جلی پڑی ہے۔

۲۰۷۔ مجھ کو گھیری: میں گھر گئی۔

۲۰۸۔ نندیا: نند، شوہر کی بہن ...... لڑائی مچائی: لڑائی کی، جھگڑا کیا۔

۲۰۹۔ بیرن: بیری، دشمن ...... پیچھے پڑی ہیں: نقصان کے درپے ہیں۔ ...... ہر اک ساعت: ہر لمحے، ہر وقت

۲۱۰۔ ☆ 'مگر' کو 'مَگَرْ' باندھا گیا ہے۔

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۲۱۱۔ جاہت: جا کر ...... دیر لگائی: دیر کی۔ ...... رہن ہو: رہنا ہو۔ ...... بیر: دشمنی

۲۱۲۔ ☆ 'طَرَف' کو 'طَرْف' باندھا گیا ہے۔

۲۱۳۔ بہرِ خُدا: خُدارا، خُدا کے لیے ...... ہوئی ہوں رنگ ہلدی: میرا رنگ ہلدی کی مانند زرد ہو گیا ہے۔

۲۱۴۔ لیاقت: اہلیت ...... تمھارے: یہ لفظ یہاں 'اپنے' کے معنوں میں آیا ہے۔ ...... ساعت دکھاؤ: کوئی لمحہ دکھا دو، کوئی پل عطا کر دو۔

☆ 'کَرَم' کو 'کَرْم' باندھا گیا ہے۔

بڑی ہے فضل کی اُمید مجھ کو	۲۱۵	کہ آخر دیکھ لوں یک روز تجھ کو
کریماں! رو نتابند از سیہ کار	۲۱۶	بگیرد فردِ باطل مردِ عطار
کریماں! بر کریمی خویش باشند	۲۱۷	رحیماں! بر رحیمی خویش باشند
نہ ترساؤ دلِ مجروح میرا	۲۱۸	کرو رنگِ محل میں آ کے ڈیرا
ترا یہ رنگ محل خالی پڑا ہے	۲۱۹	کہ اِس میں دیو نے ڈیرا کیا ہے
نہیں ایسا فسوں مجھ پاس ہیگا	۲۲۰	کہ جس پڑھنے سے یہ کافر ڈرے گا
اگر توں ایک شب بھی گھر میں آوے	۲۲۱	خبر سنتے ہی وہ فی الفور جاوے
اگرچہ میں بہت لڑتی ہوں اُس سے	۲۲۲	مگر وہ بس نہیں ہوتا ہے مجھ سے
مناسب ہے کہ اب تم جلد آؤ	۲۲۳	یہ مجھ جلتی کی آتش کو بجھاؤ

ماہِ کاتک دوہرہ

کاتی میں، چھاتی جلی، پاتی لکھی نہ پیو	۲۲۴	ساتھی بن اب کس طرح میں سمجھاؤں جیو؟

۲۱۵۔● مجھے خُدا کے فصل سے بڑی اُمید ہے کہ میں آخرِ کار تجھے پالوں گی۔

۲۱۶۔● اے کریم! سیہ کار سے منہ نہ موڑ، (کیونکہ) مردِ عطار ہی مردِ باطل کی دستگیری کرتا ہے۔

۲۱۷۔● اے کریم! اپنی کریمی کو دیکھ، اے رحیم! اپنی رحیمی پر نظر کر۔

۲۱۸۔ دلِ مجروح: زخمی دل...... ڈیرا: بسیرا، ٹھکانہ، قیام

☆ 'مَحَل' کو 'مَحُل' باندھا گیا ہے۔

۲۱۹۔ ☆ 'مَحَل' کو 'مَحُل' باندھا گیا ہے۔

۲۲۰۔ فسوں: منتر...... کافر: منکر، انکار کرنے والا، یہاں 'دیو' کی طرف اشارہ ہے۔

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۲۲۱۔ توں: تو...... فی الفور: اِسی وقت، فوراً

۲۲۲۔ بس نہیں ہوتا ہے: گرفت میں نہیں آتا ہے، ختم نہیں ہوتا ہے، مغلوب نہیں ہوتا ہے۔

☆ اس شعر میں قافیہ نہیں ہے۔

۲۲۳۔● یہ مجھ جلتی کی آتش کو بجھاؤ: یہ مجھ جلتی ہوئی کی آگ کو بجھا دو۔

۲۲۴۔ کاتی: کاتک...... چھاتی جلی: سینہ جل گیا۔...... پاتی: خط، پتر...... پیو: پی، محبوب

☆ 'گاتی' بجائے 'کاتی': بارہ ماہیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۱۵

☆ یہ دوہا دیوانِ خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۱

تجما کاتک مانس میں سب سیتل سنسار ۲۲۵ برہ اگن سے میں جلوں جوں دھند کے انگار

....

جو کاتی میں نہیں گھر پی ہمارا ۲۲۶ بھیا ہے دو جہاں مجھ پر اندھارا

عجب اِس کاتک مانس کی ہے چاندنی رین ۲۲۷ کریں ہیں ناریاں سب پیو سنگ چین

ہمارے پیو جا پردیس چھائے ۲۲۸ اری افسوس! وے اب تک نہ آئے

یہ آوے دل اندر دِس گھول پیوں[؟] ۲۲۹ پیارے دِن کہو کس طور جیوں؟

دوہرہ

پیا گئے ، تو ات رہا ری جیوڑا نہ لاج ۲۳۰ گیا نہ پیو کے ساتھ تو رہا یہاں کس کاج؟

تجما جو میں جانتی پیا نہ آویں پھیر ۲۳۱ ہاتھ پکڑتی بھاگ کر یا میں جاتی لیر

....

کبھی کس ہی سہاگن پاس جاؤں ۲۳۲ سبھی احوال میں جا کر سناؤں

۲۲۵۔ سیتل: ٹھنڈا، سرد، خنک......سنسار: دنیا، جگ، زمانہ......دھند کے: دہکے......انگار: انگارہ

☆ 'شتھل' بجائے 'سیتل': دیوانِ خواجہ نجم: ص ۲۱۱

☆ 'ستی' بجائے 'سے': دیوانِ خواجہ نجم: ص ۲۱۱

☆ یہ دوہا دیوانِ خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۱

۲۲۶۔ بھیا ہے: ہوا ہے......اندھارا: اندھیرا

۲۲۷۔ ● اس شعر کا مفہوم یہ ہے: کاتک کے مہینے کی چاندنی رات میں ناریاں اپنے محبوب کے ساتھ آرام سے ہیں۔

۲۲۸۔ چھائے: رہ گئے، رُک گئے، ٹھہر گئے۔

۲۲۹۔ دِس گھولنا: زہر گھولنا......پیوں: پیؤں......جیوں: جیُوں

☆ مصرعِ اوّل عروضی اعتبار سے خارج از آہنگ ہے۔

۲۳۰۔ ات: نہایت، ازحد، بے انتہا، حد سے زیادہ......جیوڑا: دل، جی، جان، معشوق......کاج: کام

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۱

☆ 'بھاگتی' بجائے 'بھاگ کر': دیوان خواجہ نجم: ص ۲۱۱

۲۳۱۔ پھیر نہ آویں: واپس نہ آئیں، مڑ کر نہ آئیں۔......میں جاتی لیر: میں لپٹ جاتی۔

۲۳۲۔ کس ہی: کسی

فلانی! کس طرح ہے پیو تیرا؟ ۲۳۳ کرے ہے کس طرح تم پا بسیرا؟

اری تم کس طرح راضی رکھو ہو؟ ۲۳۴ شرابِ وصل تم کیسے چکھو ہو؟

کوئی مجھ کو بھی ایسی رہ بتاؤ ۲۳۵ مرا روٹھا سجن مجھ سے مناؤ

ہوئی مدت مجھے کھاتے نہ ہوری ۲۳۶ وہ ہرگز ہٹ ستی نہ باگ موری

کوئی ایسا بھی جگ میں سنگ دل ہو ۲۳۷ مرا جوبن گیا فرقت میں رو رو

جُدا جس دن ستی پی سے میں ہوئی ۲۳۸ بچھا کر سیج میں یک پل نہ سوئی

سبھی سُکھ چین سے میں ہاتھ دھویا ۲۳۹ یہ جوبن روز شب رو رو کے کھویا

پڑے چھالے جہاں گردی سے پگ میں ۲۴۰ اری ناحق ہوئی بدنام جگ میں

اگر میں جانتی ہے پیت میں دُکھ ۲۴۱ تو کیوں کرتی تمامی چھوڑ کر سُکھ؟

نہ شب کو چین ہے، نے دن کو آرام ۲۴۲ پکاروں ہوں: دلآرام و دلآرام

کبھی نہ خواب میں بھی مُکھ دکھایا ۲۴۳ مجھے اِس عشق نے یہ سُکھ دکھایا

جو کوئی عشق کا بیمار ہووے ۲۴۴ اُسے کب چین دن دلدار ہووے؟

۲۳۳۔فلانی: اے فلاں، یہ کلمۂ تخاطب ہے...... پا: پاس

۲۳۴۔شرابِ وصل: وصال کا کیف

۲۳۵۔رہ بتاؤ: طریقہ بتاؤ...... روٹھا: ناراض

۲۳۶۔ہوری کھلانا/کھانا: رنگ پاشی میں شریک کرنا/ہونا، ہولی کا تہوار منانا...... ہٹ: ضد، اصرار، اڑ...... باگ موری: باگ موڑی

۲۳۷۔جوبن: جوانی، شباب...... فرقت: جُدائی، ہجر، فراق

۲۳۸۔☆'جُدائی' بجائے 'جُدا': بارہ ماهیه نجم نسخۂ اجمیر: ص ۱۶

۲۳۹۔●(محبوب کے بغیر) میں نے سکھ چین سے ہاتھ دھو لیے، میرا تمام جوبن رو رو کر کھو گیا۔

۲۴۰۔چھالے: آبلے...... جہاں گردی: آوارگی، گھومنا پھرنا...... پگ: قدم، پاؤں، پیر

۲۴۱۔پہلے مصرع میں 'ہو' بجائے 'ہے': بارہ ماهیه نجم نسخۂ اجمیر: ص ۱۶

۲۴۲۔نے: نہ

۲۴۳۔مُکھ دکھایا: صورت دکھائی۔

۲۴۴۔عشق کا بیمار: عاشق

یہاں تک آ بجی نوبت ہماری ۲۴۵ لگوں ہوں آنکھ میں سب جگ کے کھاری

سبھی مجھ کو کہیں گھیلی دوانی ۲۴۶ پھروں ہوں در بدر بوری دوانی

چہ می دانند ایں احوالِ زارم؟ ۲۴۷ کہ سودا اندرونِ دل چہ دارم؟

یہ کیا جانے کہ کس کارن پھروں ہوں؟ ۲۴۸ تصور کس کا دل اندر دھروں ہوں؟

....

تجما مورکھ لوگ کیا جانیں سار پریت؟ ۲۴۹ کھاویں پیویں ڈھور جوں سوویں گھراں نچیت

عاشق رہن اُجاڑ میں کیا گرمی، کیا سیت ۲۵۰ جان لگاویں یار ماں اور نبھاویں پیت

....

حقیقت سُن مرے دل سے نگارا ۲۵۱ وفا کا طور کیوں دل سے بسارا؟

۲۴۵۔نوبت بجی: نقارہ بجا، نقارے پر چوٹ پڑی۔......لگوں ہوں: لگ رہی ہوں، لگتی ہوں۔......کھاری: تلخ، نمکین، کڑوی

۲۴۶۔گھیلی: گھائل......پھروں ہوں: پھر رہی ہوں......بوری: باولی

☆اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

☆'گیلی' بجائے 'گھیلی': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۱۶

۲۴۷۔● میرے حالِ زار کو وہ کیا جانیں کہ میں اپنے دل میں کیا سودا رکھتا ہوں؟

۲۴۸۔دھروں ہوں: رکھوں ہوں۔

☆اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۲۴۹۔مورکھ: نادان، بے وقوف......سار: قیمت، قدر، منزلت، تعلق......پریت: پیار، محبت......کھاویں: کھائیں......پیویں: پئیں......ڈھور: ڈھور ڈنگر، جانور......سوویں: سوئیں......گھراں: گھر کی جمع......نچیت: مطمئن، بے فکر، بے خطر

☆بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر (ص ۱۷) میں دوسرا مصرع یوں ہے:

کھاویں پیویں ڈھور جوں گھر میں سوئیں نچیت

۲۵۰۔رہن: رہیں......اُجاڑ: ویرانہ......سیت: سردی، ٹھنڈ، پالا، جاڑا......لگاویں: لگائیں......ماں: میں......نبھاویں: نبھائیں

☆'نبھاویں' کے بجائے 'نبھادیں': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۱۷

☆دوسرے مصرع میں 'ماں' کی جگہ 'میں' اور 'اور' کے بجائے 'اوڑ' ہے: گلزارِ وحدت: ص ۳۷۰

☆یہ دوہرہ گلزارِ وحدت میں بھی شامل ہے: ص ۳۷۰

۲۵۱۔نگارا: اے نگار، اے محبوب......طور: طریقہ، انداز، ڈھنگ......بسارا: بھلایا، فراموش کیا۔

که اُستادت سبق دادت جفای ۲۵۲ نه میدانی مگر حرفِ وفای

کبھی دل دادگاں کو شاد کیجے ۲۵۳ نہ یکباری انھیں برباد کیجے

جو کہتے ہو کہ: میں ہوں پاس تیرے ۲۵۴ تو دِکھتا کیوں نہیں مت کر بکھیڑے

عجب یہ ہے کہ میرے پاس ہووے ۲۵۵ پھر اپنی شان کیوں مجھ سے لکووے؟

لگے ہیں تجھ ستی یہ نین جب سوں ۲۵۶ نہ پایا ایک دن بھی چین تجھ سوں

دلاسا دے کے دل میرا لبھاوے ۲۵۷ مگر اے شوخ تو ہر گز نہ آوے

یہ کاتی بھی چلا، چھاتی جلا کر ۲۵۸ خُدا اب تو مرے دُکھ کی دوا کر

ماہِ منگسر دوہرہ

تجما جگ میں آ گیا اگھن مہینہ سیت ۲۵۹ خبر نہ بھیجی آپنی اُن پردیسی نیت

جی کو کہوں تو جگ ہنسے چپ بھی رہا نجائے ۲۶۰ برہن اُو بھی ایکلی رو رو رین گمائے

....

یہ منگسر مانس کی رُت سرد آئی ۲۶۱ لگی پھٹن مرے دل کی بوائی

۲۵۲۔ تیرے اُستاد نے تجھے جفا (کاری) کا درس دیا، تو وفا (کے مفہوم ہی) سے آگاہ نہیں۔

۲۵۳۔ دل دادگاں: دلدادہ کی جمع، عاشق، مفتون، فریفتہ...... یکباری: ایک ہی بار میں، ایک ہی دفعہ، معاً، فوراً

۲۵۴۔ دکھتا: دیکھتا، نظر آتا...... بکھیڑے: جھگڑے، اُلجھاوے، مخمصے

☆ اس شعر میں رائے ہندی اور رائے مہملہ کو باہم قافیہ کیا گیا ہے۔

۲۵۵۔ لکووے (لکونا): چھپائے

۲۵۶۔ نین: آنکھ...... سوں: سے

☆ اس شعر میں قافیہ بے مقام ہو گیا ہے۔

۲۵۷۔ دلاسا: تسلی...... لبھاوے: موہ لے...... شوخ: محبوب

۲۵۸۔ کاتی: کاتک...... چلا: ختم ہوا۔...... چھاتی جلا کر: سینہ جلا کر

۲۵۹۔ اگھن: منگسر...... آپنی: اپنی...... نیت: محبوب، میت، متر

۲۶۰۔ نجائے: نہ جائے...... اُو بھی: وہ بھی...... ایکلی: اکیلی، تنہا...... رین گمائے: رات ضائع کردے۔

☆ 'یکلی' بجائے 'ایکلی': بارہ ماہہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۱۷

۲۶۱۔ منگسر: اگھن، ہندی کا آٹھواں مہینہ جو تقریباً پندرہ نومبر سے شروع ہو کر پندرہ دسمبر تک ہوتا ہے۔...... لگی پھٹن: پھٹنے والی...... بوائی پھٹنا: دُکھ کا جاگ اُٹھنا، زخم کا ہرا ہو جانا، بوائی کا لغوی مطلب ہے سردی کی وجہ سے ایڑی کا پھٹ جانا

یہ دُکھ اُوپر مرے دُکھ اور آیا ۲۶۲ کروں اب کیا فکر اپنا خُدایا

جنھوں کے پیو، جنھوں کے پاس ہینگے ۲۶۳ انھوں کے جیو عجب خوش باس ہینگے

نہ کچھ غم ہے انھیں زیں موسمِ سرد ۲۶۴ یہ ہم برہن ہوئی اِس غم سے رُخ زرد

کہ سب تھر تھر کرے ہے تن ہمارا ۲۶۵ کروں کیا کچھ نہیں چلتا ہے چارا؟

چو بلبل زار می نالم شب و روز ۲۶۶ بہ کہ گویم حقیقت حالِ دل سوز؟

نہیں قاصد جسے پیو گن بھجاؤں ۲۶۷ نہیں محرم جسے یہ دُکھ سناؤں

نہیں قسمت جو پیو مجھ پاس آوے ۲۶۸ نہ آتش ایں دلِ سوزاں بجھاوے

نہیں کچھ رحم ہے اُس سخت دل کو ۲۶۹ جو آ ٹھنڈا کرے مجھ لختِ دل کو

گئے پردیس پھر نہ باگ موڑی ۲۷۰ رسن الفت کی بالکل اُس نے توڑی

لگا کر عشق بے پرواہ ہویا ۲۷۱ سراسر دو جہاں سے مجھ کو کھویا

مجھے منجدھار میں مت چھوڑ پیارے ۲۷۲ شتابی آ گلے مجھ کو لگا رے

۲۶۲۔ ● یہ دُکھ اُوپر مرے دُکھ اور آیا: ایک دُکھ کے بعد مجھے دوسرا دُکھ ملا۔
☆ 'فِکر' کو 'فِکَر' باندھا گیا ہے۔

۲۶۳۔ جنھوں کے: جن کے...... ہینگے: ہیں، ہوں گے۔...... جیو: دل...... خوش باس: خوش باش، مطمئن
☆ 'خوش ناس' بجائے 'خوش باس': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۱۷

۲۶۴۔ زیں موسمِ سرد: اِس سرد موسم سے...... ہم: یہاں مراد ہے، میں

۲۶۵۔ تھر تھر کرے ہے: کانپ رہا ہے۔...... چارا چلنا: بس چلنا

۲۶۶۔ ● میں، بلبل کی طرح رات دن رو رہا ہوں۔ میں اپنے جلے ہوئے دل کی حقیقت کس سے کہوں؟

۲۶۷۔ قاصد: پیام بر، ایلچی...... گن بھجواؤں: پاس بھیجوں۔...... محرم: راز دار

۲۶۸۔ ● نہ آتش ایں دلِ سوزاں بجھاوے: نہ اِس جلتے ہوئے دل کی آگ بجھائے۔

۲۶۹۔ ☆ قافیہ درست نہیں ہے۔

۲۷۰۔ رسن: رسی

۲۷۱۔ سراسر: بالکل، یکساں، برابر
● شاعر نے لفظ 'پروا' کو ہر جگہ (شعر نمبر ۷۳، ۱۳۸، ۲۷۱، ۵۱۵ اور ۶۱۹) 'پرواہ' باندھا ہے۔ جدید اسلوب املا میں اِسے ہائے ہوز کے بغیر لکھا جاتا ہے، لیکن متن کی تہذیب میں منشائے شاعر اور آہنگِ شعری کی ضرورت کے مطابق اِسے ہر جگہ 'ہ' کے ساتھ ہی متن میں برقرار رکھا گیا ہے۔

۲۷۲۔ منجدھار: درمیانی دھارا، وسطِ دریا

مجھے پردیس میں کس پاس چھوڑے؟ [۲۷۳] پڑی ہوں عاجز و بیکس نگوڑے

بہت دُکھ ہے پیا اِس دیس مجھ کو [۲۷۴] یہی لازم ہے اے دلدار تجھ کو

مناسب جان کیا تم آپ آؤ [۲۷۵] و یا مجھ کو طرف اپنی بلاؤ

رہوں گی مست نسدن دیکھ تم کو [۲۷۶] بھلاؤں گی سبھی ایامِ غم کو

دوہرہ

ساجن ہم سے بچھڑ کر جب سے گئے بدیس [۲۷۷] مجھ برہن کے سامنے لکھا نہ ایک سندیس

لکھی خبر نہ آپنی، نہ بھیجا پیغام [۲۷۸] دل سمجھاوے کس طرح تیرا تجم غلام؟

....

مجھے اِس مانس کی سردی ستاوے [۲۷۹] پرانے سُکھ مجھے یاد اب دلاوے

کہ جن ایام میں تم پاس تھی میں [۲۸۰] تمھاری میں مصاحب خاص تھی میں

نہ غم تھا دین اوَر دنیا کا مجھ کو [۲۸۱] رہوں تھی خوش ہمیشہ دیکھ تجھ کو

۲۷۳۔ (اے محبوب) تو نے مجھے پردیس میں کس کے سہارے چھوڑا ہے؟ میں عاجز و بے کس اکیلی اور بے کار پڑی ہوں۔

۲۷۴۔ لازم ہے: ضروری ہے۔

۲۷۵۔ مناسب جان کیا: مناسب جان کر

۲۷۶۔ رہوں گی: ہوں گی۔ ...... نسدن: رات دن

☆ قافیہ درست نہیں ہے۔

۲۷۷۔ ساجن: سجن، دوست ...... بدیس: پردیس ...... مجھ برہن کے سامنے: مجھ برہنی کے لیے ...... سندیس: پیغام، خط

۲۷۸۔ آپنی: اپنی ...... سمجھاوے: سمجھائے ...... دل سمجھاوے کس طرح: دل کو کس طرح سمجھائے؟

☆ بارہ ماهيه نجم نسخۂ اجمیر (ص ۱۸) میں پہلا مصرع یوں ہے:

لکھی خبر نا آپ نے بھیجا پیغام [؟]

۲۷۹۔ ستاوے: ستائے ...... دلاوے: دلائے

۲۸۰۔ مصاحب: ندیم

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۲۸۱۔ رہوں تھی: رہتی تھی، رہ رہی تھی۔

نجانوں کیا مرے میں چُوک آئی؟ ۲۸۲ جو تم سے ہو گئی میری جُدائی
نہ لی اب تک خبر اے دوست میری ۲۸۳ مجھے اِس سخت غم میں لا کے گھیری
سجن آؤ شتابی گھر میں میرے ۲۸۴ کروں یہ جاں فدا سو بار تیرے
جُدی جب سے تمھارے سے میں ہوئی ۲۸۵ نہیں یک رین بھی سُکھ سے میں سوئی
جمارا سب یونہی رو رو گمایا ۲۸۶ نہ سپنے میں بھی تم نے مُکھ دکھایا
نہ بگڑے کچھ تمھارا، اے دلآرام! ۲۸۷ جو یک شب آ کرو مجھ گھر میں بسرام
دلاؤ غم ستیں مجھ کوں خلاصی ۲۸۸ تمھارے وصل کی نسدن ہوں پیاسی
نہ آخر نام لیوا ہوں تمھاری ۲۸۹ غریب و عاجز و بیکس بچاری
رکھو گے کب تلک مجھ سے جدائی؟ ۲۹۰ دلاؤ اب تو اِس دُکھ سے رہائی
ترے غم میں گئی سب عمر میری ۲۹۱ مگر یہ جی مرا نکلے نہ بیری
پڑی تڑپوں ہوں میں بھوکی درس کی ۲۹۲ نہیں خواہش رہی مجھ دل میں جَس کی

۲۸۲۔ مرے: مجھ۔۔۔۔۔چُوک آئی: غلطی سرزد ہوئی۔
۲۸۳۔ مجھے لا کے گھیری: مجھے لا کر گھیر لیا۔
☆ 'ملی' بجائے 'نہ لی': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۱۹
۲۸۴۔ فدا: قربان، نثار
۲۸۵۔ جُدی: جُدا
۲۸۶۔ جمارا: ہمیشہ، سارا وقت، زمانہ۔۔۔۔۔گمایا: ضائع کیا۔۔۔۔۔سپنے: خواب
۲۸۷۔ نہ بگڑے کچھ تمھارا: تمھارا کچھ نہیں بگڑے گا، تمھیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔
۲۸۸۔ ستیں: سے۔۔۔۔۔کوں: کو۔۔۔۔۔خلاصی: رہائی، آزادی
☆ 'کو' بجائے 'کوں': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۱۹
☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔
۲۸۹۔ نام لیوا: نام لینے والا / والی۔۔۔۔۔بچاری: بیچاری
۲۹۰۔ ● رکھو گے کب تک مجھ سے جُدائی: مجھ سے کب تک جُدا رہو گے؟
۲۹۱۔ ● مگر یہ جی مرا نکلے نہ بیری: مگر یہ میرا دشمن دم (سانس) نہیں نکلتا۔
۲۹۲۔ تڑپوں ہوں: تڑپ رہی ہوں۔۔۔۔۔بھوکی: طالب، خواہش مند، خواہاں۔۔۔۔۔درس: دیدار، درشن، ملاقات، زیارت۔۔۔۔۔جَس: گن، وصف، خوبی، شہرت، آبرو، طاقت، ساکھ، یقین، اعتبار، قسمت، تقدیر، پنجابی زبان کی ایک صنفِ سخن، جس میں کسی کی بہادری اور خوبی کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بدیدارِ تو جاں آید بجسمم ۲۹۳ ز نظّارہ شود سیراب چشمم

تجھے ڈھونڈا میں ہر یک دیس اندر ۲۹۴ بہ مسجد، میکدہ، بت خانہ، مندر

لباسِ جوگیاں در بر کشیدم ۲۹۵ بسی رنج و بلا بہرت چشیدم

ترا لبلگ نہیں کچھ انت پایا ۲۹۶ تیں ایسا آپ کو کس جا چھپایا؟

یہ منگسر بھی چلا، آئے نہ جانی ۲۹۷ عبث ہے اُن بِنا یہ زندگانی

ماہِ پوہ دوہرہ

پوس مہینے سرد میں پیا نہ کیوں گھر آن؟ ۲۹۸ کہو: رہے یا نکس جا تن بھیتر سے جان

کھڑی اڈیکوں سیڑھیاں چڑ چڑ سانج سویر ۲۹۹ جلدی آؤ بالما تجھا کرے اوسیر

....

سجن یہ پوہ رُت ات سرد ہینگی ۳۰۰ ترے دھن غم ستی رُخ زرد ہینگی

سبھی سنسار میں سردی پڑی ہے ۳۰۱☆ یہ آتش ہجر سے برہن جری ہے

گذارم روز را در اشک باری ۳۰۲ ہمہ شب را بہ انجم ہا شماری

۲۹۳۔● تیرے دیدار سے میرے جسم میں جان آ جائے گی اور نظارے سے میری آنکھیں سیراب ہوں گی۔

۲۹۴۔ ہر یک دیس اندر: ہر ایک دیس میں، ہر ایک ملک میں، ہر جگہ...... بہ: میں

۲۹۵۔● میں نے جوگیوں کا لباس پہن لیا۔ میں نے تیرے لیے بے پناہ دُکھ برداشت کیے۔

۲۹۶۔ لبلگ: اب تک...... انت: انتہا، حد، کنارہ...... تیں: تو نے...... کس جا: کس جگہ

۲۹۷۔ چلا: رخصت ہوا...... عبث: بے فائدہ، بے ہودہ، لا حاصل، فضول، بے کار، بلا وجہ

۲۹۸۔ پوس: پوہ...... سرد میں: سردی میں، ٹھنڈ میں...... آن: آئے...... نکس (نکسنا): نکلے، باہر آئے۔...... جا: جائے...... بھیتر: میں، درمیان، اندر، بیچ

۲۹۹۔ اُڈیکوں: انتظار کروں، منتظر رہوں۔...... چڑ چڑ: چڑھ چڑھ...... سانج (سانجھ): شام، مغرب کا وقت...... سویر: صبح سویرے...... بالما: اے محبوب...... اوسیر: یاد

۳۰۰۔ پوہ: پوس...... ات: بہت، زیادہ...... ہینگی: ہے، ہوگی...... دھن: آگ

۳۰۱۔ سنسار: دنیا، زمانہ، عالم...... جری ہے: جل رہی ہے، جل گئی ہے۔

☆ دوسرے مصرع میں 'آتشِ ہجر' کو بلا اضافت برتا گیا ہے۔

☆ اس شعر میں رائے مہملہ اور رائے ہندی کو باہم قافیہ کیا گیا ہے۔

۳۰۲۔● میں نے دن روتے ہوئے اور رات تارے گنتے ہوئے گزار دی۔

قیامت قامتا! ، بیکس نوازا! ۳۰۳ کرم کن سوی من یکبار باز آ

ترے آنے سے میری زندگی ہے ۳۰۴ ترے بن زندگی شرمندگی ہے

نہ سمجھاوے کوئی اُس دلربا کو ۳۰۵ کہ آ پوچھے مریض لا دوا کو

شفا مجھ مرض کی رُخِ یار کا ہے ۳۰۶ علاجِ مرض مجھ بیمار کا ہے

کہ جس جا پر قدم محبوب ہووے ۳۰۷ نہ کیوں ہر مرض سے وہ خوب ہووے؟

تری فرقت کے غم نے مجھ کو ماری ۳۰۸ ستارے گن رہی راتوں بچاری

شبِ ہجراں، وہ دن محشر برابر ۳۰۹ عذابِ ہجر ہے دوزخ سراسر

قیامت می شود آنگہ کہ یاری ۳۱۰ شود از یارِ خود یکدم جداری

بیانِ خواب گوید

سکھی! یک خواب مجھ کو آج آیا ۳۱۱ گویا دونوں جہاں کا راج آیا

کہ جانی پیو مرے، مجھ پاس آئے ۳۱۲ مرے کارن عجب کچھ بھیس لائے

۳۰۳۔● اے قیامت قامت اور اے بیکس نواز! مہربانی فرما اور ایک بار پھر میری طرف لوٹ آ۔

۳۰۴۔● ترے بن زندگی شرمندگی ہے: تیرے بغیر زندگی باعثِ ندامت ہے۔

۳۰۵۔مریض لا دوا: لاعلاج مریض، وہ مریض جس کے مرض کی کوئی دوا نہ ہو۔

۳۰۶۔☆ پہلے اور دوسرے مصرع میں 'مَرَض' کو 'مَرْض' باندھا گیا ہے۔

۳۰۷۔☆ 'مَرَض' کو 'مَرْض' باندھا گیا ہے۔

۳۰۸۔راتوں: رات کی جمع ...... بچاری: بیچاری

● شعر کا مفہوم یہ ہے: تیری جُدائی کے دُکھ میں اِس طرح مبتلا ہوں کہ ساری رات تارے گنتے گزر جاتی ہے۔

۳۰۹۔شبِ ہجراں: جُدائی کی رات ...... محشر: حشر کا دن، قیامت کا دن ...... عذابِ ہجر: جدائی کا عذاب

۳۱۰۔● جب یار، اپنے یار سے جُدا ہو، تو اُس وقت قیامت برپا ہو جاتی ہے۔

۳۱۱۔خواب آیا: خواب دیکھا۔ ...... راج آیا: بادشاہت ملی، بادشاہ آیا۔

☆ دوسرے مصرع میں 'گویا'، 'گیا' بروزنِ فَعَل پڑھا جا رہا ہے۔

۳۱۲۔مجھ پاس آئے: مرے پاس آئے۔ ...... کارن: لیے، واسطے ...... بھیس: کپڑے

ہر اک نوع کے عجب زیور طلائی [۳۱۳] کہ جن میں لعل اور چونی جڑائی

سرخ سالو عجب بُرہان پور کے [۳۱۴] لڑی موتی و گچھی اصل دُر کے

سکھی! میں سیج پھولوں کی بچھائی [۳۱۵] دووَ کر جوڑ پی کے پاس آئی

لگے پیو پوچھنے احوال میرا [۳۱۶] کہ: کیا ہے اے نجم یہ حال تیرا؟

عجب لاغر ہوا ہے تن یہ تیرا [۳۱۷] بتا! کس غم نے آ کر تجھ کو گھیرا؟

بگفتم: از فراقِ تو چنینم [۳۱۸] کنم قرباں برت ایمان و دینم

ترے غم نے کیا یہ حال میرا [۳۱۹] بھیا دو جگ مرے اُوپر اندھیرا

بدیساں جا کے واں تم چت لگایا [۳۲۰] مجھے بالکل دل اپنے سے لکایا

۳۱۳۔ طلائی: سونے کی، زریں، سنہرا...... لعل: یاقوت...... چونی: سونے کا سکہ، اشرفی

☆ 'نوع' کا 'عین' پابندِ آہنگ نہیں ہے۔

۳۱۴۔ سالو: گہرے سرخ رنگ کا ایک مہین کپڑا...... برہان پور: جنوبی ہند کا ایک شہر، جو حضور نظام الدین اولیا (م ۷۲۵ھ) کے مرید اور خلیفہ برہان الدین غریب (م ۷۳۷ھ) کے نام سے موسوم ہے۔ گچھی: لڑی...... دُر: قیمتی موتی

● شالو بجائے 'سالو': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ بمبئی (ص ۲۰) اور نسخۂ اجمیر (ص ۲۰)

☆ 'سُرخ' کو 'سُرَخ' باندھا گیا ہے۔

۳۱۵۔ سیج بچھائی: پلنگ بچھایا...... دووَ: دونوں...... کر: ہاتھ...... پی: پیا، محبوب

☆ 'دوڑ' بجائے 'دووَ': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۲۰

۳۱۶۔ ● محبوب پوچھنے لگے کہ: اے نجم! تیرا کیا حال ہے؟

۳۱۷۔ لاغر: کمزور

● بتا! کس غم نے آ کر تجھ کو گھیرا: بتا! تجھے کس غم نے آن کر گھیر لیا؟

۳۱۸۔ ● میں نے کہا: تیرے فراق میں، میں اِس طرح (ہو گیا) ہوں۔ میں تجھ پر اپنا دین وایمان قربان کرتا ہوں۔

۳۱۹۔ بھیا: ہوا...... دو جگ: دو جہان

● بھیا دو جگ مرے اُوپر اندھیرا: میرے دو جہان تاریک ہو گئے۔

۳۲۰۔ بدیساں: بدیس کی جمع، پردیس...... چت لگایا: دھیان لگایا، دل لگایا...... لکایا (لکانا): چھپایا

نہ بھیجا خط، نہ کو قاصد، سندیسہ [۳۲۱] نہ میرے حال کا کچھ تھا اندیشہ
کہ اُس برہن کوں میں گھر چھوڑ آیا [۳۲۲] حوالے کس کے میں گھر چھوڑ آیا؟
عجب تم سنگدل ہو، اے دلآرام! [۳۲۳] نہیں کچھ رحم ہے تجھ دل میں یک دام
لگے ہنسنے کہ: اے برہن! ہماری [۳۲۴] نہیں دل سے تجھے ہم نے بساری
اگرچہ ظاہراً پردیس تھا میں [۳۲۵] ولے باطن میں تیرے دیس تھا میں
دوانی تجھ ستی میں دور تھا کب؟ [۳۲۶] کہ من حبل الورید نحن اقرب
اگرچہ سات دریا پار تھے ہم [۳۲۷] دل و جاں سے تمھارے یار تھے ہم
جو توں ہر دم رکھے تھی دھیان میرا [۳۲۸] طرف تیرے ہی تھا بس گیان میرا
اری ہر دم ہم اُس کے پاس ہینگے [۳۲۹] کہ جس کو یاد ہم ہر سانس ہینگے
مگر تو گھر کو اپنے صاف کر لے [۳۳۰] نصیحت یہ مری دل بیچ دھر لے
کہ ہم اُس گھر اندر آ کر بسیں ہیں [۳۳۱] کہ جو گھر آپنا صافی رکھیں ہیں

۳۲۱۔ کو: کوئی...... اندیشہ: یہاں فکر کے معنوں میں آیا ہے۔
☆ صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔
۳۲۲۔ ☆ اس شعر میں قافیہ نہیں ہے۔
۳۲۳۔ یک دام: یک دم
۳۲۴۔ ● نہیں دل سے تجھے ہم نے بساری: تجھے ہم نے دل سے نہیں بھلایا۔
۳۲۵۔ ظاہراً: ظاہری طور پر...... باطن میں: حقیقتاً، حقیقت میں
☆ اس شعر میں قافیہ درست نہیں ہے۔
۳۲۶۔ ● ونحن اقرب الیہ من حبل الورید ○ ق ۵۰:۱۶
☆ شاعر نے ضرورتِ شعری کے تحت آیۂ کریمہ میں لفظی تعقید کر کے اسے نظم کیا ہے۔
۳۲۷۔ ● اگرچہ ہم سات سمندر پار تھے، لیکن اس دوری کے باوجود تمھارے دوست تھے۔
۳۲۸۔ ہر دم: ہر وقت، ہر لمحے، ہر گھڑی...... رکھے تھی دھیان میرا: میرا خیال رکھتی تھی۔
۳۲۹۔ ● شعر کا مفہوم یہ ہے: ہم ہر وقت اُس کے پاس ہیں، جو ہمیں یاد رکھتا ہے اور ایک لمحے کے لیے بھی نہیں بھولتا۔
۳۳۰۔ دل بیچ دھر لے: دل میں رکھ لے، دل سے مان لے۔
۳۳۱۔ بسیں ہیں: بستے ہیں، رہتے ہیں۔...... صافی: صاف ستھرا

دوہرہ

جا گھر میں دیوے چین، وا گھر بسے رحیم ۳۳۲ ہے اذا جاء رہ پیچھے قلب سلیم [؟]
جا گھر آنگن بھر رہا کوڑا؛ گرد؛ غبار ۳۳۳ تجما کافر دیو کا وا گھر ہوا اُتار

....

خس و خاشاک سے کر صاف گھر کو ۳۳۴ یہ دل سے مان لے میرے امر کو
رہوں گا جب میں تیرے گھر میں آ کر ۳۳۵ جو رہ گی مجھ سوا سب کو جلا کر
کہ جتنی دل میں تیرے ہے محبت ۳۳۶ موافق اِس کے ہے مجھ دل میں الفت
سبھی وعدے ہمارے جان لے سانچ ۳۳۷ ہماری یاد رکھ ہردے اندر بانچ
اری وقتوں پہ ہے موقوف سب بات ۳۳۸ کہ کل امرِ مرہونِ باوقات
جو کوئی رات دن مجھ یاد میں ہے ۳۳۹ ہمارا دل بھی اُس سے شاد میں ہے

۳۳۲۔ جا: جو، جس...... دیوے: دے...... وا: وہ، اُس...... بسے: رہے...... اذا جاء: جب، وہ آیا۔
☆ دوسرا مصرع آہنگ میں نہیں ہے۔
۳۳۳۔ آنگن: صحن، انگنائی
۳۳۴۔ خس وخاشاک: کوڑا کرکٹ، رطب ویابس، بُرا بھلا
☆ 'اَمر' کو 'اَمَر' باندھا گیا ہے۔
۳۳۵۔ رہ گی: رہے گی۔
۳۳۶۔ موافق: مطابق، یکساں
۳۳۷۔ جان لے: مان لے، سمجھ لے۔...... سانچ: سچ...... ہردے: دل...... بانچ: باقی
● ہماری یاد رکھ ہردے اندر بانچ: ہماری یاد اپنے دل میں باقی (تازہ) رکھ۔
☆ دوسرے مصرع میں 'ہروی' بجائے 'ہردے': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص۲
۳۳۸۔ وقتوں: وقت کی جمع...... موقوف: ٹھہرایا گیا، کھڑا کیا گیا، تھاما گیا۔
● کل امر مرھون باوقات: یہ جملہ صوفیانہ قول ہے، یعنی ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔
۳۳۹۔ ● جو کوئی رات دن مجھ یاد میں ہے: جو کوئی رات دن مجھ کو یاد کرتا ہے یا کر رہا ہے۔
● ہمارا دل بھی اُس سے شاد میں ہے: ہمارا دل بھی اُس سے خوش ہے۔
☆ دوسرے مصرع میں 'بے' بجائے 'بھی': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص۲۲

جہاں میں گر ہجر معدوم ہوتی [۳۴۰] قدر کب وصل کی معلوم ہوتی؟

دلاسے کو ترے آیا تھا میں اب [۳۴۱] کہ سمجھاؤں تجھے ملنے کے ڈھب

میں جاتا ہوں بس اب اپنے ٹھکانے [۳۴۲] تجھے آیا تھا رستہ بتانے

اگر چاہتی ہے تو جو وصل میرا [۳۴۳] ہمارا پوچھ لے سالک سے ڈیرا

بتا دے گا تجھے وہ خوب حیلہ [۳۴۴] کہ ہیگا وابتغوا الیہ الوسیلہ

اچانک کھل گئی یہ آنکھ میری [۳۴۵] دوچنداں دُکھ نے آکر مجھ کو گھیری

نہ وہ پیتم، نہ وہ زیور، نہ آرام [۳۴۶] کہاں وہ سیج پھولاں کی، وہ بسرام؟

لگی رونے کہ: اے بدبخت نگونسار [۳۴۷] چہ کردی بامنِ خستہ و زار؟

اری کیا خوب جو نہ جاگتی میں [۳۴۸] کہ گل پیتم سے اپنے لاگتی میں

کسی نے سو کے پیو اپنا گمایا [۳۴۹] اری ہم جاگ کر یہ دُکھ کمایا

۳۴۰۔معدوم: نیست ونابود کیا گیا، مٹایا گیا، موہوم، کالعدم

☆ 'ہجر' کو 'ہجَر' اور 'قدر' کو 'قدَر' باندھا گیا ہے۔

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

● شعر کا مفہوم یوں ہے: اگر دنیا میں ہجر وفراق کا دُکھ نہ ہوتا، تو وصل کی قدر و قیمت کا اندازہ ممکن نہیں تھا۔

۳۴۱۔ڈھب: طور، طریقہ، انداز

۳۴۲۔ٹھکانے: جگہ، مقام، قیام گاہ

۳۴۳۔سالک: راہِ سلوک کا مسافر، معرفت کے راستے کا راہی

☆ پہلے مصرع میں 'چاہتی' کو 'چاتی' بروزن فعْلُن پڑھا جا رہا ہے۔

۳۴۴۔● یٰاَیھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون

○ المائدہ ۵:۳۵

۳۴۵۔دوچنداں: دوچند کی جمع، دُگنا، دُہرا...... مجھ کو گھیری: مجھ کو گھیر لیا۔

۳۴۶۔پھولاں: پھول کی جمع...... بسرام: ٹھکانہ

۳۴۷۔نگوں سار: سرافگندہ، اوندھا، لٹکا ہوا، بدنصیب، بدطالع

● چہ کردی بامنِ خستہ و زار: تو نے مجھ خستہ وزار کے ساتھ کیا کیا؟

☆ 'خستہ وزار' کے بجائے 'الخستہ وزار' ہے۔ بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۴۲

۳۴۸۔لاگتی: لگتی

۳۴۹۔گمایا: گم کیا، گم کر دیا۔...... کمایا: خریدا، حاصل کیا۔

یہ کیا تجھ اے فلک بیداد، بھایا؟ [۳۵۰] پرانے زخم پر توں لون لایا
بہت مدت سے پی سپنے میں آیا [۳۵۱] یہ سکھ میرا تجھے نہ دل کو بھایا
نخوابی بود، بل فضلِ خُدا بود [۳۵۲] کہ از خسپیدنش وصلِ پیا بود
جعلنا نومکم جوحق کہا ہے [۳۵۳] سُباتاً اِس ہی سے مقصد لیا ہے

دوہرہ

تجما وہ سپنا نہیں، وہ ہے فضلِ خُدا [۳۵۴] جو پردیسی پیو کو پل میں دے ملا
سپنا میں بلھار جو تجھ میں بالم ملیں [۳۵۵] تن من ڈاروں وار سپنا تجھ پر اپنا [؟]

....

تو اے سپنا! مجھے محبوب تر ہے [۳۵۶] ز بیداری دوچنداں خوب تر ہے
کوئی جس غم اندر جو سووتا ہے [۳۵۷] وہی خواب اُس کو حاصل ہووتا ہے
تجم یہ پوہ بھی دُکھ دے چلا رے [۳۵۸] نہیں وہ دلربا اب تک ملا رے

۳۵۰۔ بیداد: ظالم...... بھایا: پسند آیا۔......لون لایا: نمک چھڑکا۔
● یہ کیا تجھ اے فلک بیداد بھایا: اے ظالم آسمان! یہ تجھے کیا پسند آیا؟
۳۵۱۔ بہت مدت سے: بہت عرصے بعد، بہت مدت کے بعد...... تجھے نہ دل کو بھایا: تیرے دل کو نہ بھایا۔
۳۵۲۔ ● وہ خواب نہیں تھا، بلکہ خُدا کا فضل تھا کہ اِس میں محبوب کا وصال میسر تھا۔
۳۵۳۔ جوحق کہا ہے: جوحق (خُدا) نے کہا ہے۔
● وجعلنا نومکم سُباتا ○ النبا ۷۸:۹
۳۵۴۔ سپنا: خواب...... پل میں: ایک لمحے میں، گھڑی بھر میں
۳۵۵۔ بلھار: قربان، صدقے...... بالم: محبوب...... ڈاروں وار: وار ڈالوں، نچھاور کردوں، قربان کروں۔
☆ اس دوہے میں قافیہ نہیں ہے۔
☆ مصرعِ ثانی آہنگ میں نہیں۔
۳۵۶۔ ز بیداری: بیداری سے، جاگنے سے...... دوچنداں: دوگنا...... خوب تر: بہت بہتر، بہت خوب
۳۵۷۔ سووتا: سوتا...... ہووتا: ہوتا
۳۵۸۔ پوہ: پوس
☆ 'لوہ' بجائے 'پوہ': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۲۳

[ماہِ ماگھ دوہرہ]

ماہ مانس یا لائے ری تھر تھر کانپے دیہہ ۳۵۹ نہ جانوں کس بدگھڑی لگا ہمارا نیہہ
روتے دردفراق سے سات مانس گئے بیت ۳۶۰ نہ جانوں دن کون سے ، ملے بدیسی میت

....

سکھی! یہ ماہ مہینہ آ گیا ہے ۳۶۱ اری پردیس پیو کو بھا گیا ہے
کہو: اب کیا کروں، کس پاس جاؤں؟ ۳۶۲ کسے یہ دردِ دل اپنا سناؤں؟
سبھی سُکھ آپنے کی آشنا ہیں ۳۶۳ سبھی مقصد؛ مطالب اپنے چاہیں
نہ دِکھتا ہے کوئی غم خوار ہم کو ۳۶۴ سُنے جو اِس مری گفتارِ غم کو
میں اپنے دُکھ کوں لے جس پاس جاؤں ۳۶۵ حقیقت دردِ دل اُس کو سناؤں
بہانہ وہ مجھے ایسا بتاوے ۳۶۶ کہ اُس کرنے سے پیتم گھر میں آوے
اری میں سب بہانے کر چکی ہوں ۳۶۷ سبھی نفلاں وظیفے پڑھ چکی ہوں

۳۵۹۔ماہ: ماگھ...... دیہہ: جسم...... بدگھڑی: بُرا لمحہ، بُرا وقت...... نیہہ لگا: محبت ہوئی۔
☆بارہ ماهیه نجم نسخۂ اجمیر میں 'بدگھڑی' کے بجائے 'بدکہڑی' ہے: ص۲۳
۳۶۰۔روتے: روتے ہوئے...... دردِفراق: جُدائی کا دُکھ...... بیت گئے: گزر گئے۔...... دن کون سے: کون سے دن...... میت: محبوب، دوست، متر
☆بارہ ماهیه نجم نسخۂ اجمیر میں 'درد' کی جگہ 'در' ہے: ص۲۳
☆ پہلے مصرع میں 'دردِفراق' کی ترکیب کو بلا اضافت برتا گیا ہے۔
۳۶۱۔بھا گیا ہے: اچھا لگ گیا ہے، پسند آ گیا ہے۔
۳۶۲۔● (اے سہیلی!) بتاؤ، میں اب کس کے پاس جا کر اپنا دردِ دل اُس کے گوش گزار کروں؟
۳۶۳۔آشنا: واقف، ہم راز، محرم
۳۶۴۔دِکھتا ہے: دکھائی دیتا ہے، نظر آتا ہے۔
۳۶۵۔جس پاس جاؤں: جس کے پاس جاؤں۔
۳۶۶۔بہانہ: تدبیر، علاج...... بتاوے: بتادے، بتائے...... اُس کرنے سے: اُس کو کرنے سے
۳۶۷۔بہانے: بہانہ کی جمع، تدابیر، کوششیں...... نفلاں: نوافل، نفل کی جمع...... وظیفے: اوراد، وظائف
☆اس شعر میں قافیہ درست نہیں ہے۔
☆'نقلاں' بجائے 'نفلاں': بارہ ماهیه نجم نسخۂ اجمیر: ص۲۳

شہید اَوْر منا کر پیر سارے[؟] ۳۶۸ نذر منت سبھی ہم کر کے ہارے
مگر کوئی نہ میرے کام آیا ۳۶۹ نجانوں کیا نصیبوں میں لکھایا؟
کسی کو دوس کیا ہے؟ اے دوانے! ۳۷۰ وہی ہو گا لکھا ہے جو خُدا نے
صبر کر، بیٹھ جا سب توڑ وسواس ۳۷۱ کہ ہیگا صابرینوں کے خُدا پاس
وہی لے گا خبر تیری، پیارا ۳۷۲ ہوا جس واسطے دو جگ سے نیارا
نہیں کوئی پیا سیتیں ملاوے ۳۷۳ مجھے وہ روبرو لا کر دکھاوے
کہاں لگ میں کروں اب انتظاری؟ ۳۷۴ اری میں دیکھ کر سب راہ، ہاری
کبھی چڑھ کر چوبارے پر اُڈیکوں[ں] ۳۷۵ کہ آتا دیکھ لوں میں اپنے پیو کوں[ں]
پڑی نظر اُن کوئی جو رہ میں آتا[؟] ۳۷۶ یہی خطرہ مرے دل بیچ جاتا

۳۶۸۔ منا کر: راضی کر کے ...... پیر: مرشد، رہنما، ولی ...... ہارے: ہار گئے، تھک گئے۔
☆ مصرعِ اوّل آہنگ میں نہیں ہے۔
☆ 'نَذَر' کو 'نَذْر' باندھا گیا ہے۔
☆ 'نظر' بجائے 'نذر': بارہ ماہیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۲۳
۳۶۹۔ نصیبوں: نصیب کی جمع، مقدر قسمت ...... لکھایا: لکھوایا
۳۷۰۔ دوس: الزام، دوش، خطا، قصور، جرم، نقص
۳۷۱۔ وسواس: وسوسہ کی جمع، وہم، شک، خوف، اندیشہ، بھروسہ، خیال ...... صابرینوں: صابرین کی جمع، صبر کرنے والے
☆ 'صَبر' کو 'صَبَر' باندھا گیا ہے۔
☆ دوسرا مصرع اِس قرآنی آیت سے مستفاد ہے: ان اللہ مع الصابرین ۝ البقرہ ۲: ۱۵۳/ الانفعال ۸: ۶۶
۳۷۲۔ نیارا: علیحدہ، جُدا، الگ
● شعر کا مفہوم یوں ہے: وہ محبوب ہی تمھاری خبر لے گا، جس کے واسطے تم دو جہان سے الگ ہو گئی ہو۔
۳۷۳۔ سیتیں: سے، ساتھ ...... ملاوے: ملائے ...... روبرو: سامنے ...... دکھاوے: دکھائے
۳۷۴۔ لگ: تک ...... انتظاری: انتظار ...... ہاری: ہار گئی، تھک گئی۔
۳۷۵۔ ☆ قافیے کے آخر میں صوتی اور معنوی آہنگ اور خوب صورتی کے سبب نونِ غنہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔
۳۷۶۔ ☆ مصرعِ اوّل خارج از آہنگ ہے۔

کبھی وہ پیو مرا نہ آوتا ہے [۳۷۷] کہ جو دل کو ہمارے بھاوتا ہے

پڑے پی پی کرن سے مُکھ ہمارے [۳۷۸] بہت چھالے کہوں کیا بے شمارے؟

پیا واں جا کے کیا تم دل لگایا؟ [۳۷۹] فکر میرا تجھے نہ دل میں بھایا

پڑے آنکھوں اندر چھائیں ہمارے [۳۸۰] ہٹیلا! اب تو اپنے گھر میں آ رے

پڑے آواز جو گھوڑے کی کاناں [۳۸۱] یہی دل میں مرے آوے ہے بھاناں:

کہ شاید آ گئے ہوں پیو ہمارے [۳۸۲] کہ جس دیکھے سے سب دُکھ دور جارے

دوہرہ

ہنیس سُنوں جب اسپ کی دل میں کروں بچار [۳۸۳] دروازے آ اُترے نیلی کا اسوار

نجما بچھوا پیو کا کب ڈنک سہے غریب؟ [۳۸۴] بچھڑے ساجن جب ملیں جے ہوں تیرے نصیب

....

۳۷۷۔ آوتا ہے: آتا ہے۔...... بھاوتا ہے: اچھا لگتا ہے، پسند آتا ہے۔

۳۷۸۔ کرن: کرنا

● بہت پی پی کرنے سے ہمارے منہ میں بے شمار چھالے پڑ گئے۔

۳۷۹۔ واں: وہاں کی تخفیف...... تجھے: ترے...... فکر: خیال

☆ فکر میرا تجھے نہ دل کو بھایا: میرا خیال تیرے دل کو اچھا نہیں لگا۔

☆ 'فِکر' کو 'فِکَر' باندھا گیا ہے۔

۳۸۰۔ چھائیں: عکس، سایہ

۳۸۱۔ کاناں: کان کی جمع...... آوے ہے: آئے ہے...... بھاناں: خیال

۳۸۲۔ کہ جس دیکھے سے: کہ جس کو دیکھنے سے

۳۸۳۔ ہنیس: گھوڑے کی آواز...... اسپ: گھوڑا...... بچار (وچار): غور وفکر، خیال، سوچ، تدبیر...... نیلی: گھوڑی کی ایک قسم، پنجاب کی بارہ باروں میں سے ایک بار کا نام...... اسوار: سوار

☆ 'اُتر' بجائے 'اُترے': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ بمبئی: ص ۲۴

۳۸۴۔ بچھوا: فراق، ہجر...... جے ہوں: اگر ہوں۔

☆ 'نجم بچھو' بجائے 'نجما بچھوا': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ بمبئی (ص ۲۴) و نسخۂ اجمیر (ص ۲۴)

سکن کر کے سبھی میں تھک رہی ہوں ۳۸۵ پیا کا نام لے لے جھک رہی ہوں

بھئی بے چین یہ انکھیاں ہماری ۳۸۶ بہت میں باٹ پیو کی دیکھ ہاری

پھڑکتی ہے یہ جاں پیو کے ملن کو ۳۸۷ صبر ہرگز نہیں میرے نین کو

مرے آنگن میں جب آ کاگ بولے ۳۸۸ نہایت ذوق سے وہ جیبھ کھولے

یہی دل میں مرے آوے تسلی ۳۸۹ کہ ہے اے نجم دیں کچھ بات پھلی

پیا آنے کی رُت نزدیک آئی ۳۹۰ سَبد جو کاگ نے ایسی سنائی

کوئی اوٹھی جو آتا دیکھ لوں میں ۳۹۱ بہت خوشیاں میں دل اندر کروں میں

کہ مت آتا ہو وہ دلبر ہمارا ۳۹۲ کہ ہارا جس لیے سارا جومارا

دوہرہ

برہن اوبھی کر رہی ہیں بھوج بھنور کا چاؤ ۳۹۳ بیکانیری کرہلا گھومترا گھر آؤ

اوہی نیروں ایلچی اوہی ناگر بیل ۳۹۴ کلابتو کی بانٹ کر گلے میں کنٹھوں کیل

۳۸۵۔ سکن (شگن): اچھا شگون ...... نام لے لے: نام لے کر ...... جھک: ڈر، غصہ، لہر، جنوں، ہذیان

۳۸۶۔ انکھیاں: آنکھیں ...... باٹ: راہ، راستہ

۳۸۷۔ ☆ 'صَبر' کو 'صَبَر' باندھا گیا ہے۔

☆ 'نَین' کا ایک تلفظ 'نَیَن' بھی ہے، آنکھ، پلک اور مژہ کے معنوں میں۔

☆ 'ہے' بجائے 'بھئی': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۲۵

۳۸۸۔ کاگ: کوا، زاغ ...... ذوق: شوق، محبت ...... جیبھ کھولے: بات کرے، کلام کرے۔

۳۸۹۔ بات پھلی: بات پوری ہوئی۔

۳۹۰۔ سَبَد: آواز، لفظ، بات، گیت

۳۹۱۔ اوٹھی: ساربان، سوار، اونٹ چلانے والا ...... خوشیاں کروں: خوشی مناؤں۔

۳۹۲۔ مت: شاید، مبادا، ایسا نہ ہو کہ ...... ہارا: ہار دیا۔ ...... جومارا: زمانہ

۳۹۳۔ اوبھی: وہ بھی ...... بھوج بھنور: بھوجن ...... چاؤ: اہتمام، چاہت کا اظہار ...... بیکانیری: بیکانیر (راجستھان، انڈیا) کے علاقے کا رہنے والا ...... کرہلا: اونٹ ...... گھومترا: گھومتے ہوئے، گھومتے پھرتے

۳۹۴۔ اوہی: وہی، وہ ہی ...... نیروں: آنسو ...... ایلچی: قاصد، پیامبر ...... ناگر بیل: پانی کی بیل ...... کلابتو: طلائی، سونے کا ...... بانٹ کر: بٹ کر ...... کنٹھوں (کنٹھ): گلا ...... کیل (کیلنا): ڈالنا

چلا آ گھومتا کرہا سجن کا ۳۹۵ تجم مشتاق ہے پیو کے ملن کا
نجانوں کب خُدا وہ وقت لاوے؟ ۳۹۶ کہ ساجن گھر پہ آ کرہا جھکاوے
تمامی خواہشیں دل سے مٹائی ۳۹۷ پھروں ہوں وصل کے اُس کی تسائی
پیا! ہے آرزو تیرے ملن کی ۳۹۸ کرو آ کر دوا جی کے جلن کی
اناحق مفت میں یہ جان جاوے ۳۹۹ تمھارے کو نہیں کچھ ہاتھ آوے
جو ہووے کچھ نفع میرے مرن میں ۴۰۰ کروں سو جاں فدا تجھ پر سجن میں
خُدا کے واسطے اب آ شتابی ۴۰۱ وگرنہ برھنی زندہ نیابی
نہ یک ساعت ہے تجھ بن چین مجھ کو ۴۰۲ ترا ہی فکر ہے دن رین مجھ کو
لگا دل چھٹ نہیں سکتا ہے ہم سے ۴۰۳ وہ ظالم باز نہ آوے ستم سے
ستمگارا! ستمگاری نمودی ۴۰۴ بصد جور و جفا دل من ربودی
وفاداری نہ کی، دل لے ہمارا ۴۰۵ اناحق دردِ غم میں مجھ کو ڈارا

۳۹۵۔ کرہا: اونٹ ...... سجن: ساجن، محبوب، مشتاق

● اس شعر کا مفہوم یوں ہے: اے محبوب کے اونٹ! گھومتے پھرتے آ جا، کیونکہ تجم اپنے محبوب سے ملنے کا بے حد مشتاق ہے۔

۳۹۶۔ کرہا جھکاوے: اونٹ بٹھائے۔

۳۹۷۔ پھروں ہوں: پھر رہی ہوں ...... تسائی: پیاسی، ترسی ہوئی۔

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۳۹۸۔ جلن: جلنا

۳۹۹۔ تمھارے کو: تجھے، تمھیں

۴۰۰۔ مرن: مرنا

☆ ردیف درست نہیں۔

۴۰۱۔ ● وگرنہ برھنی زندہ نیابی: وگرنہ برہنی کو زندہ نہیں پائے گا۔

۴۰۲۔ یک ساعت: ایک پل، ایک لمحہ

۴۰۳۔ لگا دل چھٹ نہیں سکتا ہے: محبت ختم نہیں ہو سکتی ہے۔

۴۰۴۔ ● اے ستم گار! تو نے ستم گاری کی اور بصد جور و جفا میرا دل اُڑا لیا۔

☆ دوسرے مصرع میں 'دلِ من' کی ترکیب کو بلا اضافت باندھا گیا ہے۔

۴۰۵۔ ڈارا: ڈالا، ڈال دیا۔

● وفاداری نہ کی، دل لے ہمارا: ہمارا دل لے لیا، لیکن وفاداری نہیں کی۔

ہوئی مدت کہ جا پردیس چھائے ۴۰۶ ہمیں بالکل دل اپنے سے بھلائے

ذرا اب تو شتابی گھر میں آؤ ۴۰۷ جمال اپنا ہمیں آ کر دکھاؤ

نہ آؤ گے تو بس رو رو مروں [گی] ۴۰۸ قبر میں بھی ترے غم سے جلوں [گی]

جو منکر اوٗر نکیر آویں قبر میں ۴۰۹ وہ پوچھیں گے بصد جور و جبر سیں

فقل من ربک یا اھلِ قبری ۴۱۰ بدینک من نبیک کل خبری

اگر پوچھیں گے: تو بندہ ہے کس کا؟ ۴۱۱ کہوں گا: درد ہے مجھ دل میں جس کا

اگر پوچھیں گے: تو اُمت ہے کس کی؟ ۴۱۲ کہوں گا: پیڑ ہے مجھ دل میں جس کی

۴۰۶۔ پردیس چھائے: پردیس گئے، پردیس میں جا رہے، دیارِ غیر میں رچ بس گئے۔
● ہمیں بالکل دل اپنے سے بھلائے: ہمیں اپنے دل سے بالکل ہی بھلا دیا۔

۴۰۷۔ ● اے محبوب! تم جلدی سے گھر آ ؤ اور اپنے جمالِ رعنا سے شاد کرو۔

۴۰۸۔ ☆ بارہ ماھیہ نجم نسخۂ بمبئی (ص ۲۶) اور نسخۂ اجمیر (ص ۲۶) دونوں میں ردیف 'گا' تھی، لیکن یہاں مضمون کی مناسبت سے 'گی' کی ضرورت تھی۔ انتقادی متن میں 'گا' کے بجائے 'گی' کر کے اِسے قوسین میں لکھ دیا گیا ہے۔
☆ 'قبر' کو 'قبَر' باندھا گیا ہے۔

۴۰۹۔ منکر اور نکیر: وہ دو فرشتے، جو قبر میں مردے سے سوال کرتے ہیں۔ ......سیں: سے
☆ 'قبر' کو 'قبَر' باندھا گیا ہے۔
☆ 'جبر' کو 'جبَر' باندھا گیا ہے۔

۴۱۰۔ ● اے اہلِ قبر! بتا تیرا رب کون ہے؟ تجھے اپنے دین اور نبیؐ کے بارے میں کیا خبر ہے، یعنی تو کیا جانتا ہے؟
● جس حدیثِ مبارک سے یہ شعر مستفاد ہے، اُس کا متن یوں ہے:
...... یاھذا من ربک و مادینک و من نبیک۔ قال ھناد قال: و یاتیہ ملکان فیجلسانہ فیقولان لہ: من ربک فیقول: ربی اللہ ۔ فیقولان لہ :ما دینک فیقول: دینی الاسلام ۔ فیقولان لہ: ما ھذا الرجل الذی بعث فیکم قال فیقول: ھو رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ......الخ حدیث نمبر: ۴۷۵۵ جلد ۴ : ۳۸۳: باب فی المسالۃ فی القبر وعذاب القبر: سنن ابی داؤد

۴۱۱۔ درد: محبت

۴۱۲۔ اُمت: امتی ...... پیڑ: محبت، درد

جو پوچھیں گے کہ: تیرا دین کیا ہے؟ [۴۱۳] یہی بولوں گا: بس اُس کی رضا ہے
قبر سے جب اُٹھوں گا دن حشر کے [۴۱۴] ہوویں گے ہوش گم اُس دن بشر کے
پکاروں گا: مرا پیارا کہاں ہے؟ [۴۱۵] کہ جن مجھ ناتواں کا من ہرا ہے
صبر دل کو کہو کس طور آوے؟ [۴۱۶] نہ آوے آپ، نہ کاغذ بھجاوے

دوہرہ

سُکھ چھوڑا، دُکھ سر لیا پیو تمھارے کاج [۴۱۷] دور جا مت بھولیو بانہہ گہی کی لاج
تجّما آگ پریم کی تن من دے جرائے [۴۱۸] سینہ وہی سرا ہے جس بیچ رہے سمائے

....

جُدا جب سے ہوا پیتم ہمارا [۴۱۹] خدنگِ ہجر نے دل چیر ڈالا
صنم کے رات دن ہم پاس رہتے [۴۲۰] سبھی دُکھ سُکھ کی اُس کو بات کہتے

۴۱۳۔ رضا: تسلیم، حکم، مرضی، چاہت
۴۱۴۔ ہوویں گے: ہوں گے، ہو جائیں گے۔
☆ 'قبر' کو 'قبَر' باندھا گیا ہے۔
☆ 'حشر' کو 'حشَر' باندھا گیا ہے۔
۴۱۵۔ ناتواں: کمزور، عاجز...... من ہرا ہے: میرے دل کو ہرا دیا ہے، یعنی محبوب میرا دل جیت کر لے گیا ہے۔
☆ اس شعر میں قافیہ نہیں ہے۔
۴۱۶۔ کاغذ بھجاوے: خط بھجوائے۔
☆ 'صبر' کو 'صبَر' باندھا گیا ہے۔
۴۱۷۔ کاج: کام، سبب، وجہ...... بھولیو: بھول جائیو...... بانہہ گہی کی لاج: دستگیری کی شرم، حمایت کا پاس، بازو پکڑنے کی لاج، رشتے کا بھرم
☆ یہ دوہرہ دیوانِ خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۰
۴۱۸۔ پریم: محبت، پیار...... جرائے: جلائے، جلا دے۔...... سرا ہے: جلا ہے۔...... جس بیچ رہے سمائے: جس کے اندر وہ موجود رہے۔
☆ یہ دوہرہ دیوانِ خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۰
۴۱۹۔ خدنگ: تیر
☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔
۴۲۰۔ ● شعر کا مفہوم یہ ہے: (کاش ایسا ممکن ہوتا کہ) ہم رات دن اپنے محبوب کے ساتھ ہوتے اور اُسے اپنے دُکھ سُکھ کا احوال سناتے۔

بکھا تن کی کہوں اب کس کے آگے؟ ۴۲۱ مجھے دیکھے سو وہ ہی دور بھاگے
ٹھرائی باوٗلی مجھ کو جہاں نے ۴۲۲ انعام اب یہ دیا مجھ کو پیا نے
یہ سب سہہ لی، جُدائی نہ سہی جا ۴۲۳ مرا نکلے ہے پیارے بن کلیجا

[ماہِ پھاگن] دوہرہ

مری رنگ برنگی چوندری پیو بن میلی ہوے ۴۲۴ ایسی نار سلکھنی دن دن گھلی روے
تجّما پیارے پیو بن چھن چھن گھٹٹ سہاگ ۴۲۵ وہ کپتی چلتا رہا موہ لگا کر لاگ

....

گیا کپٹی کپٹ کے پیت کر کر ۴۲۶ ہوا ہے یہ کلیجا راکھ جل کر
مہینہ ماہ نے بھی کوچ کینا ۴۲۷ مری ابلگ خبر اُن پیو نہ لینا

دوہرہ

پھاگن کی رُت مست میں سکھیں راچو پھاگ ۴۲۸ تجّما ہم اس مانس میں بیٹھی ہیں نربھاگ
ساجن! جگ میں آرہے پھاگن کے دن چار ۴۲۹ نہ جانوں دن کون سے تم آوٗ گھر بار؟

....

۴۲۱۔ مجھے دیکھے سو وہ ہی دور بھاگے: جو مجھے دیکھ لے، وہ مجھ سے دور بھاگ جائے۔
۴۲۲۔ ٹھرائی: ٹھہرائی، یہاں مراد ہے ٹھہرایا، کہا...... باولی: دیوانی، پگلی...... جہاں نے: دنیا والوں نے
☆ 'انعام' کا 'عین' پابندِ آہنگ نہیں ہے۔
۴۲۳۔ سہہ لی: برداشت کرلی...... سہی جا: سہی جائے۔
۴۲۴۔ چوندری: چنریا، دوپٹا...... سلکھنی: سلیقہ مند...... گھلی: اکیلی، تنہا
۴۲۵۔ چھن چھن: چھن چھن کر...... گھٹٹ: گھٹ رہا ہے، کم ہو رہا ہے۔...... سہاگ: خوش نصیبی، خوش حالی، خاوند کا عرصۂ حیات...... کپتی: کپٹی، مکار...... چلتا رہا: چلا گیا۔...... موہ لگا کر: دل لگا کر، محبت کر کے...... لاگ: تعلق، رشتہ
۴۲۶۔ کپٹی: مکار، ریاکار، فریبی، دغاباز...... کپٹ: دھوکا، دغا، فریب، مکر...... پیت کر کر: محبت کر کے
☆ اس شعر میں قافیہ نہیں ہے۔
۴۲۷۔ ماہ: ماگھ...... کینا: کیا...... لینا: لیا، لی۔
۴۲۸۔ پھاگ: پھاگن کے مہینے میں ہونے والا تہوار جس میں لوگ ایک دوسرے پر رنگ یا گُلال ڈالتے ہیں اور بسنت رُتو گاتے ہیں۔...... نربھاگ: بدنصیب، بدطالع، بدقسمت
۴۲۹۔ جگ: دنیا، زمانہ...... دن کون سے: کس دن، کس دن کو

عجب پھاگن کی یہ رُت مست آئی ۴۳۰ کہ ہوری رم رہے لوگ اور لوگائی
کوئی رنگ گھول کر پیتم پہ ڈالے ۴۳۱ کوئی پچکاریاں بھر بھر کے مارے
گلالوں کی بھی وہ بھر بھر کے چٹکی ۴۳۲ عجب متواریاں دیتی ہیں لٹکی
پیالہ بھر شرابِ ارغوانی ۴۳۳ کوئی آ کر کھڑا ہے پیشِ جانی
پیا اُن کے نے جب پیالہ پلایا ۴۳۴ غمِ دارین کو دل سے بھلایا
برسنے جب لگی بوچھاڑ خوش رنگ ۴۳۵ ہوئے معشوق عاشق سبھی یک رنگ
انھوں کی دیکھ مجھ کو رشک آوے ۴۳۶ خُدا مجھ پر بھی ایسا وقت لاوے
جوں میرا پیو مجھے ہوری کھلاوے ۴۳۷ مئے وحدت کا یک پیالہ پلاوے
نہ سُدھ بُدھ آپنی، کچھ غیر ہووے ۴۳۸ نشاں بالکل مری ہستی کا کھووے
یہاں تک آپنے آپے کو کھولوں ۴۳۹ انا ھو من نہیں کچھ حرف بولوں

۴۳۰۔ ہوری رم رہے: ہولی منانے میں لگ گئے۔...... لوگ اور لگائی: مرد اور عورتیں، سب لوگ

۴۳۱۔ پچکاریاں: پچکاری کی جمع، دم گیر، دم کلا، ایک نلی، جس کے ذریعے ہولی کے موسم میں رنگ بھر کے ایک دوسرے پر ڈالتے ہیں۔
☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۴۳۲۔ گلالوں: گلال کی جمع، سرخ رنگ کا پوڈر، جو ہندو ہولی کے موقع پر ایک دوسرے پر پھینکتے ہیں۔...... چٹکی: تھوڑی سی...... متواریاں: متواری کی جمع، متوالی، مست، مخمور...... لٹکی: عشوہ، غمزہ، اشارہ، انداز، اسلوب
☆ قافیہ درست نہیں ہے۔

۴۳۳۔ شرابِ ارغوانی: سرخ رنگ کی شراب، خالص شراب
● کوئی آ کر کھڑا ہے پیشِ جانی: کوئی محبوب کے حضور حاضر ہے۔

۴۳۴۔ پیا اُن کے نے: اُن کے محبوب نے...... غمِ دارین: دو جہانوں کا غم

۴۳۵۔ یک رنگ: ایک جیسے، ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے۔
☆ اس شعر میں قافیہ نہیں ہے۔

۴۳۶۔ انھوں کی: اُن کی، اُن کو...... ایسا وقت لاوے: ایسا وقت دکھائے۔

۴۳۷۔ جوں: جب، جیسے...... مئے وحدت: توحید کی شراب

۴۳۸۔ ● نہ سُدھ بُدھ آپنی، کچھ غیر ہووے: اپنا خیال رہے اور نہ ہی غیر کا۔

۴۳۹۔ آپنے آپے کو کھولوں: اپنی ذات کا اظہار کروں۔...... انا ھو من: میں اُسی سے ہوں۔...... حرف بولوں: بات کروں، کلام کروں۔

مگر ایسی کہاں قسمت ہے میری؟ ۴۴۰ جو یہ نعمت ملے جوں بھانت میں کھیری
مرے سنگ وے سبھی ساتھن سہیلی ۴۴۱ ہیں اپنے پیو کے رنگ میں رنگیلی
نجانوں کیا لکھا قسمت میں لائی؟ ۴۴۲ کہ اپنے پیو کے دل کو نہ بھائی
اری کیا بھاگ میں میرے لکھا ہے؟ ۴۴۳ جو مجھ پر آ پڑی ایسی بکھا ہے
ارے پیارے نہ آوے لاج تجھ کو ۴۴۴ گیا پردیس میں یہاں چھاڈ مجھ کو
نہ آخر نام لیوا ہوں تمھاری ۴۴۵ کرو آ معاف تقصیراں ہماری
بھلا مجھ سے بھی کہہ کو بھاگ آ کے ۴۴۶ بجھاؤ آگ دل کی گل لگا کے
مجھے رنگ صبغت اللہ میں رنگا دو ۴۴۷ ومن احسن من اللہ رنگ جتادو
تمھیں اب نہ سرے روٹھاں تجھ سے ۴۴۸ نہ کیجے دوراب اپنے کرم سے
سوا تیرے نہیں اب کوئی میرا ۴۴۹ کرو اب تو ذرا آ گھر میں پھیرا

۴۴۰۔ جوں: حرفِ تشبیہ، جیسے، مانند ...... بھانت: بھات، کھانا، اُبلے ہوئے چاول ...... کھیری: باکھ کا گوشت
۴۴۱۔ ساتھن: ساتھی کی مؤنث، سہیلیاں ...... رنگ میں رنگیلی: رنگ میں رنگی ہوئی۔
☆ قافیہ درست نہیں ہے۔
۴۴۲۔ کیا لکھا قسمت میں لائی: نصیب میں کیا لکھوالائی۔
۴۴۳۔ بھاگ: نصیب، قسمت، مقدر ...... بکھا: علیحدگی، جُدائی، مصیبت، دکھ
۴۴۴۔ چھاڈ: چھوڑ چھاڑ کر
۴۴۵۔ تقصیراں: تقصیر کی جمع، غلطیاں، کوتاہیاں
☆ 'معاف' کا 'عین' گر رہا ہے۔
۴۴۶۔ پہلے مصرع کا مفہوم واضح نہیں۔
۴۴۷۔ صبغت اللہ: اللہ کا رنگ ...... رنگا دو: رنگ دو ...... رنگ جتادو: رنگ میں رنگ دو۔
● ومن احسن قولاً ممن دعآ الی اللہ وعمل صالحاً و قال اننی من المسلمین ○ حٰمٓ
السجدة: ۴۱:۳۳
۴۴۸۔ نہ سرے: اچھا نہ لگے ...... روٹھاں: روٹھنا
۴۴۹۔ پھیرا کرو: واپس آ جاؤ، چکر لگاؤ، مڑ آؤ۔

مرا یہ جوبنا برباد جاوے ۴۵۰ تمھیں کیوں کر پیا پردیس بھاوے؟
جوانی آج ہے، سو کل نہ ہو گی ۴۵۱ ہوئی تجھ غم ستی رو رو کے روگی
سکھی کھیلیں ہیں ہوری رنگ سیتی ۴۵۲ میں راکھ اِس تن اوپر اپنے لپیٹی
ندا دف کی مرے کانوں میں آوے ۴۵۳ تمھارے بن مجھے ہرگز نہ بھاوے
صبا بہرِ خدا جا پی کے گلزار ۴۵۴ سُنگھا دے مجھ کو لا کر بوئے دلدار
کہ تجھ کو ہر سحر واں بار ہیگا ۴۵۵ جہاں میرا بتِ عیار ہیگا
نویسم نامہ را سوی دلآرام ۴۵۶ برو، ای قاصدا با سرعتِ تام
مری انکھیاں لگا دوں مکھ پہ تیرے ۴۵۷ زہے قسمت؛ زہے طالع ہوں میرے
بہت مدت کے پیچھے تو چلا ہے ۴۵۸ مرے حق میں اگر چاہے، بھلا ہے
نہ ہنگامی گذر افتد بگویش ۴۵۹ ز چشمِ من بیاید دیدِ رویش
کہ ہیں یہ منتظر کتنے برس کی؟ ۴۶۰ بہت بھوکی ہیں پیتم کے درس کی
یہ خط بھی جا پڑھا میرے سجن کو[ں] ۴۶۱ کہ تا دانف ہووے میرے لگن سو[ں]

۴۵۰۔ جوبنا: جوبن، جوانی، شباب ...... پردیس بھاوے: پردیس میں رہنا اچھا لگے۔
۴۵۱۔ روگی: بیمار، دام المرض، دُکھی
۴۵۲۔ ہوری کھیلیں ہیں: ایک دوسرے پر رنگ ڈالتے ہیں۔ ...... سیتی: سے ...... لپیٹی: ملی
☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔
۴۵۳۔ ندا: آواز ...... دف: ایک ساز کا نام، ڈفلی ...... کانوں: کان کی جمع
۴۵۴۔ ● شعر کا مفہوم یہ ہے: اے صبا! خُدا کے لیے محبوب کے باغ میں جا اور محبوب کی خوشبو لا کر مجھے سُنگھا دے۔
۴۵۵۔ سحر: صبح دم، صبح سویرے ...... بار: اجازت، باریابی
۴۵۶۔ ● دلآرام کی طرف میں خط لکھ رہا ہوں۔ اے قاصد! جلدی سے اُس کے پاس لے جا۔
۴۵۷۔ مری: یہاں 'اپنی' کے معنوں میں آیا ہے۔ ...... طالع: نصیب، مقدر
۴۵۸۔ ● پہلا مصرع واضح نہیں۔
۴۵۹۔ ● اُس سے بات کر کے ایک لمحہ بھی نہیں گزرتا کہ (پھر) اُس کا چہرہ میری آنکھوں میں آ جاتا ہے۔
۴۶۰۔ درس: درشن، دیدار، ملاقات، زیارت
۴۶۱۔ کہ تا: تا کہ ...... لگن: شوق
☆ قافیے میں صوتی تأثر اور معنوی آہنگ کی بڑھوتری کے لیے نونِ غنہ کو شامل کیا گیا ہے۔

زبانی پوچھے، کہنا: اے جفا کار! ۴۶۲ ذرا تجھ کو نہ آوے دل اندر عار
کہ تیری برہنی رووے اکیلی ۴۶۳ کریں ہیں سب خوشی سنگ کے سہیلی

خط بجانب یار دوہرہ

بیرا رے توں باندھ دھیان پی سے کہیو جائے ۴۶۴ تجھ دین کہ تم بنا تڑپت رین بہائے
اودھو لے جا کشن پا پاتی ہوئی تیار ۴۶۵ پانواں نیچے سیس دے کہیو ہت جوہار
جھاجھا دیجو اولماں پاتی دیجو ہات ۴۶۶ پیت لگا کر کٹ گئے عجب تہاری گھات؟

....

ای جان بخشِ تنِ ما مردگان را ۴۶۷ روان بخشِ دلِ افسردگان را
کجا خیر است چون از تو جُدایم؟ ۴۶۸ پیِ وصلِ تو دستِ بر دعایم
خُدا سے آونا چاہتی ہوں تیرا ۴۶۹ یہی ہے مدعا؛ مقصود میرا
کجا آن وعدہ کز من کردہ بودی؟ ۴۷۰ مگر از دل فراموشم نمودی

۴۶۲۔ جفا کار: ظالم، ستم گر...... عار: شرم
۴۶۳۔ رووے: روئے...... سنگ: ساتھ، یہاں مراد ہے دوست، محبوب
۴۶۴۔ بیرا: بھائی...... توں: تو...... جائے: جا کر...... تڑپت: تڑپتا ہے، تڑپ رہا ہے۔...... رین بہائے: رات گزارے۔

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۴

۴۶۵۔ اودھو: قاصد، پیامبر، ایلچی...... کشن: کرشن، یہاں مراد ہے محبوب...... پانواں: پاؤں کی جمع...... سیں: سر دے: دے کر...... کہیو: کہو، کہنا...... جوہار: تسلیم، بندگی، نمسکار...... کہیو ہت جوہار: ہاتھ جوڑ کر بندگی کہو۔

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۴

۴۶۶۔ دیجو: دو، دے دو...... او: وہ...... ہات: ہاتھ...... پیت لگا کر: دل لگا کر، محبت کر کے...... کٹ گئے: کہاں گئے۔...... تہاری: تمھاری...... گھات: داؤ، تاک، ارادہ

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۴

۴۶۷۔ ● اے ہمارے مُردہ تن کو جان بخشنے والے اور اے افسردہ دلوں کو زندگی عطا کرنے والے۔
۴۶۸۔ ● تجھ سے جُدا ہو کر، خیر کہاں ہے؟ میں تیرے وصل کے لیے دست بہ دُعا ہوں۔
۴۶۹۔ آونا چاہتی ہوں تیرا: تیرے آنے کی آرزو رکھتی ہوں، تیرے آنے کی خواست گار ہوں۔

☆ 'چاہتی' کو 'چاتی' بروزنِ فِعْلُن باندھا گیا ہے۔

۴۷۰۔ ● مجھ سے جو وعدہ کیا تھا، وہ کہاں گیا؟ شاید تم نے اپنے دل سے مجھے فراموش کر دیا۔

نہ تھے ہرگز ہمیں ایسے بھروسے ۴۷۱ میسر بھی نہ ہوں گے پائے بوسے

محبت کوں نہیں آخر نبھاؤ ۴۷۲ تو کیوں ناحق کسی سے دل لگاؤ؟

کہا: لا تـخـلـف الـمـیـعـاد تم نے ۴۷۳ یقیں یہ کر رکھا ہے دل میں ہم نے

مگر وعدے کو اپنے پور باہو ۴۷۴ جمال اپنا ہمیں آ کر دکھاؤ

مکاں اپنا کہو، کس دیس میں ہے؟ ۴۷۵ تو اے کھیالی بتا کس بھیس میں ہے؟

گنگن چڑھ کر وہ بحری یاج آوے ۴۷۶ تجھے ناں بانہہ گہی کی لاج آوے

جو ہم تجھ سنگدل سے پیت لائے ۴۷۷ تو آخر ہم کیا اپنے کوں پائے؟

چلا یہ اے نجم یہ مانس پھاگن ۴۷۸ تڑپتے ہم رہے لبلگ ابھاگن

ماہِ چیت دوہرہ

نجما جگ میں آ گیا چیت مہینہ خوب ۴۷۹ لبلگ اُلٹے نہ پھرے برہن کے محبوب

۴۷۱۔ بھروسے: بھروسہ کی جمع، تسلی، تکیہ...... پائے بوسے: پابوسی

۴۷۲۔ ● شعر کا مفہوم یہ ہے: اگر محبت نبھانی نہیں تھی، تو دل کیوں لگایا تھا؟

۴۷۳۔ ● قرآنِ کریم میں یہ آیت دو مقامات پر آئی ہے:

۔انك لاتخلف المیعاد ○ آل عمران ۱۹٤:۳

۔ان اللہ لایخلف المیعاد ○آل عمران ۹:۳

☆ قافیہ درست نہیں ہے۔

۴۷۴۔ پور باہو: پورا کرو، نبھاؤ۔

۴۷۵۔ کھیالی: صرف، یہ لفظ خیالی (تخیلاتی) کا دیہاتی روپ بھی ہو سکتا ہے۔...... بھیس: رنگ، لباس

۴۷۶۔ گنگن: گنگا...... یاج: جہاز...... ناں: نہیں، نہ

● تجھے ناں بانہہ گہی کی لاج آوے: تجھے رشتے کی نزاکت اور اس کے بھرم کا احساس نہیں۔

۴۷۷۔ پیت لائے: محبت کی، دل لگایا...... اپنے کوں پائے: اپنا آپ پالیا، خود آگہی کی لذت سے فیض یاب ہوئے۔

۴۷۸۔ ● چلا یہ اے نجم یہ مانس پھاگن: اے نجم! پھاگن کا یہ مہینہ بھی ختم ہو چلا۔

۴۷۹۔ اُلٹے نہ پھرے: واپس نہ پلٹے، نہ مڑے، نہ آئے۔

☆ یہ دوہرہ دیوانِ خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۴

لوگو رے مت لائیو پردیسی سے پیت ۴۸۰ چھوڑ پرائے دیس میں بیٹھے آپ نچیت

....

سجن کیا خوب رُت یہ چیت آئی ۴۸۱ نہیں یہ مانس ہے لائق جدائی

عجب اِس مانس کی رُت ہے سورنگی ۴۸۲ کیا سب نے لباسِ رنگ برنگی

زمیں نے سبز رنگ اپنا بنایا ۴۸۳ کہ جن دیکھا ، اُسی کا دل لبھایا

چمن نے گُل ہر اک نوع کے نکالے ۴۸۴ کہ ہر سوری ہے اپنے حوالے [؟]

کریں چہچاٹ سب بلبل بچاری ۴۸۵ کہ پھر لایا خدا فصلِ بہاری

فدا ہوتے ہیں گُل بھی عندلیباں ۴۸۶ بصد شوق و طرب وی خوش نصیباں

چلے ہیں سیر کو وے خوب رویاں ۴۸۷ سہی سرواں و مہ رو مشک بویاں

چلے عاشق فدا ہو اپنے سارے ۴۸۸ کہ جو جس عشق میں تھے دل فگارے

کوئی گُل ٹانک دستارِ سجن پر ۴۸۹ تصدق ہو رہا اُس خوش نمن پر

کہیں گُل ہار لے ڈالا گلوں میں ۴۹۰ کھڑا ہے گُلبدن کی آرزو میں

۴۸۰۔ لائیو: لاؤ...... پرائے دیس: پردیس...... نچیت: مطمئن، بے فکر

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۴

۴۸۱۔ ● نہیں یہ مانس ہے لائق جُدائی: یہ مہینہ جُدائی کے لائق نہیں۔

۴۸۲۔ سورنگی: رنگا رنگ

● کیا سب نے لباسِ رنگ برنگی: سب نے رنگا رنگ لباس پہن لیے۔

۴۸۳۔ کہ جن دیکھا: کہ جس نے دیکھا۔

۴۸۴۔ ☆ 'نوع' کا 'عین' خارج از آہنگ ہے۔

☆ دوسرا مصرع آہنگ میں نہیں ہے۔

۴۸۵۔ چہچاٹ: چہچہاہٹ، نغمہ سرائی، نوا سنجی...... فصلِ بہاری: بہار کا موسم

۴۸۶۔ عندلیباں: عندلیب کی جمع، بلبل...... بصد شوق وطرب: بصد مسرت، بہت خوشی کے ساتھ...... خوش نصیباں: خوش قسمت (نصیب کی جمع: نصیباں)

۴۸۷۔ خوب رویاں: خوب رو کی جمع، خوب صورت، خوش جمال...... سہی سرواں: سیدھے اور بلند قامت (سرواں: سرو کی جمع)...... مہ رو: چاند جیسے چہرے والا...... مشک بویاں: مشک بو کی جمع

۴۸۸۔ دل فگارے: دل فگار، دل جلے۔

۴۸۹۔ گُل ٹانک: پھول ٹانک کر...... دستارِ سجن: دوست کی پگڑی، دوست کا عمامہ...... تصدق: قربان، صدقے، نثار...... خوش نمن: خوب صورت، خوش جمال

۴۹۰۔ گُل ہار: پھولوں کا ہار...... گُلبدن: پھول جیسے جسم والا، نازک اندام

☆ اس شعر میں قافیہ نہیں ہے۔

سورنگی بَن رہی سب ناریاں ہیں	۴۹۱	سہاگن جو پیا کی پیاریاں ہیں
سجن تو اُس جگہ جا کر بسا ہے	۴۹۲	نہیں قاصد کسی پہنچے کی جا ہے
کہ جس کے ہاتھ میں کاغذ بھجاؤں	۴۹۳	سبھی احوالِ دل لکھ کر پٹھاؤں
تری برہن یہ درشن کی بکھاری	۴۹۴	کرے ہے رات دن سیوا تمھاری
بسی امید می داریم واللہ	۴۹۵	ازیں لا تقنطو من رحمۃ اللہ
نہ کچھ خواہش ہے دنیا اور دیں کی	۴۹۶	یہ ہے مشتاق اپنے مہ جبیں کی
ارے تو سانورے موہن پیارے	۴۹۷	ترا درشن ہمیں آکر دکھا رے
کہ از مدت ہمیں است آرزویم	۴۹۸	کہ حالِ دردِ دل پیشت بگویم
چہ می کاھد ز حسن و خوبیِ تو؟	۴۹۹	نمای جلوہ گر محبوبیِ تو
ترے غم میں رہوں مغموم ہر دم	۵۰۰	خوشی ہو گی تو گھر آوے گا جس دم
زکوٰۃِ حُسن دے، توں ذی نصاب ہے	۵۰۱	کہ دینا مستحقوں کے ثواب ہے

۴۹۱۔ ناریاں: ناری کی جمع، عورتیں...... پیاریاں: پیاری کی جمع

۴۹۲۔● نہیں قاصد کسی پہنچے کی جا ہے: کسی قاصد کے پہنچنے کی جگہ نہیں ہے۔

۴۹۳۔ کاغذ بھجاؤں: خط بھجواؤں...... پٹھاؤں: بھجواؤں، بھیجوں۔

۴۹۴۔ درشن: دیدار، درس...... بکھاری: بھکاری...... سیوا: خدمت، چاکری، غلامی

۴۹۵۔● بسی اُمید می داریم واللہ: خُدا کی قسم! میں بہت اُمید رکھتا ہوں۔

● قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفرالذنوب جمیعاً انہ ھو الغفورالرحیم ○ الزمر ۵۳:۳۹

۴۹۶۔ مشتاق: آرزومند، متمنی، شائق، طالب، خواہاں، مستدعی

۴۹۷۔ سانورے: سانولے...... موہن: دل موہ لینے والا محبوب...... ترا: یہاں یہ لفظ 'اپنا' کے معنوں میں آیا ہے۔

۴۹۸۔● ایک مدت سے میری یہی آرزو ہے کہ اپنا حالِ دل تیرے سامنے کہوں۔

۴۹۹۔● اگر تو جلوہ نمائی کرے گا، تو تیرے حسن اور خوبی میں کیا کمی واقع ہو جائے گی؟

۵۰۰۔ ہردم: ہروقت، ہر گھڑی، ہر پل...... جس دم: جس وقت، جس لمحے

☆ اس شعر میں قافیہ نہیں ہے۔

۵۰۱۔ زکوٰۃ حُسن: حُسن کی زکوٰۃ (زکوٰۃ: شریعتِ اسلامیہ کا بنیادی رکن)...... ذی نصاب: صاحب نصاب، وہ شخص جس پر زکوٰۃ فرض ہو...... مستحقوں: مستحق کی جمع، محتاج، حاجت مند

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

ترا مُکھ دیکھ سب دُکھ دور جاوے ۵۰۲ نہیں کچھ چیز تجھ بن مجھ کو بھاوے

ترے مُکھ کا کیا جس نے نظارہ ۵۰۳ دو عالم سے کیا اُس نے کنارہ

تری چشموں کا غمزہ جن سہا ہے ۵۰۴ وہ پھر اُس آرزو میں مر رہا ہے

کہ باز آں یار سوی من بہ بیند ۵۰۵ ز راہِ کرم بر چشم نشیند

تیں ایسا دل مرا کھوسا ہے جانی ۵۰۶ ہوئی سب دور خواہش دو جہانی

اڈیکوں باٹ میں تیری پیارا ۵۰۷ کہ اک بار پھر آ مجھ طرف یارا

میں چاؤ[ہتی] ہوں تمھارا وصل نسدن ۵۰۸ گزاروں سو برس انگلی پہ گِن گِن

تمھارے بن برس سو برس ہیگا ۵۰۹ بلک اِس سے بھی چنداں سَرَس ہیگا

تمامی شب ہوں تیری منتظر میں ۵۱۰ تمامی دن ہوں تجھ بن مضطر میں[؟]

اری کونجو! جو تم اُس دیس جاؤ ۵۱۱ سجن کے محل پر جب جا کے چھاؤ

۵۰۲۔ ● نہیں کچھ چیز تجھ بن مجھ کو بھاوے: تیرے بنا مجھے کچھ بھی اچھا نہ لگے۔

۵۰۳۔ کنارہ کیا: الگ ہو گیا، علیحدہ ہو گیا، کٹ گیا۔

۵۰۴۔ چشموں: چشم کی جمع، آنکھوں ...... غمزہ: اشارہ، عشوہ ...... جن سہا ہے: جس نے برداشت کیا ہے۔

۵۰۵۔ ● کہ وہ دوست دوبارہ میری طرف دیکھے اور از راہِ بندہ نوازی میری آنکھوں میں جلوہ نشیں ہو۔

☆ 'کَرَم' کو 'کَرَم' باندھا گیا ہے۔

۵۰۶۔ تیں: تو نے ...... ایسا: اس طرح ...... کھوسا ہے: چھین لیا ہے، جھپٹ لیا ہے، اُچک لیا ہے۔ ...... دو جہانی: دو جہاں کی

۵۰۷۔ ● اُڈیکوں باٹ میں تیری پیارا: اے محبوب! میں تیری راہ دیکھوں۔

☆ 'طَرَف' کو 'طَرْف' باندھا گیا ہے۔

۵۰۸۔ گِن گِن: گِن کر، گنتی کر کے

☆ بارہ ماسہ نجم نسخۂ بمبئی و اجمیر میں 'چاہتی' کے بجائے 'چاہتا' تھا، لیکن موضوع کی مناسبت سے یہاں 'چاہتی' ہونا چاہیے، کیونکہ یہ مکالمہ برہنی کی طرف سے ہو رہا ہے، جو اپنے پیتم سے مخاطب ہے۔

☆ چاہتی ...... 'چاتی' بروزنِ فَعْلُن پڑھا جا رہا ہے۔

۵۰۹۔ بلک: بلکہ ...... چنداں: اس قدر، اتنی، ایسی ...... سرس: زیادہ

☆ پہلے مصرع میں دوبارہ آنے والے لفظ 'بَرَس' کو 'بَرْس' باندھا گیا ہے۔

☆ 'سَرَس' کو 'سَرْس' باندھا گیا ہے۔

۵۱۰۔ ☆ اس شعر میں قافیہ درست نہیں ہے۔

☆ مصرع ثانی وزن سے خارج ہے۔

۵۱۱۔ محل پر جب جا کے چھاؤ: جب محل تک پہنچ جاؤ، جب محل کا احاطہ کر لو، جب محل پر پھیل جاؤ۔

مرا احوال یہ کہنا صنم سے ۵۱۲ کہ: کیا وعدہ کیا تھا تم تجم سے؟
کہ جلدی میں ترے پا مڑ کے آؤں ۵۱۳ شتابی آ گلے تجھ کو لگاؤں
اب ایسا ہم ستی وعدہ نبھایا ۵۱۴ کہ لبلگ مڑ کے نہ مجھ طرف آیا
عجب تو یار بے پرواہ ہیگا ۵۱۵ نجانوں کب درس آ مجھ کو دے گا؟

ماہِ بیساکھ دوہرہ

رُت آئی بیساکھ کی، ساجن ناں مجھ پاس ۵۱۶ بالم دن یہ برہنی در در پھرے ہراس
لوگو رے مت مانیو معشوقاں کی بات ۵۱۷ دے دے دھیرج کھوس کر دل عاشق لے جات
یہ سکھ پایا تجم نے پیت لگا کر توہ ۵۱۸ تڑپ رہی یا میں جوں آپ کیا من موہ

....

سکھی! بیساکھ کا آیا مہینا ۵۱۹ مڑا گھر کوں نہ لبلگ مہ جبینا
کروں اب کب تلک میں انتظاری؟ ۵۲۰ نہیں دیتی ہے ٹکنے بیقراری
کہو: کس طور ہو جینا ہمارا؟ ۵۲۱ کہ پیو آیا نہیں جب سے سدھارا
جُدا جس شخص سے محبوب ہووے ۵۲۲ مرن اِس زندگی سے خوب ہووے

۵۱۲۔صنم: محبوب
۵۱۳۔پامڑ کے آؤں: مڑ کر پاس آؤں۔
۵۱۴۔☆ 'طرَ ف' کو 'طرَ ف' باندھا گیا ہے۔
۵۱۵۔● عجب تو یار بے پرواہ ہیگا: تو عجیب بے پروا محبوب ہے۔
۵۱۶۔ناں: نہیں...... مجھ پاس: میرے پاس...... بالم: محبوب...... ہراس: خوفزدہ، مایوس، نااُمید
☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۵
۵۱۷۔مانیو: مانو...... معشوقاں: معشوق کی جمع محبوب...... دھیرج: ہمت، استقلال...... کھوس کر: چھین کر...... لے جات: لے جائیں، لے جاتے ہیں۔
☆ یہ دوہرہ دیوانِ خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۵
۵۱۸۔توہ: تجھ سے
۵۱۹۔کوں: کو...... مہ جبینا: مہ جبیں، چاند جیسی پیشانی والا، محبوب
۵۲۰۔انتظاری: انتظار...... ٹکنے نہیں دیتی ہے: رہنے نہیں دیتی ہے۔...... بیقراری: بےصبری، بے تابی، ناشکیبائی
۵۲۱۔کس طور: کس طرح...... سدھارا: گیا
۵۲۲۔مرن: مرنا...... خوب ہووے: اچھا ہو۔

صبا جو باغ میں دیکھے سجن کو ۵۲۳ کریں یہ عرض میرے ذوالمنن کو

اڈیکے ہے کھڑی برہن تمھاری ۵۲۴ تری سدھ باندھ کر برہی کی ماری

سوا تیرے اُسے کوئی نہ سوجھے ۵۲۵ تو ایسا ہے کہ حال اُس کا نہ پوچھے

تمھارے دیکھنے کو جیو پھڑکے ۵۲۶ یہ جاں بھی آگئی دل بیچ دھڑکے

نجانوں کون سے دن آپ آوٴ؟ ۵۲۷ مرا سونا نگر آ کر بساوٴ

ترے بن ہے مرے گھر میں اندھیرا ۵۲۸ شتابی آ کرو مجھ طرف پھیرا

سبھی وصفوں اندر تو بے مثل ہے ۵۲۹ ہماری طرف سے کیوں سنگدل ہے؟

وفا کا تجھ میں یک نقصان ہیگا ۵۳۰ یہی دل میں مرے ارمان ہیگا

محبت اِس لیے تم سے لگائی ۵۳۱ کہ غم دارین سے ہو گی رہائی

نجانوں یہ کہ اُلٹا دُکھ پڑے گا ۵۳۲ کلیجا آگِ ہجراں سے جلے گا

جو تو نے آونا چھوڑا یہاں کا ۵۳۳ تجا برہن نے سارا سُکھ جہاں کا

۵۲۳۔ذوالمنن: احسانوں والا، خُدا تعالیٰ

۵۲۴۔اڈیکے ہے: انتظار کرے ہے، منتظر ہے۔...... تری سدھ باندھ کر: تیری طرف سیدھی ہو کر، سیدھ باندھ کر

۵۲۵۔سوجھے: اچھا لگے۔

☆اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۵۲۶۔● تمھارے دیکھنے کو جیو پھڑکے: تمھارے دیکھنے کے لیے میرا دل بے قرار ہے۔

۵۲۷۔سونا: ویران، سنسان، خالی، بے رونق

۵۲۸۔☆ 'طَرَف' کو 'طَرْف' باندھا گیا ہے۔

۵۲۹۔وصفوں: وصف کی جمع، خوبیاں ...... بے مثل: جس کی کوئی مثل نہ ہو، بے مثال

☆ 'مِثْل' کو 'مِثَل' باندھا گیا ہے۔

☆ 'طَرَف' کو 'طَرْف' باندھا گیا ہے۔

۵۳۰۔یک: ایک ...... نقصان: یہاں اس لفظ کے معنی 'کمی' کے ہیں۔

۵۳۱۔محبت لگائی: محبت کی۔...... رہائی: نجات، خلاصی

☆ شعر میں 'غمِ دارین' کو بلا اضافت نظم کیا گیا ہے۔

۵۳۲۔آگِ ہجراں: فراق کی آگ (ہجراں: ہجر کی جمع)

☆ یہ ترکیب (آگِ ہجراں) محلِ نظر ہے۔

۵۳۳۔آونا: آنا ...... تجا: تج دیا، ترک کر دیا، چھوڑ دیا۔

نہ آنکھوں کے اندر سرمے کو باوے ۵۳۴ کہو: کس مان پر مہندی لگاوے؟
گنتھا کر سیس میں کس پاس جاؤں؟ ۵۳۵ کہو: سنگار کر کس کو رجھاؤں؟
بھلے تم ہو جو تم سے پیت لایا ۵۳۶ نہیں ہرگز کدھی اُن چین پایا؟

بتھادوہرہ

اور بتھا سُن ری سکھی مجھ برہن کی آن ۵۳۷ جا کارن پی بچھڑے وا کا کہوں بیان
ایک سمے ہم سب سکھی رہتے پیو کے دوار ۵۳۸ اب تجما ہم آپڑے ایسے بھکم اُجاڑ

....

سکھی! سُن ری بتھا اک اور میری ۵۳۹ کہ تھی یک شاہ کی ہم بہت چھیری
کہ تھی جوبن اندر بھرپور ساری ۵۴۰ حقیقت میں تھی ہم یک نور ساری
جوان و خوبرو یک رنگ سب تھی ۵۴۱ کہ یک ڈیرے کے اندر سنگ سب تھی
قضارا حکم یوں خاوند آیا ۵۴۲ کہ جاؤ سیر کا اب وقت آیا
عجب اک باغ ہے دیکھو اُسی جائے ۵۴۳ ہماری قدرتاں کو خوب بھی پائے

۵۳۴۔ باوے: ڈالے ...... لگاوے: لگائے
۵۳۵۔ گنتھا کر: گندھا کر، گوندھ کر ...... سیس: بال، زلفیں ...... رجھاؤں: مائل کروں، ترغیب دوں، موہ لوں۔
۵۳۶۔ بھلے: اچھے ...... جو تم سے: جس نے بھی تم سے ...... پیت لایا: محبت کی ...... کدھی: کبھی ...... اُن: اُس نے
۵۳۷۔ بتھا: مصیبت کی کہانی، دکھڑا، رنج و غم کا قصہ ...... آن: آ کر ...... جا: جس ...... کارن: وجہ، سبب ...... وا: اُس
۵۳۸۔ سمے: زمانے ...... دوار: دروازہ، چوکھٹ، در ...... بھکم اُجاڑ: ویرانہ، غیر آباد جگہ، جہاں کھانے پینے کو کچھ نہ ہو۔
☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۵
۵۳۹۔ یک شاہ: ایک بادشاہ ...... چھیری: داسی، خادمہ
☆ 'بَہُت' (فَعَل) کو 'بُہت' (فِعْل) باندھا گیا ہے۔
۵۴۰۔ ● کہ تھی جوبن اندر بھرپور ساری: تمام بھرپور جوانی کے عالم میں تھیں۔
۵۴۱۔ خوبرو: خوب صورت ...... سنگ: ساتھ
۵۴۲۔ قضارا: اتفاقاً، اتفاقیہ، حسبِ اتفاق ...... خاوند: مالک
☆ اِس شعر میں قافیہ نہیں ہے۔
۵۴۳۔ اُسی جائے: اُسی جگہ ...... قدرتاں: قدرت کی جمع، طاقت

تماشا کر شتابی مڑ کے آؤ ۵۴۴ کہ تجھ مجھ لیے سب واں کے لاؤ

مگر ایسا نہ ہو واں دل لگا دو ۵۴۵ مجھے بالکل دل اپنے سے بھلا دو

چلی سکھیاں سبھی ہم بَن بنا کے ۵۴۶ بموجب حکم اُس شاہِ جہاں کے

کسی نے سرخ رنگ اپنا بنایا ۵۴۷ کسی کے زعفرانی دل کو بھایا

کہیں اوڈا کونبھل نیل مائل ۵۴۸ کہیں سرا کوہلی چیور کی چھائل

غرض سکھیاں سبھی بَن بَن سورنگی ۵۴۹ اکٹھیں ہو چلے کھیلن نسنگی

گئی اُس باغ میں ہم سب سہیلی ۵۵۰ ہر اک طرح کے ہم سب کھیل کھیلی[؟]

عجب نوع کے وہاں گُل کِھل رہے تھے ۵۵۱ کہ کتنے ہی وہاں پھنس دل رہے تھے؟

ہوئے ایسے تماشے گُل میں مشغول ۵۵۲ کہ دل میں کھب گئی الفت ہر اک پھول

مری سنگی ، سبھی ساتھن ؛ سہیلی ۵۵۳ گئی رم رم ، رہی یک میں اکیلی

یہ پاپی جیوڑا میرا لبھایا ۵۵۴ کہ ہرگز جاونے کوں دل نہ چاہا

۵۴۴۔ مجھ لیے: میرے لیے

۵۴۵۔ دل لگادو: دل لگاؤ، محبت کرو۔

۵۴۶۔ بَن بنا کے: بَن سنور کے، سج دھج کے...... بموجب: کے مطابق

۵۴۷۔ زعفرانی: زعفران کے رنگ کا، کیسری، پیلا، زرد

۵۴۸۔ اوڈا: ایک قسم کا رنگِ سیاہ، مائل بہ سرخی...... نیل مائل: نیلے رنگ کا

☆ پہلے مصرع میں کونبھل کی تفہیم نہیں ہوسکی۔

● مصرع ثانی واضح نہیں ہے۔

۵۴۹۔ اکٹھیں ہو چلے: اکٹھی ہو چلیں...... کھیلن: کھیلنے کے لیے

۵۵۰۔ ☆ دوسرا مصرع آہنگ میں نہیں ہے۔

۵۵۱۔ ☆ 'نوع' کا 'عین' گر رہا ہے۔

۵۵۲۔ کھب گئی: گڑ گئی۔...... الفت ہر اک پھول: ہر اک پھول کی محبت

● ہوئے ایسے تماشے گُل میں مشغول: پھولوں کے تماشے میں ایسے مشغول ہوئے۔

۵۵۳۔ سنگی: ساتھی، سہیلی...... ساتھن: ساتھی کی مؤنث، سہیلی...... گئی رم رم: سب اپنے ساتھیوں کے ساتھ گئیں۔

۵۵۴۔ جیوڑا: دل...... جاونے: جانے...... کوں: کو

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

گئی لے لے سبھی تحفے پیا گن [۵۵۵] میں غفلت میں رہی بوری ابھاگن

مرا دل دیکھ کر ایسا لبھایا [۵۵۶] کہ قولِ یار دل سیتی بھلایا

نجانوں تھی کہ میں تنہا رہوں گی [۵۵۷] یہ بارِ ہجر جاناں کا سہوں گی

اکیلی میں نجانوں راہ پی کا [۵۵۸] علاج اب کیا کروں نادان جی کا؟

کہاں وہ مونس و غمخوار میر ؟ [۵۵۹] کہاں میں آ کیا اے دل بسیرا؟

مجھے غفلت نے آ ایسا ڈبویا [۵۶۰] کہ سنگت ہاتھ سے سکھیاں کی کھویا

بچن پی کا جو میں دل سے بسارا [۵۶۱] اری آیا یہ ناقص دن ہمارا

گیا جو وقت پھر نہ ہاتھ آوے [۵۶۲] تأسف کر عمر رو رو گماوے

یہ دنیا مزرعت ہے آخرت کی [۵۶۳] کمائی کیجیے کچھ عاقبت کی

جو کرنا ہو، سو کر لے آج پیارے [۵۶۴] یہ تیری زندگی برباد جارے

۵۵۵۔ پیا گن: محبوب کے پاس...... بوری: باولی...... ابھاگن: بدقسمت

۵۵۶۔ قولِ یار: دوست کی بات، محبوب کا کلام...... سیتی: سے

۵۵۷۔ بارِ ہجر: جُدائی کا دُکھ...... جاناں: محبوب...... سہوں گی: برداشت کروں گی۔

۵۵۸۔ راہ پی کا: محبوب کا راستہ، محبوب کی طرف جانے کی راہ

۵۵۹۔ مونس: غم خوار...... کہاں میں آ کیا بسیرا: میں نے کہاں آ کر قیام کیا؟

۵۶۰۔ غفلت: بے توجہی، تغافل، بے خیالی...... سنگت: ساتھ، تعلق...... کھویا: کھو دیا، گم کر دیا، ضائع کر دیا۔

۵۶۱۔ بچن: وعدہ، عہد، پیمان...... بسارا: بھلایا...... ناقص: یہاں یہ لفظ بُرا کے معنوں میں آیا ہے۔

۵۶۲۔ ☆ 'عُمَر' کو 'عُمْر' باندھا گیا ہے۔

۵۶۳۔ مزرعت: کھیتی...... عاقبت: آخرت

☆ مصرعِ اوّل اس حدیثِ مبارکہ سے مستفاد ہے: الدنیا مزرعه الآخرہ

یہ حدیثِ مبارکہ صحاح میں نہیں ہے۔ اسے امام غزالی نے احیاء العلوم میں نقل کیا ہے۔

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۵۶۴۔ ● اے محبوب! جو کچھ کرنا ہے، وہ آج کر لو، کیونکہ یہ زندگی برباد گزر رہی ہے۔

دوہرہ

تجما گدڑی اپنی، پی کے رنگ میں رنگ ۵۶۵ ایسا پھیز نہ پاؤسی پیم پیت کا سنگ

....

جہاں میں بار بار ہرگز نہ آوے ۵۶۶ کہاں پھر اِس طرح کا وقت پاوے؟
وے پہنچے جن کو جانے کا فکر تھا ۵۶۷ دلوں میں جن کے پیارے کا ذکر تھا
فکر پی کا جسے دن رین ہووے ۵۶۸ اُسے کب دیکھنے بن چین ہووے؟
تماشا کب اُسے بھاوے چمن کا؟ ۵۶۹ ہووے مشتاق جو روئے سجن کا
سکھی سب سیر کر پی گن سدھاری ۵۷۰ پڑی پیچھے مرے ، قسمت ہماری
جو اب غفلت سے آیا چیت مجھ کو ۵۷۱ یہ آئے یاد سارے بیت مجھ کو:
'دلا! تاکی دریں کاخ مجازی ۵۷۲ کنی مانندِ طفلاں خاک بازی
توئی آں دست پرور مرغ گستاخ ۵۷۳ کہ بودت آشیاں بیروں ازیں کاخ

۵۶۵۔گدڑی: گلیم...... پھیز: فیض...... پاؤسی: پائے گا رگی۔
☆دیوانِ خواجہ نجم (ص ۲۱۷) میں دوسرا مصرع یوں ہے:
ایسا پھیر نہ پاؤسی پیتم پیت کا سنگ
۵۶۶۔وقت پاوے: وقت میسر آئے۔
۵۶۷۔وے: وہ...... دلوں: دل کی جمع
☆'فکر' کو 'فِکَر' باندھا گیا ہے۔
☆'ذکر' کو 'ذِکَر' باندھا گیا ہے۔
۵۶۸۔☆'فکر' کو 'فِکَر' باندھا گیا ہے۔
۵۶۹۔● شعر کا مفہوم یہ ہے: جو اپنے محبوب کے درشن کا مشتاق ہو، اُسے بھلا باغ کا تماشا کیونکر پسند آ سکتا ہے؟
۵۷۰۔پی گن سدھاری: محبوب کے پاس گئی۔...... ہماری: یہاں یہ لفظ 'میری اور اپنی' کے معنوں میں آیا ہے۔
۵۷۱۔چیت: خیال، دھیان...... بیت: شعر
۵۷۲۔☆ یہ چار اشعار (۵۷۲ تا ۵۷۵) مولانا جامی کی مثنوی یوسف زلیخا سے لیے گئے ہیں۔
● اے دل! اِس دنیا میں تو کب تک بچوں کی طرح خاک بازی کرتا رہے گا؟
۵۷۳۔● تو وہ دست پرور گستاخ پرندہ ہے کہ جس کا آشیاں اس دنیا سے باہر تھا۔

چرا زاں آشیاں بیگانہ گشتی ۵۷۴ چو دوناں چغد ایں ویرانہ گشتی

بیفشاں بال و پر زآمیزشِ خاک ۵۷۵ بہ پر تا کنگرِ ایوانِ افلاک

ہووے مقصود جس کا روئے جانی ۵۷۶ کرے گا کیا وہ نعمت دو جہانی؟

فکر ہووے جسے چلنے وہاں کا ۵۷۷ نہیں بھاوے تماشا دو جہاں کا

تماشے میں جو کو مشغول ہووے ۵۷۸ اُسے پی کے طرف کی بھول ہووے

محبت دو نہ اک دل میں سماویں ۵۷۹ نہ دو تلوار در یک میان آویں

اب اُس کا کرم ہے اور ہم غریباں ۵۸۰ کہ ظاہر فعل ہے ہم کم نصیباں

دوہرہ

تجم دیکھ چل پیو کوں چھوڑ آپ گھر بار ۵۸۱ کھاوت لگا جیو کو جھوٹا یہ سنسار

....

پھنسا جو گلشنِ دنیا میں جو کوے ۵۸۲ اُسے حاصل جمالِ یار کب ہوے؟

پھنسا ہے جو کہ اِس دنیا میں ناداں ۵۸۳ یہ ضائع کر دیا اُن اپنا ایماں

۵۷۴۔ ● تو کیوں اس آشیانے سے بیگانہ ہوا اور دوں ہمتوں کی طرح اس ویرانے کا اُلو بن گیا ہے۔

۵۷۵۔ ● خاک کی اس آمیزش سے اپنے بال و پر صاف کر اور ایوانِ افلاک کے کنگرے تک اُڑ۔

۵۷۶۔ روئے جانی: محبوب کا چہرہ

۵۷۷۔ ● فکر ہووے جسے چلنے وہاں کا: جسے وہاں جانے کا فکر ہو۔

☆ 'فِکر' کو 'فِکَر' باندھا گیا ہے۔

۵۷۸۔ کو: کوئی

۵۷۹۔ سماویں: سمائیں...... میان: نیام

● نہ دو تلوار در یک میان آویں: ایک میان/نیام میں دو تلواریں نہیں آتیں۔

۵۸۰۔ غریباں: غریب کی جمع...... کم نصیباں: بدقسمت، بدنصیب (نصیباں: نصیب کی جمع)

☆ 'کَرَم' کو 'کرْم' باندھا گیا ہے۔

۵۸۱۔ کھاوت لگا: کھانے لگا...... جیو: دل...... سنسار: دنیا

۵۸۲۔ کوے: کوئی...... ہوے: ہو

● شعر کا مفہوم یہ ہے: جو کوئی گلشنِ دنیا سے دل لگالے، اُسے پھر محبوب کا جمال کیونکر حاصل ہوسکتا ہے؟

۵۸۳۔ اُن اپنا ایمان: اُس نے اپنا ایمان

اری تم بلبلو! اُس باغ جاؤ ۵۸۴ شہِ گلشن کو تم اتنا سناؤ:
مرا فریاد رس جگ میں توئی ہے ۵۸۵ وگرنہ حال میرا کچھ نہیں ہے
قریضہ بال پر بَن کے تمھاری ۵۸۶ تری فرقت کے غم نے اُس کو ماری
اگرچہ قیدِ دنیا میں پڑی ہوں ۵۸۷ سُرت اپنی تمھارے میں دھری ہوں
کرم کرکے نکال ہم کو جیبا ۵۸۸ کہ تا تجھ وصل سے لیویں نصیبا
تمھارے لطف کی ساعت جو آوے ۵۸۹ ہمارے درد دُکھ پل میں گماوے
سبھی جگ باوری چڑیاں مکاں میں ۵۹۰ پھنسی ہوں میں اب اِس حبِ جہاں میں
جو تھے بار و پر اُن کے عندلیباں ۵۹۱ سبھی پہنچے، رہے ہم کم نصیباں
چلا بیساکھ بھی پیتم، گھر آؤ ۵۹۲ و یا مجھ کوں طرف اپنے بلاؤ

ماہِ جیٹھ دوہرہ

برہ جلاوے رین دن جیٹھ مانس کی دھوپ ۵۹۳ ٭دو اگنوں سے اے سکھی جلا رسیلا روپ

۵۸۴۔ شہِ گلشن: باغ کا مالک
۵۸۵۔ فریادرس: فریاد سننے والا......توئی ہے: تو ہی ہے۔
☆اس شعر میں قافیہ نہیں ہے۔
۵۸۶۔ ☆مصرعِ اوّل کے لفظ ’قریضہ‘ کی تفہیم نہیں ہو سکی۔
۵۸۷۔ سُرت: خیال، توجہ، دھیان......دھری ہوں: رکھی ہوئی ہے۔
☆ رائے ہندی اور رائے مہملہ کو باہم قافیہ کیا گیا ہے۔
۵۸۸۔ جیبا: اے دوست......کہ تا: تا کہ......لیویں: لیں......نصیبا: نصیب، حصہ، بہرہ
۵۸۹۔ ساعت: گھڑی، لمحہ، پل......گماوے: ختم کردے، گنوادے۔
۵۹۰۔ باوری: باولی......حبِ جہاں: دنیا کی محبت
۵۹۱۔ بارو پر: بال و پر......عندلیباں: عندلیب کی جمع، بلبل......کم نصیباں: بدنصیب (نصیباں: نصیب کی جمع)
۵۹۲۔ چلا بیساکھ بھی: بیساکھ کا مہینہ بھی ختم ہو چلا۔ ویا: یا پھر
۵۹۳۔ برہ جلاوے: ہجر جلائے......رین: رات......مانس: ماہ، مہینہ......اگنوں: اگن کی جمع، آگ......رسیلا: رس دار
☆ یہ دوہرہ دیوانِ خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۵

پی کا پنتھ نہارتاں انکھیاں ہو گئی جھین ۵۹۴ نہ جانو کب آوسی وارن نجم الدین؟

....

سکھی! یہ جیٹھ رُت جگ بیچ آئی ۵۹۵ مرے دُکھ کی دوا لبلگ نہ پائی

نہ آئے اب تلک وے یار جانی ۵۹۶ گئی جس عشق میں یہ زندگانی

برہ کی آگ سے نسدن جروں تھی ۵۹۷ بچھوہی یار سے رو رو مروں تھی

یہ پاپن کون رُت جگ بیچ آئی؟ ۵۹۸ کہ مجھ جلتی کو آ دونی جلائی

اگن برسے ہے چاروں اور سیتی ۵۹۹ بھبھکتی ہے اگن کے طور ریتی

یہ ہے مشہور بن مارے مریں گے ۶۰۰ کہ جو اِس جیٹھ میں رستے چلیں گے

پھروں ہوں بھاگتی بَن بَن پہاڑاں ۶۰۱ تمامی چھوڑ کر عیش اَور بہاراں

لٹا سر چھوٹ کر پیروں میں آئی ۶۰۲ بھبھوت اِس تن اوپر اپنے رمائی

۵۹۴۔ پنتھ: راہ، راستہ..... نہارتاں: نہارتی کی جمع، دیکھتے ہوئے..... جھین: کمزور، لاغر..... آوسی: آئے گا..... وارن: قربان کرنے

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۵

☆ 'پیتھ' بجائے 'پنتھ': دیوان خواجہ نجم: ص ۲۱۵

☆ 'وادن' بجائے 'وارن': دیوان خواجہ نجم: ص ۲۱۵

۵۹۵۔ رُت: موسم..... لبلگ: ابھی تک

۵۹۶۔ جس عشق میں: جس کے عشق میں

۵۹۷۔ جروں تھی: جلتی تھی، جل رہی تھی۔..... بچھوہی یار سے: محبوب کی جدائی میں

۵۹۸۔ دونی جلائی: دوگنا جلادیا۔

۵۹۹۔ اور: سمت، طرف..... بھبھکتی ہے: بھڑکتی ہے، دہکتی ہے۔..... اگن کے طور: آگ کی طرح..... ریتی: ریت، ریگ

۶۰۰۔ مریں گے: مرجائیں گے۔

۶۰۱۔ پہاڑاں: پہاڑ کی جمع..... بہاراں: بہار کی جمع

☆ رائے ہندی کے ساتھ رائے مہملہ کو قافیہ کیا گیا ہے۔

۶۰۲۔ لٹا: لٹ، زلف..... سر چھوٹ کر: بڑھ کر

● بھبھوت اِس تن اوپر اپنے رمائی: اپنے تن پر راکھ مل لی۔

زھجرش رویِ من بی نور گشتہ ۶۰۳ کفِ پا خوشۂ انگور گشتہ

کہو: کس طور سمجھاؤں میں جی کو؟ ۶۰۴ کہاں قسمت؟ ملوں جو اپنے پی کو

اری مت جانیو جو زندہ ہوں میں ۶۰۵ میں اس جینے سے بس شرمندہ ہوں میں

مجھے یہ زندگی ہرگز نہ بھاوے ۶۰۶ سجن بن جیوناں کس کام آوے؟

جو عاشق سے ملے جب تک نہ دلدار ۶۰۷ رہے گا وہ سدا اس غم سے بیمار

قصۂ یوسف زلیخا بطریقِ مثال

لگایا عشق یوسف سے زلیخا ۶۰۸ رہی مدت تلک کرتی تمنا

کہ وصلِ یوسفی ہو مجھ کو حاصل ۶۰۹ کہ ہوں دلدار سے اپنے میں واصل

کبھی سنگار نوع نوع کے بناتی ۶۱۰ بہت ناز و کرشمہ کر دکھاتی

کہ دل یوسف کا مجھ اُوپر لبھاوے ۶۱۱ مجھے سینے ستی اپنے لگاوے

ولے ہرگز ہوا یوسف نہ راضی ۶۱۲ ز حد بگذشت ازوی اعتراضی

ز معشوقاں وفاداری نیاید ۶۱۳ بجز جور و جفا کاری نیاید

۶۰۳۔ ● اُس کے ہجر میں میرا چہرہ بے نور ہو گیا اور پاؤں کا تلوا انگور کا خوشہ بن گیا، (یعنی اس پر آبلے پڑ گئے۔)

۶۰۴۔ ● کہو: کس طور سمجھاؤں میں جی کو: بتاؤ! کس طرح میں اپنے دل کو سمجھاؤں؟

۶۰۵۔ جانیو: جانو، سمجھو ...... بَس: بہت، بسیار کا مخفف

۶۰۶۔ جیوناں: جینا

۶۰۷۔ ● جب تک عاشق اپنے محبوب سے نہ ملے، وہ ہمیشہ اس دُکھ سے بیمار رہے گا۔

۶۰۸۔ عشق لگایا: محبت کی، عشق کیا ...... مدت تلک: لمبے عرصے تک

● رہی مدت تلک کرتی تمنا: وہ مدت تک آرزو کرتی رہی۔

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۶۰۹۔ واصل: ملنے والا، ملاقات کرنے والا، شامل ہونے والا

۶۱۰۔ سنگار بناتی: سنگار کرتی ...... کرشمہ: ادا، انداز، عشوہ

☆ 'نوع نوع' میں دونوں 'عین' پابندِ آہنگ نہیں ہیں۔

۶۱۱۔ مجھ اُوپر لبھاوے: مجھ پر مائل ہو۔

۶۱۲۔ ولے: لیکن

● ز حد بگذشت ازوی اعتراضی: اس سے رُوگردانی حد سے گزر گئی۔

۶۱۳۔ ● خوش جمالوں سے وفاداری سرزد نہیں ہوتی، (کیونکہ) سوائے جور و جفا اُن سے کوئی دوسرا کام بن نہیں آتا۔

نہ ہوویں کام خوباں سے وفاے ۶۱۴ نہ دیکھی اُن سے جز جور و جفاے

زلیخا کر رہی ہر چند چارے ۶۱۵ کہ آوے دام میں وہ صید بارے

مگر وہ پاک دامن؛ پاک بنیاد ۶۱۶ نہ تھا اِس بات سے ہرگز بہ دل شاد

زلیخا کر فکر گھر بیچ روتی ۶۱۷ کہ سرمہ آنکھ کوں آنکھوں سے دھوتی

اگر دلبر کسی سے دور ہووے ۶۱۸ نہ دل ایسا ز غم رنجور ہووے

کہ ہو کر پاس بے پرواہ ہونا ۶۱۹ سراسر دو جہاں سے اِس کو کھونا

رہی مجھ پاس پھر یہ بے نیازی ۶۲۰ کہو: کیا کیجیے اب حیلہ سازی

کہاں تک برہنی یہ دُکھ نبھاوے؟ ۶۲۱ کہ سووے ساتھ گات اپنے چھپاوے

اری کیوں کر بنے یہ کام یارو؟ ۶۲۲ ذرا کچھ سوچ تو دل میں بچارو

جو تھی ساتھن زلیخا کی وے ساری ۶۲۳ لگی کہنے کہ: اے برہی کی ماری

اگر ڈالے تو یوسف کو حبس میں ۶۲۴ تو جب آوے گا یہ تیرے قفس میں

پڑے تکلیف اس کو قیدِ مشکل ۶۲۵ قبولے گا جبھی یہ تجھ کوں از دل

۶۱۴۔ نہ ہوویں: نہ ہوں...... خوباں: خوب کی جمع محبوب...... جز: سوا

۶۱۵۔ ہر چند: اگر چہ...... چارے (چارہ): علاج...... دام: جال...... صید: شکار...... بارے: ایک بار، کبھی

۶۱۶۔ پاک دامن: عفیفہ، باعصمت، پارسا، پاک باز...... بہ دل شاد: دل میں خوش

۶۱۷۔ گھر بیچ روتی: گھر کے اندر روتی...... سرمہ: کحل، توتیا...... کوں: کو

☆ 'فِکر' کو 'فِکَر' باندھا گیا ہے۔

۶۱۸۔ زغم رنجور ہووے: غم سے مغموم ہو جائے۔

۶۱۹۔ بے پروا: بے نیاز...... سراسر: یکسر، بالکل...... کھونا: ضائع کرنا

۶۲۰۔ رہی مجھ پاس: میرے ساتھ رہی۔...... حیلہ سازی: بہانہ سازی، مکاری، دھوکے بازی

۶۲۱۔ دُکھ نبھاوے: دُکھ سہے۔...... سووے: سوئے...... گات: اعضا، جسم

۶۲۲۔ یارو: دوستو، سہیلیو...... بچارو: سوچو، غور کرو۔

۶۲۳۔ ساتھن: ساتھی کی مؤنث، سہیلی، دوست...... وے: وہ...... برہی کی ماری: فراق زدہ

۶۲۴۔ حبس: قید خانہ، زنداں...... آوے گا: آئے گا...... قفس: پنجرہ، دام، جال

☆ 'حَبْس' کو 'حَبَس' باندھا گیا ہے۔

۶۲۵۔ قبولے گا: مانے گا، مان لے گا، تسلیم کرے گا۔...... تجھ کوں از دل: تجھ کو دل سے

نجانے تھی بچاری، کرنے سے قید ۶۲۶ چلا جاوے گا ہاتھوں سے مرے صید
جبھی یوسف کو اندر قید ڈالا ۶۲۷ دِکھو اب کیا کرے ہے حق تعالیٰ
عزیزِ مصر؛ خاوندِ زلیخا ۶۲۸ وداع ہو کر چلا رحلت ز دنیا
زلیخا پر خُدا نے وقت گھیرا ۶۲۹ کہ منصب، مال سب اِس کا نبیڑا
وہ یوسف کاڈہ از قید و تباہی ۶۳۰ مصر کی دی خُدا نے بادشاہی
زلیخا نے عمر رو رو گمائی ۶۳۱ گئی آنکھوں ستی سب روشنائی
کہاں یوسف؟ کہاں منصب؟ کہاں مال؟ ۶۳۲ ہوئی اِس غم ستی جل جل کے بدحال
نہایت راہ پر یوسف کے، اُس نے ۶۳۳ بندھائی جھونپڑی ہو لکے درس نے[؟]
سواری جب نکل یوسف کی آتی ۶۳۴ نکل باہر فغاں اپنی مچاتی
کہ ای بھرت دل و دیں خوار کردم ۶۳۵ بیا سویم کہ حالِ زار کردم

۶۲۶۔نجانے تھی: نہ جانتی تھی، اُسے معلوم نہ تھا۔......چلا جاوے گا: چلا جائے گا۔......صید: شکار
۶۲۷۔اندر قید ڈالا: قید میں ڈال دیا۔......دِکھو: دیکھو
☆اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔
۶۲۸۔عزیز مصر: مصر کے قدیم بادشاہوں کا لقب......وداع: رخصت......چلا رحلت ز دنیا: دنیا سے رخصت ہو گیا۔
☆'وداع' کا 'عین' گر رہا ہے۔
☆اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔
۶۲۹۔وقت گھیرا: مشکل ڈالی، وقت نے گھیر لیا۔......نبیڑا: ختم ہو گیا۔
☆رائے مہملہ اور رائے ہندی کو باہم قافیہ کیا گیا ہے۔
۶۳۰۔کاڈہ (کاڈنا): نکالا
☆'مِصر' کو 'مصَر' باندھا گیا ہے۔
۶۳۱۔● گئی آنکھوں ستی سب روشنائی: آنکھوں سے بینائی جاتی رہی۔
☆'عُمر' کو 'عُمَر' باندھا گیا ہے۔
۶۳۲۔بدحال: بےحال
۶۳۳۔●دوسرے مصرع میں 'ہو لکے' کی محض صورت نویسی کی گئی ہے۔کوششِ بسیار کے باوجود اس لفظ کو درست تناظر میں پڑھا جا سکا اور نہ ہی اس کا مفہوم واضح ہو سکا۔
۶۳۴۔فغاں مچاتی: نالہ و فریاد کرتی۔
۶۳۵۔●اے کہ میں نے تیرے لیے دین اور دل برباد کیا۔میری طرف آ (اور دیکھ) کہ میں نے اپنا کیا حال کر لیا؟

عجب تو سخت دل ؛ بیداد گر ہے ۶۳۶ کہ حالِ عاشقاں آ کر نہ پوچھے

کہ از مدت همیں است حالِ زارم ۶۳۷ پے وصلِ تو هر دم بیقرارم

ہمیشہ اِس طرح فریاد کرتی ۶۳۸ نکل جھونپی سے باہر یاد کرتی

نہایت ایک دن جاتی سواری ۶۳۹ ہمیشہ کی طرح وہ زن بچاری

لگی فریاد پر فریاد کرنے ۶۴۰ سُنی آواز اُس شاہِ مصر نے

لگے پوچھن کہ: یہ ہے کون پُر درد؟ ۶۴۱ کہ ایں آوازِ او در من اثر کرد

کہا سبؔ نے کہ: یہ زن ہے زلیخا ۶۴۲ ہوا تجھ عشق میں یہ حال اُس کا

جبھی اسوار ایک یوسف نے بھیجا ۶۴۳ زلیخا پاس تو جا کر یہ کہہ جا:

میں یوسف ہوں ، تو کیا کہتی ہے مجھ کو؟ ۶۴۴ بتا: کیا کام ہے یوسف سے تجھ کو؟

کہا اُن جا کے: یوسف نام ہوں میں ۶۴۵ ترا میں دلربا ؛ گلفام ہوں میں

کہا: یوسف نہیں ہے ، تو ہے جھوٹا ۶۴۶ چلا جا پاس سے میرے اپوٹھا

۶۳۶۔ بیدادگر: ظالم، ستم گر......عاشقاں: عاشق کی جمع

☆اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۶۳۷۔●ایک مدت سے میرا حال یہی ہے۔میں تیرے وصل کے لیے ہردم بےقرار ہوں۔

۶۳۸۔جھونپی: جھونپڑی

۶۳۹۔نہایت: آخرِ کار......زن: عورت......بچاری: بیچاری

●نہایت ایک دن جاتی سواری: آخرِکار ایک دن سواری جا رہی تھی۔

۶۴۰۔●شاہِ مصر: حضرت یوسفؑ کی ذاتِ گرامی مراد ہے۔

☆'مِصر' کو'مِصَر' باندھا گیا ہے۔

۶۴۱۔ لگے پوچھن: پوچھنے لگے۔

●که ایں آوازِ او درمن اثر کرد: کہ اُس کی آواز نے مجھ پر اثر کیا۔

۶۴۲۔●ہوا تجھ عشق میں یہ حال اُس کا: تیرے عشق میں اُس کا یہ حال ہوا۔

۶۴۳۔●اِس شعر کا مفہوم یہ ہے: پھر یوسف نے زلیخا کے پاس ایک سوار بھیجا کہ تو جا کر اُن سے یہ کہے۔

۶۴۴۔●اِس شعر کا مفہوم یہ ہے: میں یوسف ہوں۔ تجھے مجھ سے کیا کام ہے؟

۶۴۵۔کہا اُن جا کے: اُس نے جا کر کہا۔......گلفام: گلاب کے رنگ کا، معشوق، گُل رخ، گُل بدن

۶۴۶۔اپوٹھا: اُلٹا، واپس

☆اِس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

یونھی دو تین اَوَر اسوار آئے ٦٤٧ کہا اُس نے: نہ تم مجھ دل کو بھائے

جبھی یوسف نے اسپ اپنا کودایا ٦٤٨ زلیخا پاس خود وہ چل کے آیا

کہا اُس نے: بیا ای راحتِ جاں! ٦٤٩ فدا سازم بروےت دین و ایمان

کہا یوسف نے: سچ کہہ، اے زلیخا! ٦٥٠ پچھانا مجھ کو تیں کس طرح بتلا

کہ تو آنکھوں ستی اندھی ہوئی ہے ٦٥١ بنائی چشم میں تیرے نہیں ہے

کہا: گھوڑے کے تیرے پا کا کھٹکا ٦٥٢ لگا مجھ دل اوپر وہ آ کے ٹھمکا

یہی تحقیق میں جاناں کہ: توں ہے ٦٥٣ کہ تجھ بن دیکھ میرا حال یوں ہے

کہا یوسف نے: اب کیا چاہتی ہے؟ ٦٥٤ تو اے بڈھیا! مرن کو جاوتی ہے

کہا اُس نے کہ: یہ آتش برہ کی ٦٥٥ دھونکتی یوں قیامت تک رہے گی

یہ بڈھیا گرچہ عاجز ؛ ناتواں ہے ٦٥٦ مگر یہ عشق ابلگ نوجواں ہے

دُعا حق سے جبھی یوسف نے چاہی ٦٥٧ زلیخا کو جوانی پھر کے آئی

٦٤٧۔ نہ تم مجھ دل کو بھائے: تم میرے دل کو اچھے نہیں لگے۔

٦٤٨۔ اسپ: گھوڑا...... کودایا: دوڑایا، چلایا۔

٦٤٩۔ بیا ای راحتِ جاں: اے دلآرام، آ!

● فدا سازم بروےت دین و ایمان: میں تیرے چہرے پر اپنا دین و ایمان قربان کروں۔

٦٥٠۔ پچھانا: پہچانا...... تیں: تو نے...... بتلا: بتا

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

٦٥١۔ بنائی: بینائی، بصارت

☆ اس شعر میں قافیہ نہیں ہے۔

٦٥٢۔ پا: پاؤں...... کھٹکا: آہٹ، آواز...... ٹھمکا: خوب صورت چال

☆ اس شعر میں قافیہ درست نہیں۔

٦٥٣۔ میں جاناں: میں نے جانا، میں نے سمجھا...... یوں ہے: اس طرح ہے، ایسا ہے۔

٦٥٤۔ بڈھیا: بڑھیا...... مرن کو جاوتی ہے: مرنے کے لیے جارہی ہے۔

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

٦٥٥۔ یہ آتش برہ کی: یہ جدائی کی آگ...... دھونکتی: دہکتی

٦٥٦۔ ناتواں: کمزور...... ابلگ: ابھی تک

٦٥٧۔ دُعا چاہی: دُعا مانگی...... جوانی پھر کے آئی: دوبارہ جوان ہوگئی، جوانی لوٹ آئی۔

نکاح یوسف نے اُس سیتی پڑھایا ۶۵۸ زلیخا کو گلے اپنے لگایا
زلیخا کا ہوا مقصود حاصل ۶۵۹ نجانوں کب نجم ہو پی سے واصل؟
گئی اِس آرزو میں عمر ساری ۶۶۰ بکن حل مشکلم یا ذاتِ باری

ماہِ آساڑ دوہرہ

دو جگ میں مشہور ہے ساڑ تمھارا نام ۶۶۱ جومل جاں تجھ مانس میں مجھ دُکھیا کے شام
نجم پیا کے ملن کا نسدن ہے مشتاق ۶۶۲ ناگ ڈسے کو ڈر نہیں جومل جا[ئے] تریاق

....

سکھی ری جگ اندر یہ ساڑ آیا[؟] ۶۶۳ نجانوں کیا خبر پتیم کی لایا؟
ملے گا یا نہیں اِس مانس پیارا ۶۶۴ کہ جس کے ہجر نے مجھ دل کو جارا
لگا برسات کا اوّل مہینا ۶۶۵ پیا نے اب تلک آون نہ کینا
گھٹا کی گرج سُن جی میں ڈروں ہوں ۶۶۶ اکیلی پی بنا رو رو مروں ہوں

۶۵۸۔☆ 'نکاح' کی 'ح' پابندِ آہنگ نہیں ہے۔
۶۵۹۔واصل ہو: ملاپ ہو جائے، مل جائے، پالے۔
۶۶۰۔●بکن حل مشکلم یا ذاتِ باری: اے باری تعالیٰ! میری مشکل حل کر۔
۶۶۱۔ساڑ: اساڑھ......مل جاں: مل جائیں......دُکھیا: غمزدہ، دُکھیاری......شام: شیام، محبوب
☆ 'ساڑ' بجائے 'ساڈ': دیوان خواجہ نجم: ص۲۱۶
☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص۲۱۶
۶۶۲۔تریاق: ایک خاص قسم کی معجون کا نام، جو شہد اور دیگر ادویہ سے بنائی جاتی ہے اور حیوانی زہر کے دفعیے کے لیے مجرب ہوتی ہے۔
☆ 'میں' بجائے 'ملن' بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص۴۰
☆ دیوانِ خواجہ نجم (ص۲۱۶) میں پہلا مصرع یوں ہے:
نجما پیا ملن کا نسدن ہے مشتاق[؟]
☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص۲۱۶
۶۶۳۔☆ پہلے مصرع میں عروضی حوالے سے خلل واقع ہوا ہے۔
۶۶۴۔مجھ دل کو جارا: میرے دل کو جلا دیا۔
۶۶۵۔اب تلک آون نہ کینا: اب تک نہ آئے۔
۶۶۶۔ڈروں ہوں: ڈر رہی ہوں۔
☆ 'گرج' کو 'گرز ج' باندھا گیا ہے۔

مژوڑا ہو ، کبھی گرمی پڑے ہے	۶۶۷	کہ جس آتش ستی تن من جرے ہے
مجھے تو عشق کی آتش ہی بس تھی	۶۶۸	نہ اِس آتش کی کچھ دل میں ہوس تھی
مگر اِس نے بھی مجھ کو دیکھ تنہا	۶۶۹	چلایا مجھ اوپر آ اپنا جوڑا
کبھی ہو کر ابر پڑتی ہیں بوچھار	۶۷۰	نہیں ہے چین مجھ دن رین بن یار
نجانوں کون سے دن یار آوے؟	۶۷۱	تڑپتے کوں گلے اپنے لگاوے
پھری بَن بَن مگر پیارا نہ پایا	۶۷۲	نجانوں کون سا جا دیس چھایا؟
اری لا کر کوئی پیو کو ملاؤ	۶۷۳	مری یہ آتشِ سینہ بجھاؤ
و یا اُس کے وطن کی راہ دکھلاؤ	۶۷۴	جہاں پیو ہے وہ جاگاہ بتاؤ[؟]
جو میں جا کر ملوں اپنے پیا کو	۶۷۵	تسلی دوں میں اِس پاپی جیا کو
تمامی بھیس جوگن کا کروں گی	۶۷۶	پیا اپنے سے میں جا کر ملوں گی
سکھی! مدت سے پی سپنے میں آئے	۶۷۷	فلک ظالم کو وہ آنے نہ بھائے

۶۶۷۔مژوڑا: جس موسم میں بارش نہ ہو۔...... جرے ہے: جلے ہے، جل جائے ہے۔

☆ رائے ہندی کو رائے مہملہ کے ساتھ قافیہ کیا گیا ہے۔

۶۶۸۔بَس تھی: کافی تھی...... ہوس: لالچ، خواہش، آرزو

۶۶۹۔جوڑا چلایا: دوہرا وار کیا۔

۶۷۰۔مجھ: مجھے کے معنوں میں آیا ہے۔

☆ 'ابرْ' کو 'اَبَرْ' باندھا گیا ہے۔

۶۷۱۔کون: کس...... تڑپتے کوں: تڑپتے ہوئے کو

۶۷۲۔کس دیس چھایا: کس دیس میں گیا، کس ملک میں چلا گیا؟

۶۷۳۔آتشِ سینہ: سینے کی آگ

۶۷۴۔جاگاہ: جگہ

☆ دوسرا مصرع خارج از آہنگ ہے۔

۶۷۵۔جیا: دل

۶۷۶۔● تمامی بھیس جوگن کا کروں گی: جوگن کا بہروپ بھروں گی، جوگن کا انداز اختیار کروں گی۔

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۶۷۷۔سپنے: خواب، رویا...... وہ آنے نہ بھائے: اُن کا آنا اچھا نہ لگا۔

☆ 'سینے' بجائے 'سپنے': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۴۱

قضا نے چان چک انکھیاں کھولائی ۶۷۸ اری میں بات بھی کرنے نہ پائی
کیا جو خواب میں پی نے اشارہ ۶۷۹ کہ کس بھیدوں سے پوچھیں راہ ہمارا؟
بتاوے وہ تمھیں اُس راہ آنا ۶۸۰ نہیں اُس رہ ستی پگ اٹھانا[؟]
ضروری ہے تجم اب ڈھونڈ اُس کو ۶۸۱ خبر اُس دیس کی ہو خوب جس کو
اری بھیدو کو ٹک ڈھونڈن میں جاؤں ۶۸۲ پتا جس سے سجن اپنے کا پاؤں
زمانے میں کئی بھیدوں کہاویں ۶۸۳ کئی گرگٹ طرح کے رنگ بتاویں
کنارے بیٹھ کر جگ کوں پجاویں ۶۸۴ یہاں واں کی بہت باتاں سناویں
نہ کچھ واقف سجن کے دیس کے ہیں ۶۸۵ نہ کچھ مرہم کسی دل ریش کے ہیں

دوہرہ

پیتم پنتھ اَت دور ہے سات سرگ سوں پار ۶۸۶ سیس کٹا کر پہنچ سی واں برلا اسوار

۶۷۸۔ چان چک: اچانک...... انکھیاں کھولائی: آنکھیں کھول دیں۔
۶۷۹۔ کس: کن...... بھیدوں: بھیدو کی جمع، راز جاننے والا، محرم
۶۸۰۔ بتاوے: بتائے...... پگ اُٹھانا: قدم اُٹھانا
☆ دوسرے مصرع خارج از آہنگ ہے۔
۶۸۱۔ ضروری ہے: لازم ہے۔
☆ قافیہ درست نہیں ہے۔
۶۸۲۔ بھیدو: رازدان، محرم...... ڈھونڈن: ڈھونڈنے کے لیے...... پتا پاؤں: پتا معلوم کروں، نشان پاؤں۔
۶۸۳۔ کہاویں: کہلائیں...... گرگٹ: چھپکلی نما ایک جانور، آفتاب پرست، جو اکثر آفتاب کی طرف منہ کر کے بیٹھتا ہے اور اپنا رنگ بدلتا رہتا ہے۔...... رنگ بتاویں: رنگ بدلیں۔
۶۸۴۔ پجاویں: پوجا کرائیں...... باتاں: بات کی جمع، باتیں...... یہاں واں کی: اِدھر اُدھر کی...... سناویں: سنائیں
۶۸۵۔ دل ریش: زخمی دل
☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔
۶۸۶۔ پنتھ اَت: شاہراہ...... سرگ (سورگ): جنت، آسمان...... سوں: سے...... پار: اُدھر، اُس طرف...... سیس کٹا کر: سر کٹا کر، گردن کٹا کر...... پہنچ سی: پہنچے گا، پہنچ جائے گا۔...... برلا: خال خال، اکا دکا، کوئی کوئی، شاذ و نادر
☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۶
☆ 'دورے' بجائے 'دور ہے': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۴۱

تجما ٹاٹی مکر کی مفت گماوے دین ۶۸۷ جگ میں بھلا کہائے کرے عیش کرے دن تین

....

گیا دادے گنی فریاد لے کے ۶۸۸ عرض کیتی بہت دل گیر ہو کے

۶۸۷۔ٹاٹی: ٹاٹ، پردہ......مکر: فریب......مفت گماوے دین: مفت میں دین کو گنوادے۔......کہائے کر: کہلا کر، کہلوا کر

☆'مکر' کو 'مکڑ' باندھا گیا ہے۔

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۶

۶۸۸۔ دادے گنی: دادا کے پاس......عرض کیتی: عرض کی، التماس کیا۔......دل گیر: مغموم، غمزدہ

● شاعر حاجی نجم الدین، خواجہ حمید الدین ناگوری کی اولاد سے تھے۔ اِس شعر میں دادا سے انھیں کی ذاتِ گرامی مراد ہے۔

☆ اِس شعر میں قافیہ نہیں ہے۔

● یہ واقعہ حاجی نجم الدین کے مرید و خلیفہ حکیم محمد حسن نے مناقب المحبوبین میں حاجی صاحب کی زبانی یوں بیان کیا ہے:

"روز و شب از مزارِ اقدس خواجۂ بزرگ هم بنابر طلبِ مرشدِ کامل استدعامی کردم، تا شبی مرا در خواب معلوم شد که کسی میگوید که: مریداز خواجه سلیمان شو، ا ما تشفیِ من نشد، ریزا که نامِ مقامِ حضرت از بیانِ او معلوم نشده بود۔ پس می فرماید که: روزی بازهم در اجمیر شریف مرا زیارتِ جدِ بزرگوارِ من حضرت سلطان التارکین شد، ارادۂ دهلی فسخ کردم و عزم کردم که چند روز در ناگور شریف رفته بر مزارِ اقدسِ آنحضرت معتکف خواهم ماند و از یشان استدعا بنابر طلب مرشد شد خواهم جای که امر خواهد شد، همان جا خواهم رفت و مرید خواهم شد۔ پس ناگور شریف رفته برمزارِ جدِ بزرگوارِ خود معتکف شدم و روز به الحاح و گریه و زاری استدعا می کردم که کسی مرشدِ کامل مرا فرمائید، تا آن جا بخدمتش رفته بمقصودِ حقیقی خود برسم و این ابیات هندی هم در آن جا تصنیف کرده برمزار شریفِ آنحضرت میخو اندم:

یا حمیدالدین صوفی باصفا
تم مرے دادا، میں پوتا آپ کا
واسطے اللہ کے آیا پاس تجھ
مرشدِ کامل بتاؤ آپ مجھ
جس سے رستہ راہِ حق کا پوچھ لوں
ہو یقیں، شک؛ وہم سے آزاد ہوں

کہ تو سلطان ہے سب تارکوں کا ۶۸۹ صحیح برہان ہے سب عارفوں کا

حمیدالدیں تمھارا [نانو] ہیگا ۶۹۰ شہر ناگور تیرا گانو ہیگا

کوئی مرشد مجھے ایسا ملاؤ ۶۹۱ جہاں رہتا ہو وہ جاگاں بتاؤ

کہ جس کے پاس جا مقصود [پاؤں] ۶۹۲ کہ واصل ہو کے میں معبود [آؤں]

ہووی ایسے مدد مجھ پر انھوں کی ۶۹۳ بتایا ، تھی مجھے خواہش جنھوں کی

حضرت صاحب می فرماید که: الغرض پانزده روز در آن جا ماندم، تاشبی در واقعه دیدم که حضرت جدِبزرگوار نشسته اند وبسیار مردمان حلقه بسته گردِ آنحضرت نشسته اندومن دوراستاده ام۔ حضرت جدی الاعلیٰ اشارتِ دستِ مبارکِ خود سوی من کردند، طلبیدند۔من بخدمتِ ایشان رفتم۔ فرمودند:اینجا چرا آمده ای؟ من گریه کردم و عرض نمودم که: در طلبِ خدا از خانۂ خود برآمده ام، تاکسی مرشدِ کامل مرابدست آید و مقصودِ من حاصل کند۔آنحضرت تبسم نموده فرمودند: ای پسر! این دورِ سیزدهم صدیست، مرشدِ کامل این وقت کجا؟ البته یك سلیمان است۔ او بزركِ کامل است و هزارها مخلوق مریدِ او می شود و بمقصودِ خود میرسند۔ نزدِ او برو که حصه تو درآن جاست، از و مرید شود که بمقصودِ حقیقی خواهد رسید۔ من باز عرض کردم که :اوشان مرا چه دانند و بمن چگونه التفات خواهند فرمود۔ دستِ راستِ خود را برسینه سه بارزده فرمودند که من برای تو او را بخوبی جنگیده خواهم گفت، بخوشیِ دل نزدِ اوبرو۔ چون چشم از بخواب بیدار شد، شکر خدا بجا آوردم وروزِدیگر از ناگور شریف براهِ بیکانیر روانه شدم و از بیکانیر بهاولپور و از آن جادر ملتان و ازآن جا درسنگهڑشریف رسیدیم۔"(مناقب المحبوبین:ص۳۶۷)

۶۸۹۔سلطان: سردار......تارکوں: تارک کی جمع ،ترک کرنے والا...... برہان: دلیل ......عارفوں: عارف کی جمع، صاحبِ عرفان

● کہ تو سلطان ہے سب تارکوں کا: تو سلطان التارکین ہے۔یہ خواجہ ناگوری کا لقب ہے۔

۶۹۰۔☆'شَہَر' کو'شَہْر' باندھا گیا ہے۔

☆باره ماهیه نجم نسخۂ بمبئی (ص۴۲) اور نسخۂ اجمیر (ص۴۱) میں 'نانو' کے بجائے 'نام' ہے۔چونکہ یہ لفظ بطورِ قافیہ آیا ہے، اِس لیے اسے بدل کر 'نانو' کردیا گیا ہے۔

۶۹۱۔مرشد: روحانی رہنما، پیرِ طریقت......جاگاں: جاگہ کی جمع، جگہ، مقام

۶۹۲۔☆باره ماهیه نجم نسخۂ بمبئی (ص۴۲) میں 'پاون' اور 'آون' ہیں۔متن کو نسخۂ اجمیر کے مطابق کردیا گیا ہے، تاکہ معنوی ارتباط میں خلل نہ ہو۔

۶۹۳۔اُنھوں کی: اُن کی...... بتایا: یعنی خواجہ ناگوری نے بتایا۔......جنھوں کی: جن کی

● ہووی ایسے مدد مجھ پر انھوں کی: انھوں نے میری اِس طرح مدد کی۔

اری سچ ہے نبیؐ کا قول یارو ۶۹۴ تم اپنے دل سے یہ مت نہ بسارو

ہووو حیران جب تم فـــی الا مـــورِ ۶۹۵ تو فـــاستــعـینـوا مـن اھـل الـقـبـورِ

بڑھے آ کر کوئی مشکل تمھارے ۶۹۶ قبر پر جا ولی حق کے پکارے

خُدا آساں کرے مشکل تمھاری ۶۹۷ کہ وے مقبول ہیں درگاہِ باری

غرض بولے: نجم ناقص زباں ہے ۶۹۸ ارے اِس دور میں کامل کہاں ہے؟

مگر اک شخص ہے اُس پاس جا تو ۶۹۹ اُسے احوال سب اپنا سُنا تو

وہی اپنے زمانے کا سلیماں ۷۰۰ مطیع ہیں اُس کے سارے جن و انساں

کہ ہر یک مرض کی اُس پا دوا ہے ۷۰۱ وہ ہر محتاج کی حاجت روا ہے

ہر اک کو فیض ہے اُس ذات سیتی ۷۰۲ مراداں سب ملیں ، چاہے وہ جیتی

۶۹۴۔ نبی کا قول: حدیثِ مبارک ...... یارو: دوستو، یہاں مراد ہے سہیلیو ...... بسارو: بھلاؤ، فراموش کرو۔

☆ دوسرے مصرع میں مت اور نہ کا یکجا استعمال کیا گیا ہے۔

۶۹۵۔ ہووو: ہو، ہو جاؤ

● حدیثِ مبارکہ کا متن یوں ہے: اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اصحاب القبور: کذافی الاربعین لابن کمال پاشا: کشف الخفا اسمٰعیل بن محمد الجراحی العجلونی

☆ 'فاستعینو' خارج از آہنگ ہے۔

۶۹۶۔ ☆ 'قبر' کو 'قبَر' باندھا گیا ہے۔

۶۹۷۔ وے: وہ ...... درگاہِ باری: درگاہِ خُداوندی، درگاہ کے لغوی معنی چوکھٹ اور آستانے کے ہیں۔

۶۹۸۔ ناقص: کم حیثیت، بے وقت، کم قیمت ۔

۶۹۹۔ ● زمانے بھر میں بس ایک ہی ایسا شخص ہے کہ جسے جا کر تو اپنا حال سنا۔

۷۰۰۔ مطیع: اطاعت گزار، فرمان برادر

● سلیمان کے لیے رجوع کیجیے: نمبر شمار ۱۶

☆ مطیع کا 'عین' گر رہا ہے۔

۷۰۱۔ پا: پاس ...... حاجت روا: فریادرس، حاجت پوری کرنے والا

☆ 'مَرض' کو 'مَرَض' باندھا گیا ہے۔

☆ 'پاس' بجائے 'پا' بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۴۲

☆ 'حاجت روا' کو مؤنث باندھا گیا ہے۔

۷۰۲۔ اُس ذات سیتی: اُس کی ذات سے ...... مراداں: مراد کی جمع، مقصد، مدعا، غرض، خواہش، اِس کے لغوی معنی ہیں ارادہ کیا گیا۔ ...... جیتی: جتنی، جس قدر

کہ جو اُس در پہ لے حاجت کو جاوے ۷۰۳ خُدا کے حکم سوں خالی نہ آوے

طبیبِ عشق بے مانند ہیگا ۷۰۴ مقرب خاص وہ خاوند ہیگا

وہ سنگھڑ شہر کا مالک کہاوے ۷۰۵ کہ سارا جگ اُسی جا سر نواوے

ہزاروں در اوپر اُس کے چکاریں ۷۰۶ پیا کا نام لے لے کے پکاریں

کہ ترکی اَوْر خراسانی و ہندی ۷۰۷ ہوئے خدمت میں اُس کے پایہ بندی

بڑا واقف سجن کے دیس کا ہے ۷۰۸ کہ قبلہ حاجت ہر یک بھیس کا ہے

دوہرہ

سنگھڑ شہر سہاوناں جہاں بسے دلدار ۷۰۹ نجم الدین اُس دیس پر تن من دیجے وار

....

اگر تجھ کو پیا کا شوق ہیگا ۷۱۰ ملن اُس کے ، کا تجھ کو ذوق ہیگا

۷۰۳۔ حاجت: فریاد، خواہش، مطلب، اُمید، مراد، التجا...... سوں: سے...... آوے: آئے

۷۰۴۔ طبیبِ عشق: روحانی معالج، مرشد، رہنما...... بے مانند: بے مثل، بے جوڑ، یکتا، جس کی کوئی مثال نہ ہو۔

...... مقرب: نزدیک کیا گیا، خاص دوست، محرم، ہم راز...... خاوند: مالک

۷۰۵۔ کہاوے: کہلائے...... اُسی جا: اُس جگہ، مراد ہے تونسہ مقدسہ...... سرنواوے: سر جھکائے۔

● سنگھڑ: خواجہ پیر پٹھان غریب نواز کا آبائی علاقہ۔ کسی زمانے میں یہ ضلع ڈیرہ غازی خان کی تحصیل رہا ہے اور تونسہ مقدسہ اِس کا حصہ۔ اب تونسہ مقدسہ تحصیل ہے اور سنگھڑ اِس کا حصہ۔

۷۰۶۔ چکاریں (چکارنا): چہچہائیں

۷۰۷۔ پایہ بندی: اسیر، گرفتار، پابند، حلقہ بگوش

● کہ ترکی اور خراسانی و ہندی: خواجہ پیر پٹھان غریب نواز کے دائرۂ اثر میں ترکی، خراسان اور ہندوستان کے لوگ شامل تھے۔ شاعر نے اِسی طرف اشارہ کیا ہے۔

۷۰۸۔ ہر یک بھیس: ہر ایک رنگ

☆ 'قبلہ حاجت' کی ترکیب کو بلا اضافت باندھا گیا ہے۔

۷۰۹۔ سہاوناں: سہانا، مرغوب، دل پسند، سُندر، خوب صورت...... وار دیجے: قربان کر دیجیے۔

☆ 'نجم دین' بجائے 'نجم الدین': بارہ ماهیه نجم نسخۂ بمبئی (ص ۴۳) اور نسخۂ اجمیر (ص ۴۳)

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم میں بھی شامل ہے: ص ۲۱۶

● سنگھڑ کے لیے دیکھیے: نمبر شمار ۷۰۵

۷۱۰۔ شوق: تمنا، اشتیاق، خواہش، کسی کام کی سپردگی...... ذوق: لذت، مزہ، حظ، شوق

تو جا اُس در اوپر سر کو نوا لے ۷/۱۱ سلیماں نام کی برہن کہا لے

سکھی! میں جا کے سر اُن کو نوایا ۷/۱۲ نظر ویسا نہ مجھ کو جگ میں آیا

کہا اُن کو: میں سارا حال اپنا ۷/۱۳ وہ جو دیکھا تھا میں اُس رات سپنا

کہا میں نے کہ: تم پیارے خُدا ہو ۷/۱۴ و ہر محتاج کے حاجت روا ہو

کوئی ایسا مجھے رستہ بتاؤ ۷/۱۵ پیا کے ملن کا کچھ ڈھب سناؤ[؟]

جُدائی یار نے دل جار گھیرا ۷/۱۶ مجھے اِس دُکھ نے بالکل مار گھیرا

اُڈیکا اب تلک آیا نہ پیارا ۷/۱۷ نجانوں کیا گُنہ دیکھا ہمارا؟

سبھی پنڈت و جوشی پوچھ ہاری ۷/۱۸ نہ کس کو دوس ہے قسمت ہماری؟

تھکی ہوں فال ملاں [کو دکھائے] ۷/۱۹ سبھی طومارِ تعویذاں لکھائے

میں ہوں لاچار اب اُس دیس جاؤں ۷/۲۰ پیا کا دیکھ مُکھ ، دُکھ کو بھلاؤں

۷/۱۱۔ سر کو نوا لے: سر کو جھکا لے۔...... کہا لے: کہلائے، کہلوا لے۔

● سلیمان کے لیے دیکھیے: نمبر شمار ۱۶

۷/۱۲۔ سر اُن کو نوایا: اُن کے آگے سر جھکایا۔...... جگ: دنیا، زمانہ

۷/۱۳۔ کہا اُن کو: انھیں کہا۔...... سپنا: خواب

۷/۱۴۔ ● و ہر محتاج کے حاجت روا ہو: ہر محتاج کے فریادرس ہو۔

۷/۱۵۔ ☆ دوسرا مصرع وزن میں نہیں ہے۔

۷/۱۶۔ جُدائی یار نے: دوست کی جُدائی نے...... دل جار گھیرا: دل گھیر کر جلا دیا۔...... مار گھیرا: گھیر کر مار دیا۔

۷/۱۷۔ اُڈیکا: انتظار کیا۔...... اب تلک: ابھی تک

☆ 'تک' بجائے 'تلک': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص ۴۳

۷/۱۸۔ پنڈت: جوتشی، منجم، دانا، عقل مند، عالم، فاضل...... جوشی: جوتشی، نجومی، ہیئت دان...... پوچھ ہاری: پوچھ پوچھ کر تھک گئی۔...... نہ کس کو: نہ کسی کو...... دوس: الزام

۷/۱۹۔ طومار: کسی تحریر کی درازی اور طوالت کی نسبت بولتے ہیں۔...... تعویذاں: تعویذ کی جمع، حرز، نقش

☆ بارہ ماھیہ نجم نسخۂ بمبئی (ص ۴۴) اور نسخۂ اجمیر (ص ۴۳) میں پہلا مصرع یوں ہے:

تھکی ہوں فال ملاں کی دیکھا کے

☆ 'کی دیکھا کے' کو 'کو دکھائے' سے بدل کر قافیہ درست کر دیا گیا ہے اور قیاسی تصحیح کے یہ الفاظ قوسین میں لکھ دیے گئے ہیں۔

۷/۲۰۔ لاچار: بے بس، عاجز، ناتواں...... پیا کا دیکھ مکھ: محبوب کا چہرہ دیکھ کر

اگر میرم بایں رہ خوب هست این ۷۲۱ فدا جانم رہِ محبوب هست ایں

نہ مرنے کا مجھے افسوس ہیگا ۷۲۲ میں جاؤں گی اگر لکھ کوس ہیگا

ولیکن راہ اب ایسا بتاویں ۷۲۳ کہ جس میں چور اور ڈھاری نہ پاویں

ہنسے سُن کر، کہا: توں ہے دوانی ۷۲۴ اناحق کیوں یہ کھوئی زندگانی؟

کہ ہے تم پاس وہ پیتم تمھارا ۷۲۵ اری گھر کے اندر پی کوں بسارا

اری کیوں بھاگتی بَن بَن پھرے ہے؟ ۷۲۶ اری کیوں ہجر سے رو رو مرے ہے؟

ذرا گھر میں فکر کر، دیکھ بوری! ۷۲۷ کہ پیتم رم رہا گھر بیچ ہوری

بسارا گھر اندر گھر کے دھنی کو[؟] ۷۲۸ اری درکار ہے تیری جنی کو

مکاں اُس کا زمیں، نہ آسماں ہے ۷۲۹ مکاں اُس کا قلوبِ عاشقاں ہے

۷۲۱۔ ● اگر اُس راستے پر مر جاؤں، تو اچھا ہے۔ محبوب کے راستے پر میری جان بھی فدا ہے۔

۷۲۲۔ لکھ: لاکھ، صد ہزار...... کوس: راستے کی ایک متعین حد کا نام، جس کی مقدار بعض کے نزدیک تین ہزار گز اور بعض کے نزدیک چار ہزار گز ہوتی ہے۔ گز ۱۶ گرہ کا ہوتا ہے۔

۷۲۳۔ ولیکن: لیکن...... بتاویں: بتائیں...... ڈھاری: نامی چور...... پاویں: پائیں

۷۲۴۔ اناحق: ناحق...... کھوئی: ضائع کی۔

۷۲۵۔ کہ ہے تم پاس وہ: کہ وہ تمھارے پاس ہے۔...... بسارا: بھلایا، فراموش کیا۔

۷۲۶۔ پھرے ہے: پھر رہی ہے۔...... مرے ہے: مر رہی ہے۔

☆ قافیہ درست نہیں ہے۔

۷۲۷۔ فکر کر: دھیان دے، سوچ بچار کر...... بوری: باولی

● کہ پیتم رم رہا گھر بیچ ہوری: محبوب آہستگی کے ساتھ دل میں بیٹھ رہا۔

☆ 'فِکر' کو 'فِکَر' باندھا گیا ہے۔

۷۲۸۔ دھنی: مالک، آقا...... درکار ہے: مطلوب ہے، خواہش ہے۔...... جنی: لونڈی، خادمہ، ملازمہ، ماما، کنیز

☆ عروضی اعتبار سے پہلا مصرع اضطراب آشنا ہے۔

۷۲۹۔ قلوبِ عاشقاں: عاشقوں کا دل (عاشقاں: عاشق کی جمع)

دوہرہ

پیو ترے تجھ پاس ہیں کہن سُنن سے دور ۷۔۳۰ جان بوجھ کیوں ہو رہا نجم الدیں مہجور؟
بَن بَن ڈولت کیوں پھرے چھوڑ چھاڑ گھر بار؟ ۷۔۳۱ اپنے ہی میں دیکھ لے پتیم کے دیدار

....

تجھے ہستی کا پردہ ہو رہا ہے ۷۔۳۲ تو یہ غفلت میں دن کیوں کھو رہا ہے؟
جُدا دلدار سے خود آپ تو[ں] ہے ۷۔۳۳ کہ فی انفسکم افلا تبصروں ہے
تجھے سیدھا بتاؤں راہ ایسا ۷۔۳۴ کہ جس میں خوف، نہ خطرہ ؛ اندیشا
چلا جا راہِ دل اے طالبِ یار ۷۔۳۵ کہ جلدی پہنچ جاگا نزدِ دلدار

۷۔۳۰۔ تجھ پاس ہیں: تیرے پاس ہیں۔......کہن سُنن: کہنا سننا......جان بوجھ: جانتے بوجھتے ہوئے، سمجھتے ہوئے ......مہجور: فراق زدہ

☆ 'سنین' بجائے 'سنن': دیوانِ خواجہ نجم: ص۲۱۶

☆ 'پیا' بجائے 'پیو': گلزارِ وحدت: ص۱۹۵

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم (ص۲۱۶) اور گلزارِ وحدت (ص۱۹۵) میں بھی شامل ہے۔

۷۔۳۱۔ ڈولت پھرے: ڈولتا پھرے، جھومتا پھرے۔......چھوڑ چھاڑ: چھوڑ چھاڑ کر......اپنے ہی میں: اپنے اندر، اپنے باطن میں......پتیم کے دیدار: محبوب کے درشن

☆ 'چھوڑ جھاڑ' بجائے 'چھوڑ چھاڑ': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر: ص۴۴

☆ یہ دوہرہ دیوان خواجہ نجم (ص۲۱۶) اور گلزارِ وحدت (ص۱۹۵) میں بھی شامل ہے۔

☆ گلزارِ وحدت (ص۹۵) میں دوسرا مصرع یوں ہے:

تو اپنے میں دیکھ لے پتیم کے دیدار

۷۔۳۲۔ ہستی: ہست، زیست، وجود، ہونا، نیستی کا متضاد......پردہ: حجاب......غفلت: بے توجہی، بے خیالی، تغافل

۷۔۳۳۔ ☆ بارہ ماھیہ نجم نسخۂ بمبئی (ص۴۴) اور نسخۂ اجمیر (ص۴۴) میں 'توں' کے بجائے 'تو' ہے، لیکن دوسرے مصرع میں چونکہ قافیہ 'تبصروں' ہے، اس لیے 'تو' کے ساتھ نونِ غنہ کا اضافہ کیا گیا ہے، تاکہ قافیہ درست ہو جائے۔

☆ 'انفسکم' کی 'سین' ساکن پڑھی جا رہی ہے۔

● وفی انفسکم افلا تبصرون ○ الذّٰریٰت ۵۱:۲۱

۷۔۳۴۔ ● شعر کا مفہوم یوں ہے: تجھے ایسا سیدھا راستہ بتاؤں کہ جس میں خوف، خطرہ اور اندیشہ نہ ہو۔

☆ اس شعر میں صوتی قافیہ برتا گیا ہے۔

۷۔۳۵۔ جاگا: جائے گا......نزدِ دلدار: محبوب کے نزدیک

● چلا جا راہِ دل اے طالبِ یار: اے محبوب کے طالب! دل کے راستے پر گامزن ہو جا۔

چلا اُس راہ سوں بھیجا سجن کو ۷۳۶ ہوا مقبول جن کیتا بھجن کو
توجہ دل طرف اپنی تو کر لے ۷۳۷ تصور یار کی صورت پہ دھر لے
ہر اک لحظہ فکر کر لختِ دل پہ ۷۳۸ کہ ہے دلبر مرا مجھ تختِ دل پہ
ارے جو کچھ کہ ہے تیرا فکر ہے ۷۳۹ کہ عندالظن عبدی کا ذکر ہے
جو توں اِس دھیان کو ایسا جماوے ۷۴۰ کہ یک پل بھی تجھے فرصت نہ پاوے
سلیم القلب جب تو ہو رہے گا ۷۴۱ علائق غیر سے دل دھو رہے گا
تجلی آ کرے گا یار تیرا ۷۴۲ کرے گا آ ترے گھر میں بسیرا

۷۳۶۔ مقبول: قبول کیا گیا، مانا گیا، منظور کیا گیا، پسند کیا گیا، من بھاونا، برگزیدہ...... جن کیتا: جس نے کیا......
بھجن: اِس کے لغوی معنی 'خدمت' کے ہیں۔ اصطلاحاً خُدا کی تعریف کا گیت، عبادت، حمدِ باری
● چلا اُس راہ سوں بھیجا سجن کو: جو اُس راستے پر چلا، وہ سجن تک پہنچ گیا۔

۷۳۷۔ توجہ: رجحان، رغبت، رجوع، خیال، اہلِ تصوف کی اصطلاح میں رجوع الی اللہ
● تصور یار کی صورت پہ دھر لے: محبوب کی صورت کا مراقبہ کر لے۔

۷۳۸۔ ہر اک لحظہ: ہر اک گھڑی، ہر لمحے، ہر وقت...... مجھ تختِ دل پہ: میرے دل کے تخت پر
☆ 'پہ' کے بجائے 'پی' ہے: بارہ ماھیہ نجم نسخۂ بمبئی (ص ۴۵) اور نسخۂ اجمیر (ص ۴۴)
☆ 'فکَر' کو 'فِکر' باندھا گیا ہے۔

۷۳۹۔ ● یہ حدیثِ قدسی ہے: حدثنا عمر بن حفص حدثنا ابی حدثنا الا عمش سمعت ابا صالح عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ۔ قال قال النبیؐ: یقول اللہ تعالی انا عند ظن عبدی بی و انا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملا ذکرتہ فی ملا خیر منھم وان تقرب الی بشبر (شبراً) تقربت الیہ ذراعا وان تقرب الی ذراعا تقربت الیہ باعا وان (ومن) اتانی یمشی اتیتہ ھرولہ باب قول اللہ تعالی (کل شی ھالک الا وجھہ) دیکھیے: حدیث نمبر ۷۴۰۵: باب التوحید: صحیح بخاری/ حدیث نمبر ۷۰۰۵: باب الذکرو الدعا والتقرب الی اللہ تعالیٰ: مسلم شریف/ حدیث نمبر ۳۵۲۷: باب فی حسن الظن باللہ عزوجل: ترمذی شریف
☆ 'فکَر' کو 'فِکر' اور 'ذِکر' کو 'ذکَر' باندھا گیا ہے۔

۷۴۰۔ دھیان جماوے: تصور کرے، گیان دھیان کرے، توجہ کرے...... فرصت نہ پاوے: فرصت نہ ملے، فرصت نہ پائے۔
☆ 'پَل' بجائے 'بھی': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر (ص ۴۴)

۷۴۱۔ علائق: علاقہ، تعلق، رشتہ...... غیر: ماسوا اللہ، علاوہ، نیارا، الگ، علیحدہ...... دل دھو رہے گا: دل کو صاف کر لے گا۔

۷۴۲۔ تجلی: یہاں اِس کا مطلب ہے جلوہ آرائی...... بسیرا: بسرام، قیام

سبھی احوالِ دل جو ہے ، سو کہیو	۷۴۳	خوشی سے رات دن اُس پاس رہیو
خبر اپنی بھی تجھ کو نہ رہے گی	۷۴۴	فنا ایسی تجھے حاصل ہووے گی
در و دیوار میں وہ ہی دکھاوے	۷۴۵	جہاں جاوے ، وہاں دلدار پاوے
بھر جای شفا بیمار بینی	۷۴۶	بھر جانب لقایِ یار بینی
ہمیشہ تک اری برہن تو جیوے	۷۴۷	مئے وحدت کا ایسا جام پیوے
گئی دل سے مرے غفلت کی خشکی	۷۴۸	سکھی! جب میں سنی یہ بات اُس کی
مرا وہ دلربا : دلدار ہیگا	۷۴۹	جو میں دیکھوں تو گھر میں یار ہیگا
سجن نے گل ستی مجھ کو لگایا	۷۵۰	اپن کو پیر میں پیو کے گرایا
بکھا کے دن خُدا نے ہم سے ٹارے	۷۵۱	ملے پیتم ہوئے دُکھ دور سارے
لگی گل سے پیا کے شکر للہ	۷۵۲	الحمدللہ گیا مل پیارا

دوہرہ

تن کی تشنہ بجھ گئی گل پیتم کے لاگ ۷۵۳ سکھیاں! کہو مبارکاں آج ہمارے بھاگ

۷۴۳۔رہیو: رہو...... احوالِ دل: دل کے حالات، دل کی کیفیات...... کہیو: کہو

۷۴۴۔فنا: تصوف کی ایک اصطلاح، نیستی، معدومیت، مٹنا...... حاصل ہووے گی: حاصل ہوگی۔

☆ 'بے' بجائے 'بھی': بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر (ص ۴۵)

۷۴۵۔وہ ہی دکھاوے: وہی دکھائی دے۔

۷۴۶۔● تو ہر طرف محبوب کی صورت دیکھے گا اور شفا پائے گا۔

۷۴۷۔پیوے: پیئے...... ہمیشہ تک: ہمیشہ کے لیے...... جیوے: جیئے

۷۴۸۔خشکی: یبوست، خشک پن، سوکھا پن

۷۴۹۔جو میں دیکھوں: جو میں نے دیکھا۔

۷۵۰۔اپن: اپنا آپ، اپنے آپ کو...... پیر: پاؤں، قدم، چرن...... پیو: پی، محبوب

☆ بارہ ماھیہ نجم نسخۂ اجمیر میں 'اپن' کے بجائے 'پی' ہے۔ (ص ۴۵)

۷۵۱۔بکھا: دکھ، جُدائی...... ٹارے: ٹالے، ٹال دیے۔

۷۵۲۔لگی گل سے: گلے لگی، گلے ملی۔

☆ اس شعر میں قافیہ نہیں ہے۔

۷۵۳۔تشنہ: تشنگی، پیاس...... بجھ گئی: ختم ہوگئی...... گل پیتم کے لاگ: محبوب کے گلے لگ کر...... مبارکاں: مبارک کی جمع، مبارک باد

....

اری اُس پیر پر قربان ہونا ملایا پل اندر جس نے سلونا[۷۵۴]
کوئی دن پیر نہ پہنچے سجن کو اگرچہ وہ کرے نسدن بھجن کو[۷۵۵]
یہ جب پورا ہوا بارہ مہینہ کہ تھا شوّال کا پیارا مہینہ[۷۵۶]
و سنہ ہجری تھی بارہ سی اٹھاون ہوا پورا یہ قصہ من لبھاون[۷۵۷]

۷۵۴۔ پل اندر: ایک لمحے میں، گھڑی بھر میں ...... سلونا: سانولا، ملیح، محبوب

۷۵۵۔● شعر کا مفہوم یہ ہے: کوئی بھی شخص رسولِ کریمؐ اور مرشد کے اتباع کے بغیر خُدا تک نہیں پہنچ سکتا، چاہے وہ رات دن عبادت میں مگن رہے۔

۷۵۶۔● یہ جب پورا ہوا بارہ مہینہ: جب بارہ مہینے پورے ہو گئے۔

۷۵۷۔ سنہ: سال ...... سی: سو ...... قصہ: کہانی ...... من لبھاون: من کو موہ لینے والا، دل کو لبھانے والا

● شاعر نے یہ بارہ ماہیہ شوال ۱۲۵۸ھ میں مکمل کیا۔

☆ دوسرے مصرع میں لفظ 'من' نہیں ہے۔ بارہ ماهیه نجم نسخۂ اجمیر: ص ۴۵

اشاریہ:

کتاب ہا:

اشخاص:

اماکن:

☆☆☆

کتابیات

☆ قرآنِ کریم

☆ الاربعین

☆ بخاری شریف

☆ سنن ابی دائود

☆ ترمذی شریف

☆ کشف الخفا

☆ مسلم شریف

☆ مناقب شریف (خطی): حافظ احمد یار پاک پتنی: مملوکہ پیر محمد اجمل چشتی، چشتیاں شریف

☆ شعرِ ناب: پروفیسر غلام نظام الدین: مکتبۂ معظمیہ، لاہور: بار اوّل ۱۹۶۸ء/۱۳۸۷ھ

☆ گلزارِ وحدت: حاجی محمد نجم الدین سلیمانی: مطبع رضوی، دہلی: س-ن

☆ دیوانِ خواجہ نجم: حاجی محمد نجم الدین سلیمانی: خواجہ سرور کتاب گھر، فتح پور شیخاباٹی: بارِ دوم ۲۰۰۸ء

☆ بارہ ماهیۂ نجم (نسخۂ اجمیر): حاجی خواجہ نجم الدین سلیمانی: معین پریس، اجمیر: ۱۳۸۶ھ

☆ بارہ ماهیۂ نجم (نسخۂ بمبئی): حاجی خواجہ نجم الدین سلیمانی: مطبع الحسینی، بمبئی: ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء

☆ بارہ ماهیۂ نجم (نسخۂ فتح پور شیخاباٹی): حاجی خواجہ نجم الدین سلیمانی: درگاہِ خواجہ نجم الدین سلیمانی: ۱۴۲۹ھ

☆ یوسف زلیخا: مولانا عبدالرحمٰن جامی: نول کشور لکھنؤ: س-ن

☆ مناقب المحبوبین: حاجی محمد نجم الدین سلیمانی: محمدی پریس، لاہور: ۱۳۱۲ھ

☆ اصنافِ سخن اور شعری هیئتیں: تخلیق مرکز، لاہور: س-ن

☆ بکٹ کہانی مرتبہ ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی و ڈاکٹر مسعود حسین خان: اُتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ: بارِ دوم ۱۹۸۶ء

☆ اردو میں بارہ ماسے کی روایت...... مطالعہ و متن: اردو اکادمی، دہلی: بارِ دوم ۲۰۰۰ء

☆ تاریخِ مشائخِ چشت: ادارۂ ادبیات، دہلی: بارِ دوم ۱۹۸۵ء

☆ فرہنگ کی تیاری میں اردو، پنجابی، سندھی، ہندی اور دیگر کئی مقامی زبانوں کی اہم لغات سے استفادہ کیا گیا۔

☆ آیاتِ قرآنی اور احادیثِ مبارکہ کی تخریج اور دیگر عربی کتب کے متون سے استفادے کے لیے برادرِ عزیز ڈاکٹر غلام یوسف کا تعاون حاصل رہا۔ اُن کی معاونت سے شاملہ اور انٹرنیٹ کی دیگر سائٹس پر موجود عربی کتب سے اخذ و استفادہ کیا گیا۔

الحمد لله الذی اذهب عنا الحزن

باجازت مجمع کمالات منبع برکات مولانا مولوی
نصیر الدین حسین صاحب صاحبزادہ حضرت مصنف مسمّی

मुसन्निफ

ख्वाजा नजमुद्दीन साहब रह.

मुरत्तिब

पीर गुलाम जीलानी नज्मी

ख्वाजा इन्टरनेशनल ट्रेवल्स सर्विस
सीकरिया चौराहा, फतेहपुर शेखावाटी,
जिला सीकर (राज.)
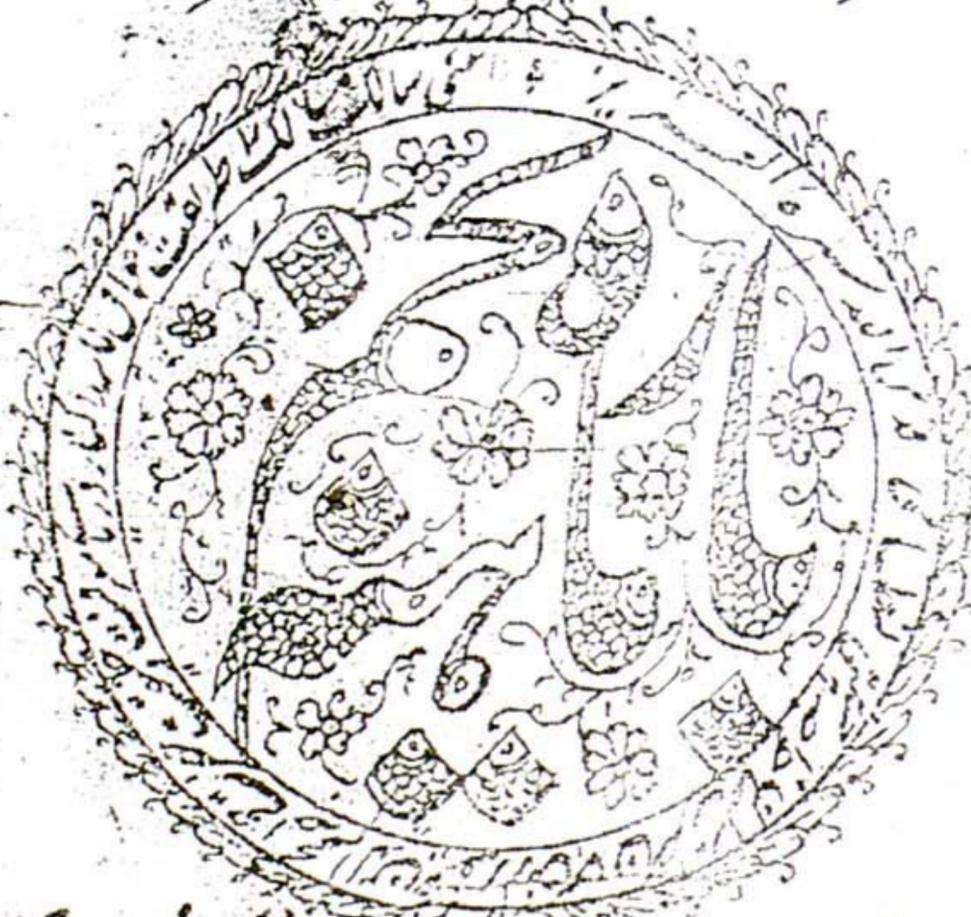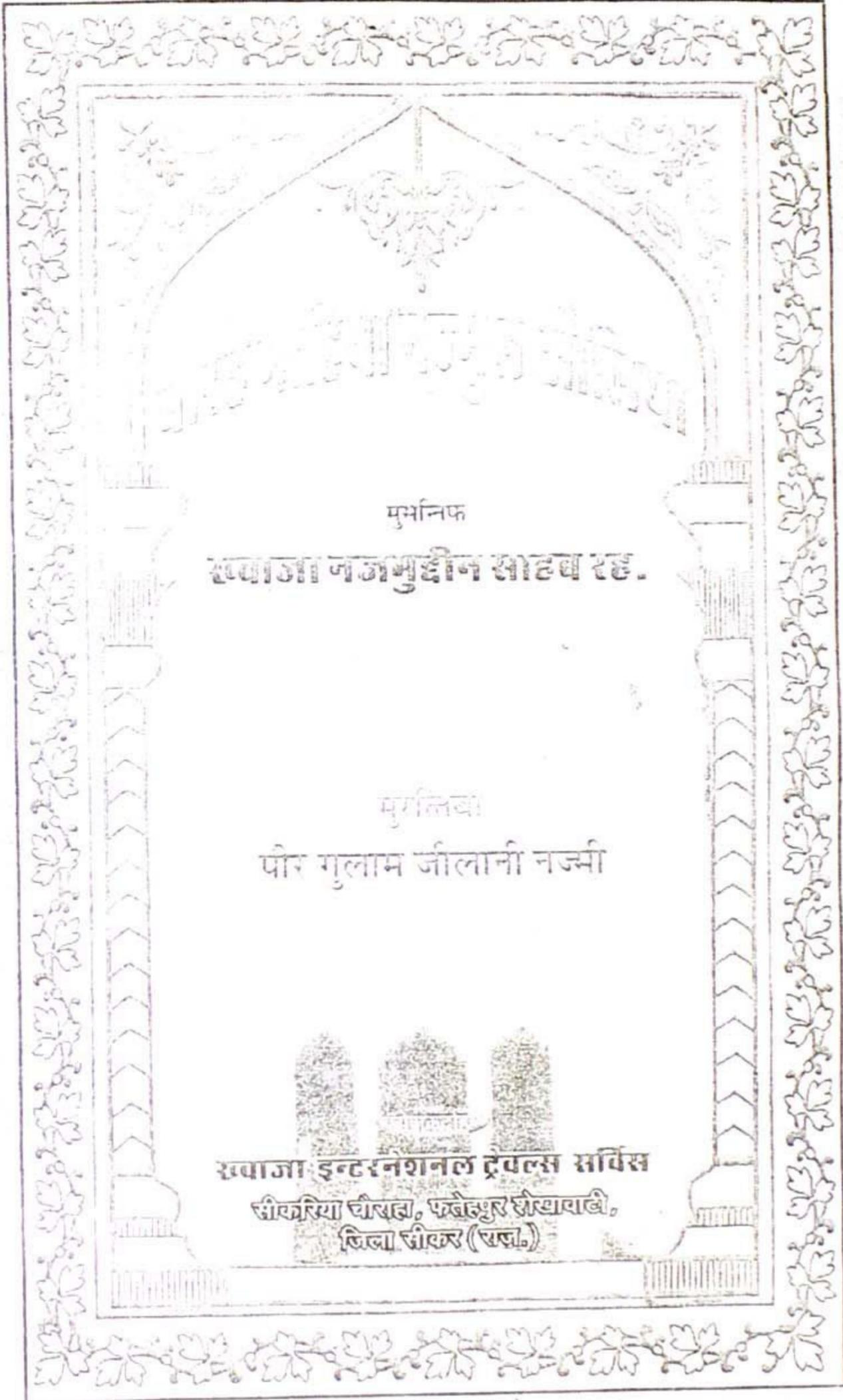
Bara Mahea e Najam

Haji Muhammad Najam ud Din Sulemani

"بارہ ماہیۂ نجم...... حاجی محمد نجم الدین سلیمانی (م ۱۳۸۷ھ) کے روحانی اور داخلی تجربوں کا اظہاریہ بھی ہے اور اُن کے عارفانہ اور عاشقانہ جذبوں کا اشاریہ بھی؛ اِس میں استعارے کے رنگ بھی ہیں اور تمثیل کی خوشبو بھی۔ وہ عملاً صوفی صافی اور صاحبِ عرفان و یقین بزرگ تھے۔ سلسلۂ چشتیہ میں خواجہ محمد سلیمان خان تونسوی غریب نواز (م ۱۲۶۷ھ) کے مرید تھے اور خلیفہ بھی۔ انھوں نے بارہ ماہیے کی صنف کے پیرائے میں اپنے روحانی کرب کو تخلیقی وجدان کی آمیزش سے اِس طرح باہم آمیخت کیا کہ حقیقت کی بے رنگی: مجاز کے رنگوں سے مزین ہوگئی۔ یہ بارہ ماہیہ شاعر کی وارداتِ قلبی اور مکاشفاتِ وجدانی کی وہ داستانِ عشق ہے، جو رنگ کے آنگن میں بے رنگی کی تجلیاتی صداقتِ احساس کا منظرنامہ تشکیل دیتی ہے۔ یہ بارہ ماہیہ وہ سِرِّ دلبراں ہے، جو حدیثِ دیگراں میں نہیں، خود شاعر کی زبانی منکشف ہوا؛ اِس میں ہجر و فراق کا کرب بھی ہے اور وصالِ یار کی لطف آفرینی بھی؛ اِس میں خارجی عناصر کے مناظر بھی ہیں اور داخلی جمالیات کی باز آفرینی بھی؛ اِس میں حمد اور نعت کی معنوی ترنگ بھی ہے اور پیر و مرشد کے وصال کی اُمنگ بھی؛ اِس میں حُسنِ خیال کی نمود بھی ہے اور خیالِ حُسن کا وجود بھی؛ اِس میں حقیقت بھی ہے اور کہانی بھی۔ یہ مختلف اور متنوع رنگ مل ملا کر ایک ایسی بے رنگی کے ترجمان ہیں، جو زندگی اور اِس کی تمام تر معنویت کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے ہے۔"

عبدالعزیز ساحر

Al-Fath Publications
Rawalpindi, Pakistan
+ 92 322 517 741 3
www.vprint.com.pk

US $ 14.
Rs. 160.